

اگلا شمارہ

سالنامہ

ہو گا

تحلی دیوبند
کتابخانہ

تادیلیہ میں آمد شمع

شیر
عمر عثمانی

فاضل یوند

1/75

سالنامہ: بارہ مرید

مادر حضرات
قائد اعلیٰ
طلب خواہیں

در حرماتی
بند بون

امریکہ ناجیریا۔ گنیدا، انگلینڈ، فرانس، برمنگم، انڈونیشیا
اور ملیشیا سے بذریعہ بھری ڈاک - دو پونڈ۔

بذریعہ بڑا ڈاک چار پونڈ۔

بحرين۔ افریقہ۔ سعودی عرب۔ قطر الغیرہ سے

بذریعہ بھری ڈاک، ایک پونڈ وس شدگ۔ بذریعہ بڑا ڈاک تین پونڈ
شان سے (فی الحال کچھ نہیں) ہندوستان سے — بارہ روپے

جاہاںہ ۶۷ دیوبند

ایڈیٹو
عامہ عثمانی

بانکوں سال کا دسوائی شمارہ

۱۵۱	عامہ عثمانی	۱۵۱ واقعی
۱۶	"	اعنا زخمن
۲۳	مولانا ابوالاعلیٰ مودودی	تفہیم القرآن
۲۴	عامہ عثمانی	تبلی کی ڈاک
۳۰	(راخو)	کہانی ریکٹ مناک
۴۲	(ایشیا)	وہ مولانا مودودی کو قتل کرنے آیا تھا — مگر
۷۸	"	جمعیت طالبات کے نام
۵۰	مولانا مودودی کا پیغام	مولانا مودودی مختار
۵۳	تذیری خان	مختار معاشر اور قرآن
۵۸	شوہرش کاشمیری	موہنی رانی می گہانی
۵۹	شمسم نوید عثمانی	بیں بھی حاضر تھا دہان
۶۲	مولانا مودودی	کیا ہم مسلمان ہیں؟
۸۳	(ایشیا)	تری اداز کے اور مدینے
۹۰	شوہرش کاشمیری	مولانا مودودی کا زوج انوں سے خطاب
۹۱	الطاں قریشی	تووار ہر ہوں
۱۰۰	مولانا مودودی	نوابزادہ شیر علی
۱۰۳	شوہرش کاشمیری	جماعت اسلامی کیا چاہتی ہے؟
۱۰۷	(ایشیا)	ساتی کے حضور
۱۱۲	مولانا محمد یوسف	مولانا مودودی کی مجلس
۱۱۵	ملا ابن العرب مکی	عصرہ تہذیب ادبیاء

اس پرچے کی قیمت — ایک پیسہ ہے

گرس اس دائرے میں شیخ نشان ہے تو سمجھ
اک اس پرچے پر آپ کی خردباری ختم ہے۔ یا یعنی آوردر
سالانہ قیمت تھیں یادی پی کی اجازت دیں۔ آئندہ
باری جاری نہ رکھنی پڑت بھی اطلاع دیں۔ خاموشی
بورت میں اگلا پرچہ دی پی سے بھیجا جائے گا جبکہ صول
آپ کا اخلاقی فرض پڑھ کاروی پی سارٹھی تیرہ بڑوپے
وچکا منی آرڈر بھج کر آپ وی پی خرچ سے بچ جائیں۔

یاد رکھیے۔ اگلا شمارہ
سالنامہ ۶۷ ہو گا
جو آپ کو فوری میں مل جائیگا

مطبوعہ "اسلامی پریس" دیوبند
پرنٹر ہ پبلیشر — عامہ عثمانی

تھجی پھر قید میں

خوش بیہن کہ ہوں تو میں بھی کی کی نگاہیں
موجودہ مقدمہ ہماری کس تحریر پر ہے، اس کا تو بھی
کیا علم ہے تا جب کہ سال گذشتہ والے مقدمے کا بھی کوئی
سن ہمارے پاس اب تک نہیں آیا ہے اور انتظار ہی
کر رہے ہیں کہ وہ کوشا مضمون تھا جس کی پاداش میں ہم
ضمانت اور جیل دونوں کی منزلوں سے گذر آئے۔ خیر یہ
تو سب چلتا ہے۔ حکومت کو وہ خوشی مبارک جو اسے ہمارا
جرم شابت کرنے سے قبل ہی پھر کڑی پہنانے اور زندانی
پہنانے سے ملتی ہے۔ یوں کو وہ ثواب مبارک جو اسے
فرض کی اداگی میں حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ مہیت
صرف اس بات کی ہے کہ جو چھ ہمارے ساتھ ہونے والا ہے
خواہ وہ اللہ کی طرف سے ہمارے اعمال کی سزا ہے یا اتحاد
ازماش۔ ہر حال میں ہمیں ہمارا رب صبر شکر کی توفیق
اور طاقت عطا فرمائے۔ جنت کا راستہ کوئی ایسا راستہ
نہیں جس پر آدمی آرام سے ٹہستا ہو اچلا جائے۔ وہ
کائنتوں، کھاتیوں، دلدوں اور جانوروں سے بھرا ٹراہیے
اُمُّ حسَيْمَرَ آنَ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَا تَكْلِمَهُ
مَثْلُ النَّذِينَ حَلَوْ أَمْنَ قَلْمَمَ مَسْتَهُمْ
الْبَاسَأَعْوَلَ الصَّرَّارَأَعْوَلَ الصَّرَّارَأَحْتَى يَسْقُولَ
الرَّسُولُ وَابْنِيَّنَ آمْنَوْأَمْعَةَ مَتَّى تَصْرِيَّ اللَّهِ
دکھاتم اس خوش بھی میں مبتلا ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤ گے
حالانکہ تم پران لوگوں جیسے حالات نہیں گذرے جو تم
سے پہلے ہو چکے کہ انہیں سختی اور تکلیف پہنچی اور ہادیتے
گئے ہمارا تک کر رسول اور اس کے اہل ایمان ساتھی پکار
اٹھے کہ کب آئے گی اللہ کی مدد۔ البقرہ (۲۱۷)

تا نہیں سے استدعا ہے کہ وہ ہمارے لئے دعا کیا
کریں۔ حق و صدقۃت کے لئے عیناً اور مزنا ہی ہماری
سر سے بڑی تمنا ہے۔

تجھی کا عظیم سالنامہ

آپ جانتے ہیں ہماری عادت مبالغہ آرائی کی

قارئین کو یہ خوشخبری سنتے ہوئے ہیں خوشی
محسوس ہو رہی ہے کہ پہلے سال کی طرح اسی سال بھی یہ
گناہگار مدرس تھجی قدس کا لطف اٹھا آیا۔ فرقہ یہ را کہ پہلے
سال تو ۲۴۵ گھنٹوں کی کہانی تھی مگر اب تک صرف ۲۳۵ گھنٹوں
میں داستان ختم ہو گئی۔ تیسرا روزے کو دن میں دو بنجے
یوں نے اپنا ہمان بنایا۔ اس کے پاس دفعہ ۵۰۰ کے
ایک نئے مقدمے کا وارثت تھا۔ سب اپنکر یوں جا ب
ور ما صاحب کی فرض شناسی قابلِ داد ہے کہ انہوں نے
اپنے ملزم کو گرفتار ہوئے بغیر ضمانت کا مو قعد نہیں دیا۔
چھی تراویح اور
سحری دیوبند کے
حوالات میں گذری۔
اگلا دن سہارنپور کی
پھری میں۔ شاید
یہ اتفاق ہی اسی ہو
کہ کرم فراپیں نے
اپنے ملزم کو ٹھیک
اس دن گرفتار کیا
جب اسکلے دن سرکاری تعطیل تھی اور ضمانت کا مستانہ اسان
نہیں تھا۔ مگر شیفت ایزدی یہ ہوئی کہ تعطیل ہی کے دن
تفربیسا پانچ بجے سہارنپور میں ضمانت ہو گئی اور چھ تھار و زہ
جیل میں نہیں بلکہ سہارنپور اور دیوبند کے درمیان جیپ
میں کھلا۔

ہم یوں نے کے بہت بہت ممنون ہیں کہ اس کی عنایت
سے حالم معنی کے اُس اسکرین پر جہاں ہماری گناہگار زندگی
کی ہزاروں افسوسناک اور قابلِ شرم تصویریں بیٹھت ہیں
ایک تصویر ایسی بھی بیٹت ہو گئی جس میں اللہ کا ایک ضعیف
بنہ روزے کی حالت میں پھر کڑی پہنچ پوری طہانیت
قلعے کے ساتھ کہہ رہا ہے:-



آدبو چاہی۔ بس یہ سمجھ لیجئے کہ کتنی روزے اس کی نذر ہو گئے۔
اسی لئے "شرح صحیح مسلم" اور "طہرے مکھوٹے" کی ثبوت
بھی نہ آسکی۔ اللہ کے ہر کام میں حکمت ہے، اسیں بھی
ضرور ہو گی۔ امید ہے اگلی اشاعت میں وہ اس کی کی تلفی
کر ادے گا۔

حتاج دعا
عام عنانی

بلا ہب سرہ

بیروت۔ صدقہ اطلاعات سے معلوم
ہوا ہے کہ صدر ناصر کی موت اس صدرے
سے واقع ہوتی تھی جو انھیں تاہرہ میں شفعت
عرب سربراہوں کی کافرنس کے موقع
پر شاہ حسین کی طرف سے اشائے راز کے
نتیجے میں پہنچا۔ شاہ حسین نے اس کافرنس
میں اکشاف کیا تھا کہ اُردن میں مقیم عرب
فدا ائمیں کو کچلانے کا منصوبہ صدر ناصر نے تیرا
کیا تھا اور انھوں نے قاہرہ میں ایک
ملقات کے دروان میں انھیں اس منصوبے
کو عملی جامہ پہنانے کی ہدایت کی تھی۔ اس
موقع پر شاہ حسین نے صدر ناصر کا دستخط
شده یہ تحریر ہی منصوبہ کافرنس کے شرکاء کو
فردا فردا دھکایا اس اکشاف کے بعد صدر ناصر
دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر دیا گئے۔ ان کے
چہرے کا زنگ نزد پڑ گیا۔ لرزتی ہوئی آواز
میں چند کلمات کہے، اٹھ کھڑا نے ہوئے لٹھے
اور اجلس پر خاست کر دیا۔ اجلس کے پس
جاتے ہوئے راستے میں دل کا شدید دورہ
پڑا اور وہ تین گھنٹے کے بعد وفات پاگئے۔

دروز نامہ "جسارت" لمنان۔ ۲۶۔ اگست ۱۹۷۴ء

نہیں۔ پھر بھی اگر ہم آنے والے سالناہ کو "عظم" کہہ
رہے ہیں تو اس کا سبب اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس کے لئے
اشد نے طریقے بیش قیمت، وقوع، دلچسپ اور یادگار اڑھائیں
کا انتظام کر دیا ہے۔ اب تک جتنے بھی خاص نہیں ہم نے
نکالے یہ ان سب پروفائل ہو گا۔ ہم نے بھی ارادہ کر لیا ہے
کہ خمامت چاہیے کہی ہو جائے، معزکہ الارامھا میں
بہترام وکمال اس میں شامل کر کے رہیں گے۔ اس کے لئے
مواد کا تھوڑا سا اندرازہ آپ اس اعلان سے کچھ جو اسی
شمارے میں کسی جگہ دیا جا رہا ہے۔ ہریاں ہم آپ کی خدمت
میں صرف یہ التاس کرتے ہیں کہ ہم ایک ماہ کی چھٹی
مرحمت فرمادیجے۔ اس سال میں آپ نے ملا خاطر یا یاد گا
کہ ہم نے اکثر اتنا عنوان میں معمول سے زائد صفحات دیتے اور
پیش نظر شمارہ بھی زائد ہی صفحات کا ہے۔ اس کی قدر
افزانی اسی طرح ہو سکتی ہے کہ ایک ماہ کی تعطیل آپ خدا
پیشانی سے عطا کر دیں۔ یہ تعطیل آخر کار آپ ہی کے
سفاد میں جائے گی کیونکہ یہم پیر ہیصلہ کر سونے کے لئے نہیں
لے رہے بلکہ یہم سالناہ کی صورتی و معنوی تزیین میں
کھنپ کئے لے رہے ہیں۔ آپ نے تجھی کو جس خلوص و محبت
سے نواز اے اس کا بھی تقاضا ہی ہے کہ ہم آپ کی خدمت
میں بہتر سے بہتر پیش کرنے کی سلسلہ کوئی کرتے رہیں
یہ آپ کے ہاتھ میں جو شمارہ ہے وہ ماہ دسمبر کا ہے اب جزوی
لائکنگ میں آپ کسی شمارے کا انتظار نہ فرمائیں۔ انشا اللہ
فروی کے وسط تک آپ کے ہاتھوں میں سالناہ مہم پیچھے گا،
اور ہمیں لقین ہے کہ اس کا ورق ورق آپ کے ذوق مطابع
کے لئے خاصی کی چیز ثابت ہو گا۔ ولی اللہ تصمیم
اکامور دغدغیہ تو مکلت والیہ اُنیب۔

غذرا تا خیر

یہ پڑھ آپ کو چند روز لیٹ ملے گا۔ شدت ایزدی
میں کسے چارہ ہے یعنی اس وقت جب احتناء عمل کو تیز
تر چلنا چاہیے تھا اتم الحروف کو شدید انفلومنزا نے

(۱) غم ناصر کے نوک پلکو

(۲) آئینہ مگر دھندا!



کے ڈاک ٹکٹ چھلتے والے اسی کے اعزاز میں فرعون بولیگ سروس "قائم کرنے والے اور اسی کے امور درکو خیالی عظموں کا ناج پہنانے والے جناب جمال عبد الناصر کا انتقال ۲۸ ستمبر کی رات کو ہوا ہے۔ اللہ باقی من ملے فانی۔ ان پر ہم کچھ لکھنا ہوتا تو قرقی مات ہے کہ نومبر کے تجھی میں لکھ چکے ہوتے۔ مگر ہم نہیں لکھا۔ حالانکہ نوح و ماتم کی تقریب میں ایسے یہ شامروضیا میں ہماری نظر سے گز دے جو پر بھر لیونقد و نظر کی گنجائش تھی مگر ان رضاہ کے لکھنے والوں پر جب نظرِ طالی تو مہیں کوئی بھی ایسی خصت نظر نہیں آئی جسے تو کتنا ہم مفید سمجھتے۔ بھلان ان لوگوں کو لوٹنے سے کیا فائدہ جو خوف خدا سے یہ نیازِ حساب آخرت سے لا پرواہ بے عقلی اور جمالت فاحشہ کی تو میں بھرے چلے جائے ہیں۔ جن کے جذبات اور فکری اعصاب کے ارادگرد دنیا پرستی اور عاقبت فراموشی کی ایسی سنگین دلپواریں تھیں ہیں کہ دین و داشت کی کوئی پکاران کے کافی تک نہیں تھیں سکتی۔ وہ مسلمان ضرور میں مگر اسلامی اقدار و اصول کے

اگر آپ مسلمان ہیں اور کبھی قرآن کا ترجمہ پڑھنے کی سعادت آپ کو نصیب ہوئی ہے تو یہ بات آپکو ضرور معلوم ہو گی کہ متراثی قصص میں ایک قصہ موسیٰ اور فرعون کا بھی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے بنی اسرائیل کی صلحیت، برگزیدگی، عظمت اور اخلاص و محبو بیت پیر اللہ نے خاص اپنے کلام سے ہر تصدیق ثابت کی ہے اور ان کے مقابلے میں فرعون کا جو کردار اللہ نے بیان فرمایا ہے اسے بھی قرآن میں جلد جلد دیکھیجئے۔ خدا کے ذی المصالح فرعون کو مفسد، ظالم، باغھت، جاہل اور قابل نفرشت قرار دیتا ہے۔ اس پر لعنتِ محظیا ہے۔ اس کے ہمی ہوئے کی خبر دیتا ہے۔ اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔

بادشاہ خیر اسی فرعون کی مردہ اور ناپاک شہرت کو نیازندگی دینے والے — اسی کے ٹھہر سے اتنا قوش رشتہ چڑھنے والے — اسی کے ٹھکنے خیسروں کو شہروں کے چوک میں نصب کرنے والے — اسی نے نام پر متعدد شاہراہوں کا نام رکھنے والے اسی کی تصویریں

نے تھیں دھوکا دیا ہے۔ تم بھوئے ہیں میں ایک غلط رواہ پر جانکلے ہو۔ عاقبت غیر ہے تو اس راہ سے لوٹو اور اپنے موقف پر اللہ در رسول کی تعلیمات کی روشنی میں نظر شانی کرو۔

یہ چڑھتا بھجن تعمیر ملت کے محترم صدر جناب سین خلیل اللہ حسینی کا۔ ظاہر ہے محترم سید صاحب کو دو اعزاز حاصل ہیں۔ ایک یہ کہ وہ بھجن تعمیر ملت کے صدر ہیں اور دوسرا یہ کہ وہ سید ہیں۔ ہزاروں درودوں سلام اس ذات مقدس پر جس سے شب و حسب کافل ان اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے اور ہر مسلمان اس پاکیزہ نعمت کو احترام کی نظر سے دیکھتا ہے۔

انھی دونوں خصوصیتوں کے پیش نظر ہماری جا ہا کہ انھیں ٹوکریں اور توجہ دلاتیں کہ بے شعوری اور بھول پن کی حالت میں آپ پڑھے غلط اور ناروانہ اندماز فکر کا منظاہرہ فرمائتے ہیں۔ اللہ کے یہاں حساب صرف اعمال ہی کا نہیں احوال و افکار کا بھی ہو گا بلکہ افکار و عقائد تو نیادی حیثیت کے حوالی ہیں۔ ایمان نامہ ہی عقیدہ باطن کا ہے۔ اگر آپ کے زبان و قلم سے ایسے کلمات نکلتے ہیں جو ایمان کے منافی اور قرآن و سنت کی تعلیمات کے خریف ہوں تو لاحالہ اس کا نقصان آپ کو آخرت میں اٹھانا پڑے گا۔ ہمیں ہرگز پسند نہیں کہ ہمارے ایک سید بھائی اپنی خامی خیالی اور حنکری کی بہادر پر اگاہ ربانی میں ایک مجرم کی حیثیت سے پیش ہوں۔ پناہ بخدا۔ حاشا۔

آپ کا ایک مضمون "آہ ناصر" کے عنوان سے ہم نے پڑھا جو حیدر آباد کے ایک ہفت روزہ میں ۱۲ راکتوبر ۱۹۷۴ کو چھپا ہے اور پھر آپ کی ایک تقریر کے اقتباسات پڑھتے جو اسی ہفت روزہ میں ۱۲ راکتوبر کو اتناcaught پڑی ہوئے ہیں۔ ہم دونوں ہی کے مندرجات پر خصوصاً پچھے عرض کریں گے۔ مقصود تفصیل و تحریر نہیں بلکہ تنبیہ اور توجہ

شور سے بے بہرہ۔ باطل انکار اور مگر اکنہ پر ویگنڈوں کی دنیا میں کم۔ ایمان ان کے حلقات سے اُتر اضطرد ہے مگر معدے میں جا پہنچا اور اب ان کے خیر و نشر کا ہر معیار معاصر ہے جس کے کارخانے میں داخل کر لکھتا ہے۔ انھیں کچھ یاد نہیں کہ قرآن میں کیا ہے۔ حدیث کسے کہتے ہیں۔ ایمان اسلام کو جیزروں کا نام ہے۔ وہ پوری جمیلیت اور کامل مغلل پن کے ساتھ جیل مرکب کی را ہوں پر دوڑ رہے ہیں۔ ان کے لئے یہ دنیا ہی سب کچھ ہے آخرت کچھ نہیں انھوں نے اپنی عقل، ضمیر، وجہان، بصیرت اور قوت قیصلہ کی یا گیں شیطان کے حوالے کر دی ہیں اور حقیقت پسندی، معقولیت اور عادل و نسراحت کے عوض ان کے افکار و خیالات کے شیش محل کھو کھلے تھے، پُر فردیب، صھلاؤں، لا یعنی عقیدوں اور احتمانہ چرب نہ بانیوں کے زہر میں چرانگوں سے روشنی حاصل کر رہے ہیں۔

ایسے حضرات اپنے مضمایں میں جو جاہنے تکھیں ہمیں اس کا یا غم۔ ہماری بلاسے وہ اپنی لا طائل تصدیہ نگاریوں کو ضرب در ضرب کے اصول سے بڑھاتے چلے جائیں ان کا جوانجام مقدر ہو چکا ہے اسے ہماری تنبیہ و معرفت اور ہماری تنقیہ اور توجہ دہانی بدل نہیں سکتی۔ وہ اپنی خانہ زادہ انشوری اور اپنی خود ساختہ روشن فکری کی راہ میں اتنی دور جا چکے ہیں کہ اب ان کی والی شاید جمکن ہی نہیں۔

لیکن نومبر کا تجھی شائع ہو جانے کے بعد جناب عبدالغفار کے بے نقطہ فو صگروں میں ہمیں دفتار ایک ایسا چہرہ بھی نظر آیا جس نے ہمیں چونکا دیا۔ مقدس چہرہ۔ اتنا پر نور کا اسے ظلمت کی وادیوں میں ٹھوکریں کھاتا دیکھ کر ہماسے صبر و خوبیت کا بند ٹوٹ گیا اور ہم جبوہ ہوتے کہ از راہ اخلاقی اسے لٹکیں۔ از راہ ہمدردی اسے تنبیہ کریں کہ جس نغمے کو تم دوسروں کی دیکھا دلکھی اپنے حلقوم سے خارج کر رہے ہو تو تمہارے شایان شان نہیں۔ ہماری سادہ لوحی

کے گرد گروشن کر رہی ہیں انھیں اس سے کیا سروکار کر شہرت و تقویلیت اٹھیں کس قیمت میں حاصل ہو رہی ہے۔

خیر یہ تو ایسی نازک اور پسپدرا بحث ہے کہ آپ جیسے حضرات اس کے مکلف فرار نہیں دیئے جاسکتے اسلئے ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا اگر آپ نہ سوئز کو قومیانے کے سلسلے میں ناصر صاحب کی تحریک پر قناعت کر جاتے لیکن اس تحریک کے مرحلے سے گزر کر آپ نے مزید جگہ فرمایا ہے اسے تو کتنم پر لانے سے پہلے آپ کو قرآن ختم کے اس واضح حکم کی یاد تازہ کر لئی چاہئے ہی کہ وَلَا تُقْنِعْ مَهِينَ کافِ يَهُ عِلْمُ رَاسِ بَاتٍ كَيْفَيَّةِ مَرْتَضِيِّ جَهَنَّمَ کو علم ہیں) افسوس آپ نے ایسا ہمیں کیا ملکہ ہمایت غیظہ داری اور حکم ہمیں کے ساتھ وہ یا تیس دہرانے لگے جو فاسقوں اور خدا نہ امور شریں کے سو اسی کو زیر بہ نہیں دیتیں۔ مثلًا آپ فرماتے ہیں :-

”یہ بڑی افسوسناک بات ہے کہ نہر سوئز کے تخلیہ کے معابر سے پر عرب دنیا کی ایک مخلص تنظیم اخوان المسلمین کو سخت اعتراض رہا اور اس عجیت کے لوگوں نے ناصر کو انگریز سامراج کا آزاد کار قرار دیا۔“

خدا آپ کا بھلاکرے۔ اگر آنحضرت کے مینار پر چڑھ کر ”اخوان المسلمون“ کو بلا تکلف خالیاں دیتے اور وہ اپنی الزارات کا ہدف بناتے ہیں تو یقین تیجیے کہ تم آپ سے کچھ بھی عرض نہ کرتے۔ پاگل کتے عرف کریں تو کون ہو شمندر ان کا انڈس لٹانے کرے جائیں آنحضرتے اخوان المسلمون کو ایک مخلص تنظیم تسلیم کیا ہے اس لئے تم طلبے ادب سے سوال کرتے ہیں کہ کیا آنحضرتے تحقیقیں تھیں سے اسلامی شرطی پورے ترنے کے بعد اس جماعت پر وہ الزام لگایا ہے جو آپ کے ارشاد گرامی میں کالے ناگ کی طرح پھنس کار رہا ہے؟ کیا آپ پوری طرح مطمئن ہیں کہ جن ذرائع سے آپ کو یہ معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ ایک صاحب نہم

دہانی ہے۔ آپ ایک انصاف پسند اور حق پر مست مونن کی طرح ہماری معروضات پر توجہ فرمائیں گے تو ایسے کہ ہمارے خلوص اور درمندی کا احساس فرمائیں گے۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ نہر سوئز کو قومیانے کیا اقدم ایک طبق اقدم تھا جس کے لئے جمال عبد الناصر خمینی کے تھتی قرار دیتے جاسکتے ہیں۔ گو کہ اہل بصیرت کے لئے اس میں بھی تأمل کے کچھ پہلو ہیں۔ آپ کو قم معلوم نہ ہو گا۔ نہر سوئز والے معابر سے تی مدت زیادہ سے زیادہ بارہ سال باقی رہ گئی تھی۔ اول تو ایک سالان نکے لئے ہی بات قابل غور ہے کہ کب کسی معابرے کو قورنے کا جواز اسلام دیتا ہے۔ اگر اسلام سے جواز حاصل کئے بغیر ایک سالان معاہدہ شکنی کرتا ہے تو بظاہر اس میں خواہ تھی ہی طبعی سادگی منفعت نظر آتے لیکن اس کا خلافی نزیاب اور معنوی خوبست اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ دوسرے یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ایک ایسی شے جو بارہ سال بعد بلانزارع حاصل ہو جانے والی ہو اس کے لئے صبر اور الیافے عمدہ زیادہ بہتر تھا یا بدگان خدا کے جان و مال اور عافیت تو داؤ پر لگانا۔ یہ نازک باتیں دنیاداروں کے سوچنے کی تو نہیں مگر اہل ایمان کے سوچنے کی یقیناً ہیں۔ تیسرا یہ بھی سن بھی کہ نہر سوئز کے قضیے سے جو بحران پیدا ہوا تھا خلیج عقبہ پر اسرائیل نے قبضہ اسی کے دوران کیا۔ جلتے ہیں آپ اس کا مطلب ہے۔ زیادہ تفصیل میں نہ جانتے تب بھی اتنا تو آپ کو علم ہی ہو گا کہ مصہر اسرائیل کی علیحدگی کا ناکر بذریعہ کے ہوا ہے گویا نہر سوئز کو قومیانے کے عکس میں جو خلیج پا تھے نئک گئی تھی اسی کی کوکھ سے سے ۲۴۰ دالی جنگ کا بذریعہ اسے جنگ کہا جاسکے آغاز خلیج عقبہ کی ناکر بذریعہ سے ہوا ہے گویا نہر سوئز کو قومیانے کے عکس میں جو خلیج پا تھے نئک گئی تھی اسی کی کوکھ سے سے ۲۴۰ دالی شکست عظیم نے جنم لیا۔ سیاست پھوں کا ہیں ہیں وہ ایک طویل سلسلہ اباب و ملن اور نتائج و آثار کا زلف درزلف پیجا ہے۔ اصلی سیاست داں پچاس سال پر تک کی سوچتے ہیں مگر جن کی سیاست صرف اپنی ذات کو معبوود بنانے اور ہمیروشی کا ناج پہنچ کی بے پناہ خوش

اچھیں بلا تحقیق و تنقید قبول کر لیں اور اللہ کے یہاں اپنا نام
اُن مجرمین کی فہرست میں لکھوائیں جھیں کہ رب افراط کے
جرم میں کٹھے جوابی سے سابق پیش آتا ہے۔

اسلام دشمن اخباروں اور خبریں انجینیوں کی
دروغی باғیوں کا عالم کیا ہے اس کا ایک بالکل تازہ نمونہ
ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ ابھی یہم نوہبر کو پاکستان میں
یہ واقعہ پیش آیا کہ کراچی کے ہماری اڈے پر فیروز عبید الدین
نامی ایک درائیور نے اپنی کیٹنگنگ دین کچھ لوگوں پر چڑھا
دی جس سے چار افراد ہلاک ہو گئے۔ ہلاک ہونے والوں
میں پولینڈ کے وزیر خارجہ بھی تھے۔

اب ملاحظہ فرمائے کیم نوہبر کی شام کو لندن کے
بی بی سی جلسے ادارے نے — جو کافی ثقہ سمجھا جاتا ہے
اس واقعہ کو نشر کرتے ہوئے یہ "انکشاف" بھی فرمایا کہ
بعض طلاحات کے مطابق ملٹری فیروز نے حادثے کے بعد
"کیونٹ مردہ باد" کے بغیر کھاتے۔ اشتراکی اخبارات
نے جو خبریں شائع کیں ان میں یہ مکمل ابھی شامل کیا گیا کہ ملزم
کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے۔ لا ہو رکے دو اشتراکی
اخبارروں "آزاد" اور "مساویت" نے اس اندیزیں خبر
کو پیش کیا گویا اس سانچے کے تجھے غیر اشتراکی وقوفیں کام
کر رہی ہیں۔ جموںی طور پر ان کا روتے سخن صاف صاف
جماعت اسلامی کی طرف تھا۔ اپنے خانزاد جھوٹ کو صحیح
ثابت کرنے کے لئے آزادگی خبریں درائیور کی زبان سے
یہ الفاظ بھی نکلوائے گئے کہ — "میری زندگی کا مش
پورا ہو گیا" — "اسلام زندہ باد" — "سو شلزم مردہ باد"
"مساویات" کے نمائندے نے لکھا کہ درائیور کی جیسے
"پیاسی" (غیر اشتراکی یونیون جس نے اضافی تربیت میں اشتراکی
یونیون کو فلکست فاسدی تھی) کا کارڈ براہ راست ہوا ہے۔
تیرساں نمائندے نے یہ بھی خبر دی کہ معزز زین کو کچھ کے بعد
درائیور نے اوپنی آواز میں کہا — "میں نے بولے لے لیا ہے"
یہ تو پاکستانی خبریزوں کی بات ہوئی۔ اب ہندوستان
کے اردو "بلشیر" کا ۱۷ ار روہر کا شمارہ اٹھا کر دیکھئے۔ پہلے

مومن کے لئے قابل اعتبار تھے جو آپ غور فرمائیں اس طرح
کا الزام دہرانے کے لئے کم سے کم جو مشراط آپ کو پوچھے
کرنے تھے وہ یہ تھے کہ اولاد نہر سوئر کے مذکورہ معابرے
کا پورا متن آپ ملاحظہ فرماتے اور دیانتداری سے غور
کرتے کہ کیا واقعی اس میں ایسی کوئی چیز موجود ہیں تھی جس پر
ایک مخلص جماعت کو معرض ہونا چاہیے تھا یا موجود تھی اور
اس پر اعراض اخلاص و دیانت کی رو سے بجا تھا۔ ثانیاً
آپ تندرائع سے یہ معلوم کرتے کہ اس معابرے کے سلسلے
میں اخوان ہمدون کے کس رکن نے کس موقع پر کس سیاق و
سباق میں کیا اعراض کیا۔ یہ معلوم کرنے کے بعد ہی آپ کے
لئے جائز ہو سکتا تھا کہ کسی بات کا انتساب اخوان ہمدون
کی طرف کریں، لیکن ہمیں یقین ہے کہ تحقیق وقایت کی کوئی
زحمت آپ نہیں اٹھائی بلکہ اسلام دشمن انجینیوں کی
پھیلائی ہوئی من گھر طریقہ اور مناظر انگریز خبروں میں سری
طور پر آپ نے جو کچھ دیکھا اسی کو امروء افعہ سمجھ دیا اور آخرت
کی جا بدنہی سے لا پرواہ ہو کر خاصہ فرمائی کرتے چلے
گئے۔ آپ خود سوچئے کہ یہ طرز عمل اسلامی تعلیمات کے
کس قدر خلاف ہے۔ حضورؐ تو فرماتے ہیں کہ کافی بالمرع
کذباً ان محدثات بکلٰ ما مسمم داد می کے جھوٹا ہوئے
کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سننے بلا تحقیق اس کا چرچا
کرنے لگے) آپ ماشاء اللہ سید ہیں آپ تو ہم سے زیادہ
اس سے مستحق ہیں کہ سید الابرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی بذریعات اور اسوہ حسنة کی مشعل راہ بنائیں جس صبور
میں آپ اخوان ہمدون کے اخلاص پر بھی یقین رکھتے
ہیں آخوندگیوں نہ آپ کی سمجھ میں یہ موظی سی بات آئی کہ
شیطان کی ذریت لازماً اس کے خلاف جھوٹے پر مکنہ
کرے گی۔ آج ساری خبریں انجینیوں پر (الماشاء اللہ
سوائے فساق و فجار کے کس کا پھنسہ ہے۔ ایک آپ جیسے
معزز اور نیک دل مسلمان کو اتنا سادہ لوح اور خفتہ دماغ
تو نہ ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کی ایک مخلص اور معروف حیث
کے بارے میں فاسقین و منافقین جو بھی خبریں اڑائیں

(۲) یہ بھی منقح ہو چکا ہے کہ "آزاد" اور "مساوات" کا بھی کوئی نمائندہ وہاں موجود نہیں تھا۔ ان اخباروں کے نمائندوں کو تو ابھی ایکریڈیشن تک نہیں ملا۔ پھر کیا شکر ہے جاتا ہے اس بات میں کہ عین وقت واردات پر جو فقرے ان اخباروں نے ملزم کی زبان سے ادا کرائے وہ ان کے اپنے گھر طریقے ہوتے ہیں تاکہ جماعتِ اسلامی کے بالے میں بدگمانیں اپنالیں۔

مات ادھوری اور جائے گی اگر اس سلسلے میں ہم کراچی کی ایک اور خبر سان ایجنسی "ولیٹرن نیوز ایجنسی" کا تذکرہ نہ کریں۔ اس نے اگلے دن جو خبر جاری کی وہ یہ ہے:-

"ہوائی اڈے کے حادثے کے سلسلے میں پولیس نے پی آئی اسے کے تین اور ڈرائیوروں کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان کے نام دین جم، عبداللہ اور سلمان ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ پولیس نے اس کار سے جسمی چلاتا تھا دوستی بھی برآئے ہیں۔ فیروز عبداللہ (سلمان)، کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ جماعتِ اسلامی کا سسرگرم کارکن ہے اور پی آئی لے کے دفاتر میں جماعت کے اصولوں کا شروع سے پرچار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ جماعتِ اسلامی ہی عوام کو ان مصائب سے نجات دلائی ہے۔ وہ یہ بھی کہتا تھا کہ کسی پرشکر کو پاکستان میں داخل نہ ہونے دیا جائے دیکھا آپنے لئے دھڑکتے سے جھوٹ کے انبار لگاتے گئے ہیں۔"

جماعتِ اسلامی کوئی ایسی جماعت تو نہیں جسکی رکنیت مخلص راز ہوتی ہے۔ ملزم جماعتِ اسلامی سے کوئی بھی تعلق نہیں رکھتا تھا جا نجح جماعتِ اسلامی کراچی کے امیر صادق حسین نے فوراً اس کی تردید کر دی۔ (جماعتِ اسلامی تو رہی ایک طرف "پیاسی" کے صدر کی وضاحت کے مطابق ملزم اس وقت اس خیرا شتر ایک یونین کا بھی رکن نہیں تھا اور ملزم کی والدہ نے ایک اخباری نمائندے کو بتایا کہ میر بیٹے کا جماعتِ اسلامی سے کیا تعلق وہ تو مولانا مودودی کو واردات پر موجود نہیں تھا۔

ہی صفحے پر موٹے الفاظ میں یہ دولائی سرخی ملے گی:-
"جماعتِ اسلامی کے اہم لیدر مستعفی
مولانا مودودی روپوش"
اس عنوان کے ذیل میں جن خرافات و مہفوں کو
اس اخبار نے شائع کیا ہے وہ دیدنی ہیں۔ یہاں تک لکھا گیا کہ:-

"جمجم کے گلہ فوار ہوتے ہیں جماعتِ اسلامی کے لیڈر میں کھلبی بچ گی کیونکہ اس سارا بھانڈا پھٹ جانے کا خطرہ ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ جیسے ہی یہ خبر امیر جماعت مولانا ابوالعلاء (تعلیم طباطب اصل) مودودی کو سنائی گئی وہ یہو شش ہو کر گرفتار ہے۔"
ہمیں یہاں بلطف کی سو فی صدی کذب بیانیوں اور ہزار سو ایکیوں پر وقت بر با دہیں کرنا۔ اشتراکیوں کا سارا فلسفہ ہی یہ ہے کہ مذہب پسندوں کے خلاف جھوٹ، قذف، دعا اور ظلم کے جو بھی ہی تھیار استعمال کرو سب جائز۔ ان کے ہر ہر بڑیان سے سرمادنا اپنی انزو جی ضائع کرنا ہے۔ البتہ ہم آنحضرت کی نعمات کی محیم تصویر پیش کرتے ہیں۔"

۹ نومبر کے زندگی (دلاہور) نے جو تفصیلات شائع کی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:-

(۱) کراچی کے جواخبار نویں جائے واردات پر موجود تھے دُران کے چیف ایڈٹر احمد شاہ سعیت) ان کا بیان ہے کہ بی بی سی کا کوئی نمائندہ ہوائی اڈے پر موجود نہیں تھا۔ سرکاری محلہ اطلاعات کے کراچی آفس نے بھی تصدیق کی کہ بی بی سی کا نمائندہ موجود نہیں تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ بی بی سی نے جو خبر شر کی اس کی کوئی بنیاد نہیں تھی۔ چنانچہ بعد کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ بی بی سی کو اطلاع بھیجنے والے غلط بیانی سے کام لیا ہے اور اس غلط بیانی سے فریب کھاجانے پر بی بی سی کے کراچی کے نمائندے نے شرمساری کا بھی اظہار کیا اور اعتراف کیا کہ وہ جائے واردات پر موجود نہیں تھا۔

عبدالناصر نے اخوان مسلمون پر توڑے۔ کیا جرم دہزادیں کوئی ادنیٰ مناسبت بھی آپ کو یہاں نظر آئی۔ کیا عبد الناصر سے آپ کی اندر ہی بھری عقیدت اس حد تک کے دل و دماغ کو ماوف کر گئی کہ اب وہاں اللہ اور رسول کے دینے پر میعادوں اور ضابطوں کی کوئی قیمت ہی نہیں رہ گئی۔ زید کسی نہیں زادے کو گاہی دید تاہم۔ یہ نہیں زادہ اگر اس کے حوالہ میں زید کو قتل کر داۓ اس کے اہل و عیال کو ظلم و تشدد کا ناشہ بنائے اور اس کے متعدد اقراب کو پھانسی کے سخت پر پیچا دے تو کیا آپ کی اسلامیت بلکہ اسلامیت تو بڑی چیز ہے کیا آپ تی انسانیت یہ گوارا کر لے گئی کہ طبع مجرم زید کو ٹھہرایں اور زین زادے کی سفاکیوں کے لئے توصیف و تکریم کے الفاظ استعمال کریں۔ قرآن تو کہتا ہے۔ آتِ السُّفَاجَةِ بِالْعَيْنِ يَا لَعْنَدِيْنَ وَالْأَذْنَفَ بِالْأَذْنِ فَالْبَشَّرَةِ بِالْبَشَّرِ وَالْجَعْدَرَ وَحَقَّ قَصَاصَ دِجَانَ كے بدے جان۔ آنکھ کے بدے آنکھ۔ ناک کے بدے ناک۔ کان کے بدے کان۔ دانت کے بدے دانت اور زخموں کا بدہ ان کے برابر۔ مگر آنکھاں عدل کے معیار قرآنی کو سیر بالائے طاق رکھ کر عبد الناصر کے اس تمام جور و تشدد کو مسلمانی دیتے ہیں جس کے لئے کوئی ادنیٰ جواز موجود نہیں۔ قرآن تو کہتا ہے جس نے ایک انسان کو نا حق قتل کیا رام اس سے کہ مقتول مون ہو یا کافر، اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دالا۔ مگر آپ اس شخص کی شاخوںی فرمائے ہیں جس نے ایک کو نہیں متعدد انسانوں کو نا حق قتل کیا اور ایسے انسانوں کو قتل کیا جو قرآن و سنت کے معیار سے پر گز زیدہ تھے۔ صاحبین تھے۔ خاد مان حق تھے۔ خدا پرست تھے۔

ہمارا خیال ہے آپ کو بتہ ہی نہیں ماضی قریب کی تاریخ ہے کیا۔ ناصر صاحبؑ جرم بے گناہی میں جن ہستیوں کو پھانسی پر لٹکایا ان میں عبد القادر عودہ اور سید قطب علیسی ہستیاں تھیں۔ پڑھی ہیں ان کی حسریوں

براحہلا کہا کرتا تھا۔ کیا ان حقائق نے طحہ پر آجائے کے بعد یہ کہنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ منافقین و فساق اور زنديقوں کی خبر سان لیجنسیاں اور اخبار اب تک جھوٹ بولتے ہیں۔ بلکہ نے جو خامہ فراسیاں کیں وہ تو سید جھوٹ سے بھی آگے کی چیز ہیں۔ ان کی تردید کی زحمت دہی اٹھایا گا جسے دیوانوں کی زثر سے دکھی ہو۔ دراصل مولانا مودودی پاکستان میں اشتراکی طالع آزماؤں کی راہ میں ایک پہاڑ بن گئے ہیں۔ اس پہاڑ کو راستے سے ہٹانے کیلئے حضرات وہ تمام حربے استعمال کر رہے ہیں جو اخوان مسلمون کو محلے کے لئے عبد الناصر کی آڑ لے کر امریکی اور اشتراکی سامراجوں نے استعمال کئے تھے اور آج بھی ان کا سلسہ جاری ہے۔ کچھ اچھی ایر پورٹ کی واردات کوئی معمولی چیز تو نہیں کہ حکومت پاکستان اسہماً سرگرمی سے اسکی تفتیش نہ کرے تفتیش کے شایج جب سائنس آئیں گے تو دیکھ لیجئے گا کہ اشتراکیوں کی دروغ بافیوں کا لاثہ کس دریا میں غرق ہوتا ہے۔

اے سید محترم! فریب کارانہ خبروں پر بھروسہ کر کے آئے جو اخہار خیال اخوان مسلمون کے باشے میں کیا ہے وہ کسی درجے میں بھی فراست ایسا نہیں سے جوڑ نہیں کھاتا۔

آج آپ فرماتے ہیں:-

”ظاہر ہے کہ ناصر کے لئے اس سے (سما مراج کا آڑ کار کھلانے سے) بدتر گاہی نہیں ہو سکتی ہیچ نیچ یہ ہو اک ناصر نے سختی سے اس تحریک کو چک دیا۔“ ایک مزٹ ٹھیک کر سوچئے۔ مانے لیتے ہیں کہ اخوان مسلمون نے ناصر کو سما مراج کا آڑ کار کھل دیا ہے (گو کہ یہ کو را جھوٹ ہے) تو کیا آپ کا مون ضمیر آپ کا اسلامی علم، آپ کا انصاف پسند مراج یہ فیصلہ دیتا ہے کہ محض اس کہدتنے کی پاداش میں وہ تمام ہمیں تین مظالم جائز فرار پائتے جو

پھر شاہ فیصل پر حج الزام آئے بڑے امینان سے
لگادیا وہ اور بھی حیرت ناکتے ہیں۔ کیا آپ بالکل بھول گئے
کہ آدمی جو بھی قول کرتا ہے وہ فرضیہ لکھنے تھے میں اور پھر آخرت
میں اس کا محاسبہ بھی ضرور ہو گا۔ جہل مرکب کی اس سے
بڑھ کر مثال شاید ہی ملے کہ آپ خود کو ان لوگوں میں قصور
کر رہے ہیں جو "حالات کو جانتے ہیں"۔ حالانکہ حالات
تو بہت وسیع اور گہرا متصداق رکھتے ہیں۔ ہم صرف اسی
ایک نکتے پر آپ کو پہنچ کر تے ہیں کہ شاہ فیصل پر جو
گھنڑا نا الزام آئے عائد کیا ہے اس کا کوئی ادنیٰ ثابت
پیش نہیں شدید تکمیل کا مطلب تو آپ جانتے ہی ہوں گے۔
— شہوت اسے نہیں کہتے کہ کسی بھی اخباری خبر کو آپ
دہرانے لگیں۔ شہوت و شہادت کا جمع ایمان عقول
عقل کے نزد یک ستم ہے اس کی شطح پر کوئی چیز رائی جس سے
معلوم ہو کہ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ ایک فی صدی بھی صداقت
کا حامل ہے۔

لیکن یہ ہے کہ "علم" نام کی کوئی چیز اگر آکے پاس
ہو تو شاہ فیصل کے بارے میں ایسی دریدہ وہی کرتے
ہوئے آپ کو شرم سے پانی پانی ہو جانا چاہئے تھا۔ کیا
آپ کو نہیں معلوم کہ نہ سو سو تر کے بند ہو جانے کے بعد صدر
کو جو تین ملک تقریباً دو ارب روپیہ سالانہ مدد دے
رہے ہیں ان میں سعودی عرب بھی ہے۔ یہی سعودی
عرب جس کے سربراہ شاہ فیصل ہیں۔ اگر یہ مدد نہ دی
جائی تو صدر کا اقتصادی میدان بخوبی میں تبدیل ہو
جاتا۔ اگر اس مدد کا تھا آپ کو نہیں تو آپ سے زیادہ
بے خبر کون ہو گا اور اگر پتھے تو پتہ ہوتے ہوئے بھی شاہ
فیصل پر الزام تراشی کرنا بے جوانی، کفران، طوطا شاشی
اور اخلاقی گرادرٹ کی ایسی بھوٹری مثال ہے جس کی نظریتی
مشکل ہے۔

رہا جاپ کا یہ کہنا کہ۔ "ناصر نے امریکی کے تھے
ایسی خودداری کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا" تو
یہ صرف شاعری اور لفاظی ہے۔ مغرب سے تھی دامن۔

آپ نے بکاش پڑھ لیتے تو آپ کو معلوم ہوتا تھا تو لوگ
تھے جو قرآن و سنت والے اسلام کی زبان میں انسانیت
کا لکھن کہلاتے ہیں۔ اور ان میں فرعی جیسے جاہد تھے جن کا
سر لانے کے لئے انگریز حکومت نے ہزاروں پونڈ انعام
کا اعلان کیا تھا۔ اور جن اللہ کے مظلوم بندوں سے جلوں
اویز گیتاں میں شدید مظالم سے کردم توڑا ہے ان کی
صحیح تعداد تو اللہ ہی جانتا ہے۔ یہ سب چھ آپ نہیں جانتے
تو آپ پر افسوس ہے اور اگر جانتے ہیں تو اس سے بھی
بڑھ کر افسوس ہے۔

آگے آپ کہتے ہیں:-

"ہندوستان کی مذہبی جماعتوں کو مولیوں اور
علماء کو ناصر کے خلاف سب و شتم کرنے کا موقع
مل گیا۔ ان لوگوں نے ناصر کو ایک خونخوار ظالم کے
دوپ پیش کیا۔ لیکن جن کی حالات پر نظر
ہے وہ جانتے ہیں کہ ناصر کے خلاف پر و پیشہ
شاہ فیصل کی ایسا پر امریکی مفادات کے لئے کیا
جانارہا۔"

ان اللہ و انا الیہ راجعون۔ یہاں تو آپ نے خدا جانے
کی خفتہ دماغی کے حالم میں اپنی باگ ڈور بالکل ہی شیطنا
کے ہاتھ میں دیدی۔

ذریسو چیز تو۔ آپ نے اخوان المسلمون کو مخلاص بھی تسلیم
کیا اور یہ بھی ماننا کہ ناصر نے اس تحریک کو سختی سے ملی دیا
مگر آپ تھی ان مذہب پسند علماء کو مور دی الزام تھیں اسی
ہیں جنہوں نے اخوان کی مظلومیت پر آنسو بہائے تھے
اور ظالم کو ظالم کہا تھا۔ خونخواری اور ظلم کے سینگ تو
نہیں ہوتے بغیر کسی منصافت و وجہ کے اگر ایک شخص کسی مخلاص
اور مومن تنظیم کو سختی سے کیا اتنا ہے تو اسے خونخوار اور ظالم
کے سوا اختر کیا کہا جائے گا۔ اس کے باوجود آپ کا یہ نہ از
کلام کہ گویا مذہب پسندوں نے غلط طور پر ناصر کو ظالم
خونخوار کہا ایسی عقلی اور ڈھنائی ہے کہ تم نہیں جانتے
اسے صحیح اللہ ماغی کی کس شطح پر رکھیں۔

ایسے صریعے چوتھے درج کے شاعر بڑی آسانی سے کہی بھی ہٹلے، اسالن، مسویں اور چنگیز کی شان میں ہر ایک ہیں۔ آجے آپنے فرمایا:-

”جس وقت امریکا نے اسوان ڈیم کی تعمیر کئے

مد دینے سے انکار کیا تو ناصاف طبی جرأت سے

مغربی ایشیا کی روایتی پالیسیوں کو بدال کر دوسرے

کالعاون حامل کیا اور یہ اس کا آہنی عزم ہی تھا

جس کی وجہ سے دنیا کا یہ عظیم بند اسوان ڈیم تعمیر

ہو سکا۔“

آہنی عزم کا جھاشک تعلق ہے ہٹلے، اسالن، چنگیز،
پلاکو وغیرہ بھی آہنی عزم کے سرایہ دار تھے۔ آہنی عزم
تو وہ ابو جہل بھی رکھتا تھا جس نے مرتبہ دم تک حمدصلی اللہ
علیہ وسلم سے ہار نہیں مانی۔ مکتہب امگر کفر پر ڈھارہا۔
آہنی عزم وہ ہمودی بھی رکھتے تھے جنہوں نے آخری
رسول ﷺ کی مسلسل فتوحات کو دیکھتے ہوئے بھی اپنی دشمنی
سے منہ نہیں بلوڑا اور معاہدے کر کر کے خلاف ورزیاں
کرتے رہے۔ آہنی عزم وہ مرتدین بھی رکھتے تھے جنہوں
نے حضور کے رحلت فرماتے ہی زکوہ دینے سے انکار
کر دیا اور ابو بکر صدر بیٹ کی شکر کشی کے باوجود اپنے انکار
پر منجھ لے اور جانیں دیدیں۔ یہتیرے چور اور ڈاکو ہیں جیبار
بار پکڑے جاتے ہیں۔ پیٹے ہیں۔ قیدیں کامٹے ہیں مگر آہنی
عزم کے باعث اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے۔ سچ پوچھئے
تو آہنی عزم کا سرتبے بڑا سرمایہ دار تو اپلیس تھا جس نے
خدا کا حکم نہیں مانا اور محض ایک سجدہ نہ کرنے کی سزا
میں تمامت تک راندہ درگاہ رہنا قبول کیا۔

تو اے ستی مخترم۔ خالی آہنی عزم کوئی ایسا وصف

نہیں جو ہر حال میں لائی توصیف ہو۔ اور پھر جس واقعہ کا

آپ نے ذکر کیا اس کا کوئی تعلق اولو العزی سے ہے بھی

کہاں۔ جمال عبد الناصر اپنے ملک کے دشمنوں تھے۔ سیاہ و نصید

کے مالک۔ وہ اگر ضرورت وقت کے مطابق ایک پالیسی کو

دوسری پالیسی سے بدل دیتے ہیں تو اس میں آہنی عزم کی

کیا بات ہے۔ نہ یہ فعل آہنی عزم سے کوئی تعلق رکھتا ہے کہ
امریکہ سے پیسہ، ہزاروں فنی رہنمائی اور ادارے کے بجائے
یہی سب کچھ انہوں نے روس سے اور امارتے لیا۔ کیا
ایک جہاں گوچھوڑ کر دہرے جہاں سے قرض لینا اولو العزی
کی بات ہے۔

ہاں آپنے کسی سے منہ پر ہوں تو وہ یہ ضرور دیکھے
سکتا ہے کہ روس سے اسوان ڈیم کا سودا کر کے اسے وہ
سب کچھ دیتا گیا جس کا وہ آرزو منہ تھا اور جس کا تمہوں
اس کے لئے اس سے ہزار گناہ بڑی رقم خرچ کر کے بھی
آسان نہ تھا۔ دنیا سے عرب کے ایک بڑے حصے پر اس کا
سلط، اس کے نظریات کا اقتدار، اس کی پالیسیوں کی
حکومت۔ آج عراق، شام، سودان، مصر کس کی جھوٹی میں
ہیں۔ کون ہے جس کی چشم وابرو کے اشائے شرق و سلطی
کی تھی تاریخ کو لکھ رہے ہیں۔ کون ہے جس کی نکری قیادت
نے فرعون کو بیر و بنایا ہے۔ اشتراکت کو نجات دہنے والے
منوایا ہے۔ دنیا کے اسلام کے اتحاد کو انتشار اور باہمی
تضاد میں تبدیل کر دیا ہے۔ امریکی و برطانوی سامراج بلا
شبہ بڑی بلائیں ہیں مگر کیا اشتراکی سامراج سے بڑا
سامراج بھی چشم نکلتے بھی دیکھا ہے۔ عبد الناصر امریکی
سامراج پر لات مار کر اپنی ملکی دولت اور اپنے ارباب
فن کے ذریعے اسوان ڈیم تو کیا۔ اس سے آدمی اہمیت
کا بھی کوئی ڈیم بنا دیتے تو بے شک یہ ان کا بڑا کارنامہ
ہوتا مگر امریکہ کو چھوڑ کر روس سے یہ کہدینا کہ آپ اپنے
سر مٹے، آلات اماہرین اور افسروں کے ساتھ ڈیم بنانے
تشریف لے آئیے آخر کس اعتبار سے کوئی ایسا کارنامہ
ہے جس کے لئے آہنی اور فولادی عزم کے نعرے تصنیف
کئے جائیں۔

یہاں ایک طلب نہیں کہ ناصر عزم وہت کے انسان
نہیں تھے۔ یقیناً ان میں شجاعت اور شدت کا جو ہر بیان
جانا تھا۔ اور فرعون پرستی نے اس میں استکبار و انا نیت کا
بھی اضافہ کیا تھا۔ یہ طرز عمل بہت گھیا درباری اور از کا

ظرف عمل ہے کہ جہاں عزم و ہمت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہو دنیا بھی آپ آہنی عزم کاراگت الائیت لگیں۔

آنچاہب حزیب کہتے ہیں :-

"اس میں شک نہیں کر لے ۱۹۵۶ء اور ۱۹۷۴ء میں مصری فوجوں کو اسرائیلوں کے ہاتھ شرمناک شکستیں اٹھائی پڑیں میکن ناکامی کے ہجوم میں نہ کی غلط نکھری۔"

اگر آپ کی ارد و پختہ ہوتی تو ہم سمجھتے کہ ان فرونوں میں آئنے ناصر پر طیف طنز کیا ہے۔ مگر آپ کی انشائی سطح اور مجموعی طرز تکرے اس کی بھی کجاں نہیں جھوڑی۔ ۱۹۷۴ء میں جیسی شکست ہمارے عرب بھائیوں کو ہوتی ہے اس کی کوئی نظرِ اسلام کی لمبی ویش پوجہ سے سالِ التاریخ میں موجود نہیں۔ اگر نہ سو نہ کو تو میانے کا کریڈٹ جذاب ناصر کو ملتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس بنے نظرِ شکست کا سہرا بھی ان کے سو اگر کسی اور کسے سر نہیں بندھ سکتا۔ مگر وہ اور مکاں عقیدت۔ نہ سو نہ والی محدود فتح کو تو ناصر کے لئے بے پناہ حمد و شکرانہ کا مینی میلادیا جاتا ہے میکن ۱۹۷۴ء والی ہونا وسیع الذیل اور سوائے زمانہ ہزیریت کی بنای پر کوئی مکار ان کے لئے ایسا نہیں کہا جاتا جو ان کی مفروضہ عظیمتوں کے منافی ہو بلکہ اس ہزیریت کی بھی ان کی عظمت کیلئے ایک ایسا محلول قرار دے لیا جاتا ہے جو سارے لوگ پرانے زیور صاف کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ "عظمت کے نکھار" کی وضاحت آپ نے ان نظفوں میں کی :-

"ہونا تو یہ چاہتے تھا کہ دنیا سے عرب شجاعت قدر ہو پر ہوتی میکن ناصر کی بدولت ۳ سال کا نذر ہی مصری فوجیں خم ٹھونک کر میدان میں آئی ہیں۔ یہ بہت بڑی بات ہے کہ کروں عرب پر کی اختلافی قوت کو ناصیر نے پوری کامیابی سے قائم رکھا اور ذلت آمیز شکستوں کے باوجود عرب خود اپنی

نگاہوں میں گرنے نہیں پائے۔"
پہلا فقرہ عجیب ہے۔ چلتے زبان پر بحث کا یہ موت قعہ نہیں پوچھا، تم یہ چاہتے ہیں کہ آج بخانے مصری فوجوں کو خم ٹھونکتے نہ میدان ہیں دیکھا۔ ساست نکا ایک معقولی طالب علم بھی سمجھ سکتا ہے کہ اسرائیل کی حزیبی پیش قدموں سے نجات الگ ملی ہے تو رو سی مدد کی بنا پر اور رو سی مدد کا طلب مقصد ہے دنیا سے عرب پر اشتراکیت کا سلطان۔ چنانچہ مقصد اتنی جامعیت اور سرعت کے ساتھ رو سی کو خاچ میں ہوتا جا رہا ہے کہ شجد و حجت تک اس کا احساس کر رہے ہیں۔ بے شک یہ ناصر صاحب کے عزم ہی کی بات تھی کہ اسرائیل سے اتنی رسوائی اور بے نیا شکست کھا جانے کے بعد بھی انہوں نے خود کشی نہیں کی۔ لیکن ایسی فوجیں انہوں نے کہاں ترتیب دے لی ہیں جو خم ٹھونکتی پھر رہی ہوں ان کا اتنا پتا ہمیں بھی بتاتے۔ ہم تو صرف انساد یکھر رہے ہیں کہ خاک و خون کا میدانی حصیل اگر کوئی ٹھیکیں رہا ہے تو وہ گوریاں میں ٹھیک رہی ہیں جن پیشیں "جاہدین" کہا جاتا ہے۔ رہیں صحری فوجیں تو وہ جب تک اسرائیل کے قبضے سے اچھی چھٹی سڑی نہیں کا کوئی مقابلہ بھوکھہ واپس لیکر نہ دکھائیں اس وقت تک ان کی حیثیت لکڑی کے ان پیاروں سے زیادہ نہیں ہے جو رو سی فرزیں اور اشتراکی فیصل و رخ کے سہارے میدان میں کھڑے نظر آ رہے ہیں۔ اور اسے سید بھائی ایہ "اخلاقی قوت" کیا ہے جس سے جس کا آپ نے بڑے ط طراق سے ناہلیا۔؟ "عربوں کی اخلاقی قوت" ہے تو بڑا شاندار لفظ۔ لیکن اس کے مفہوم و مراد کی وضاحت جب تک جواب ہی نہ کر سیم تو اپنے آپ کو اس کے سمجھنے کا اہل نہیں پاتے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ نے کسی جگہ یہ لفظ پڑھ لیا ہو اور موقعاً غیمت جان کر اسے یہاں دہرا دیا ہو۔ اگر ایسا نہیں تو پھر اس کی شرح بھی فرمادی جائے۔

و فیوس۔ الفاظ کی بازی کی گئی نے اچھے خاصیہ پر مشتمل کو بھوں کی شرح پر پہنچا دیا۔ دوسری بہت سی ہشت پہلوں

نہیں جتنا چاہے یہ چیز برمی ہو لیکن کم از کم تیرہ سو سال کی تاریخ ایسی ہی روایات کی حامل ہے۔

گویا آپ نے طے کر لیا ہے کہ جو اوصاف خود آپ کی نظر میں بھی بر سے ہوں انھیں بھی تاویل کی ایسی خراد پر چڑھادیا جائے کہ ناصر بر حرف نہ آنے پائے۔ یہ اہل انصاف کا طریقہ نہیں۔ جو کچھ آپ نے فرمایا اس میں دو باتیں تو من جیش الواقعہ بھی محتاج ثبوت ہیں۔ ایک یہ کہ آپ نے مصر کی نیٹ پارٹی اور اخوان المسلمون کو مظلومیت کی ایک سطح پر رکھا۔ یہ یا تو جھل ہے یا فساد نیت۔ کیونٹ پارٹی کو بیشک جناب ناصر نے بنظاہر دبائے رکھا لیکن کیا حاصل تھا اس دبائے رکھنے کا جب کہ خود ناصر صنانے قوم پرستی اور اشتراکیت کی زبردست عملی و کالت کر کے اسلامی اقدام و افکار کے ساتھ مبین وہی سلوک کیا جو کیونٹوں کی کی خواہش کے عین مطابق تھا۔ حلئے مان لیتے ہیں کہ ناصر صاحب نے مصری کیونٹوں پر بھی کچھ سختی کی تھی کیا آپ نے بھی قصیلی مطالعہ کیا ہے کہ اس سختی میں اور اخوان المسلمون پر کی جلنے والی سختی میں کتنا زیمین و آسمان کا فرق تھا۔ اگر دل کی آنکھیں بالکل ہی بند نہ ہو گئی ہوں تو حقائق کا مطالعہ کرنے والا کوئی بھی ایماندار آدمی اس کے سیوا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کیونٹوں پر کی جلنے والی سختی اس جبرا و شدہ اول ظلم و عذوان کے پاسنگ بھی نہیں ہے اخوان المسلمون کے لئے روا رکھا گیا۔

دوسری بات یہ بھی محتاج ثبوت ہے کہ اموی دور سے آج تک عربوں کی روایت خوب آشامی و سُنگری ہی کی رہی ہے۔ مگر چھوڑئے ثبوت و شہادت کی باتیں۔ آپ نے جو فرمایا اسلام لیکن کوئی ظلم کوئی گناہ کیا اس نے بھی خوبی اور ہنسنر میں تبدیل ہو جاتا ہے کہ وہ عرصے سے ہوتا اور ہا ہے۔ اگر میں طبق درست ہو تو آپ بلا تکلف کہہ سکتے ہیں کہ قرآن جو دور راست کے کفار و مشرکین کی ملعون و مردود قرار دے رہا ہے وہ غلط ہے کیونکہ کفر و شرک تو ان لوگوں میں صدیوں سے رسایسا چلا آ رہا تھا۔

اصطلاحوں کی طرح یہ "اخلاقی قوت" کی اصطلاح بھی شعبہ گران فتن و طیحانہ کے خزانے کا ایک ملجم شدہ زیور ہے۔ اشتراکی یہ چاہتے ہیں کہ اپنے معلوم مقاصد کے تحت عربوں کی مدد کا جو ذرا مرد وہ ایجاد کر رہے ہیں اسکی اصلاحیت پر مغالطہ انگریز لقطوں اور خوشنما اصطلاحوں کے پر دے پڑے رہیں اور تمام دنیا کے اسلام اس مدد کو ایک ایسی چیز بھی جو ہر پہلو سے قابل تعریف ہے۔ یہاں رو سی مدد کے خصوصی پر بحث کا محل نہیں ورنہ اس حقیقت کو بھی ہر شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا جا سکتا تھا کہ رو سی مدد عربوں کے لئے کسی منزیل بیجات کی راہ نہیں ہے بلکہ عرب اس سے کہیں زیادہ تاریک راست پر جا پڑے ہیں جس پر امریکہ و برطانیہ کی مشارکتوں سے وہ سرگردان ہو سکتے تھے۔

بہر حال عرب اگر انی خوفناک شکست کے بعد بھی اپنی نظروں سے نہیں گرے ہیں تو ان سے زیادہ چکنا گھٹرا دیتا میں کوئی نہیں ہو گا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کوئی دو دنیں پہنچ سے آپ یہاں بیٹھے بیٹھے یہ دیکھ رہے ہے کہ عرب اپنی نظروں سے نہیں گرے اور مصری فوجیں خم ھونکتی پھر ہی ہیں۔ (کاش وہ سچ جج خم ٹھونک سکتیں!)

آئے آگے تحریر کیا ہے:-

"یہ صحیح ہے کہ ناصر نے اپنے مخالفین سے بڑا سخت سلوک کیا۔ اس میں اخوان المسلمین کے کارکن بھی شامل ہیں اور کیونٹ پارٹی کے ارکان بھی۔ مگر وہیانہ سختگیری کا الامام ناصر پر عالدگرنے سے بھلے ہیں یہ دیکھ لینا چاہیے کہ اموی دور سے آج تک عربوں کی روایت یہی رہی ہے کہ وہ آپ میں بڑے سخت ہیں اور غیر میں پڑھ رہا۔ خود شرق اور دن میں جمع حشد اور ببریت کا مظاہرہ مجاذبین اور اردن کی افواج کے باہم تصادم میں کیا گیا اتنی شدت ان میں سے کسی نے بھی اسرائیل کے خلاف

فتن و فجور کی تاچھت مخفی میں بھرنا پسند کر رہے ہیں۔ عالی قدر بھائی۔ عظیم توہنہ بھی تھا۔ اسلام بھی تھا۔ قیصر اور سرسوی بھی تھے۔ فرعون کی عظمتیں آج بھی اہرام مصر کے دیوار ادا جسم میں اپنی جھلکیاں دھکلارہی ہیں بلکہ کیا ایک مومن اور غیر مومن کا معیار عظمت ایک ہی ہونا چاہئے۔ کیا اس تہ آن و حدیث پر ایمان کا دعویٰ کرنے والے کسی آدمی کے لئے یہ زیریبا ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے دینے ہوئے معیاروں اور منہماں جوں سے آنکھیں بن کر کے خالص ان معیاروں اور منہماں جوں کو اپنا جھپٹیں انہی کفر نے اپنی کارگروں میں ڈھالا ہے۔ جھپٹیں ملکوں اور دہروں نے گھڑا ہے۔

حالانکہ خالص دنیاوی معیار پر بھی آپ اُسی سے ثبات نہیں کر سکتے کہ جمال عبد الناصر عظیم تھے۔ "عظیم" کی ایک جامع مانع تعریف معین یعنی پھر غرے بازی، لفاظی، افسانہ طازی اور شاعری کے زور سے نہیں بلکہ واقعات و حقائق کا تحقیقی جائزہ لے کر وہ تفصیلات پیش کیجئے جن کی روشنی میں آپ ناصر کو "عظیم" قرار دے رہے ہیں۔ ہم بغور سنیں گے اور اگر آپ کی بازاں میں معقولیت ہوتی تو آمنا وحدت فنا بھی کہہ اٹھیں گے۔

ہمیں ناصر صاحب کی ذات سے ہرگز کوئی عداوت نہیں۔ اگر عظمت بغیر معمولی شہرت و مقبولیت کر کر ہے ہیں تو یقیناً جناب ناصر عظیم تھے۔ لیکن چند حقائق ملاحظہ ہیں۔ ایک یہ کہ وہ آمر مسلط تھے۔ ایک ایسے دور میں جو بائیتے عالم کو ہمہ گیر بمانے پر حسیب مطلب ڈھانے کیلئے نشر و اشاعت کے عظیم اثنان آلات و وسائل ہمیاں ہو گئے ہیں کسی بھی دلکشی کے لئے راستے ماسہ کو مبتلا کر فریب کرنا ہر زمانے سے زیادہ آسان ہو گیا ہے۔ ہٹلنے آنکھ کیا تھا۔ مسند شہنشاہیت پر آتے ہی ساری تو جو پوچھنے پر مبتدل کر دی۔ گوبلن اسی کا تو درست راست تھا۔ پھر کیا دنیا نے نہیں دیکھا کہ نسلی برتری، انسانیت اور جاگیرت کی کسی شراب جرم قوم کو پلا دی گئی اور اسی

آپ نے جمال ناصر صاحب کے بارے میں تسلیم کیا کہ آپ میں سخت اور غوروں پر ہربان ہونے کی خصلت ان کے اندر موجود تھی۔ پھر کیا آپ نہیں جانتے کہ خصلت صین اس خصلت کی ضرر ہے جسے قرآن نے مومنین کی خصلت قرار دیا ہے۔ "سَرِحَمَاءُ بَيْنَهُمْ وَلَا شِدَّاعُ عَلَى الْقَارَ" (آپسیں حیم و کرم اور اہل باللہ کے مقابلے میں سخت) اگر یہ آیت آپ کی نظر سے گزری ہے تو سوچئے کہ ایک نہ موم و شیع خصلت کو کیا اس لئے باکر و قرار دے لیا جائے گا کہ وہ نلأ بعیش منتقل ہوتی چلی آرہی ہے۔

تسلیم آپ بھی کرتے ہیں کہ یہ چیز بری ہے مگر ترہ سو سال کی تاریخ کو بہانہ بنا کر جناب ناصر کے لئے اسی خصلت کو طاہر و مطہر بنانکر پیش کر رہے ہیں۔ پھر اپنے مضمون کی آخری سطروں میں تو آپ نے عقل و ذہنی کی انتہا ہی کر دی۔ جناب فرماتے ہیں۔

"ناصر کی پالسیوں سے اختلاف ملک ہے لیکن اس کی عظمت سے انکار صرف انھی مولویوں کو ہو سکتا ہے جو امریکی پالسیوں کے ترجمان ہے رہنے پر غصہ خوس کرتے ہیں۔"

ہمارا خیال تھا آپ خود عالم دین ہیں۔ عالم دین ہی کا دوسرے نام "مولوی" ہے۔ لیکن اس لفاظ کو آپ نے اپنے مضمون میں دوچار ایسے تذلیل آمیز انداز میں استعمال کیا ہے کہ وہ تجدید پسندیا دا گئے جو دین کو اپنی خواہشات اور بال اندماز فکر کی خراد پر چڑھاتے ہوئے اس لفاظ کو بطور حکایت استعمال کرتے ہیں۔ یہ کیا دلچسپی آپ سید ہد کر بھی نویں بصیرت اور فکر سلیم سے اس درجہ عاری ہوتے ہیں کہ علماء کی تذلیل و تضییک سے مسترت حاصل کریں۔

عظمت عظمت عظمت — یہ طو طے کی طرح پر و پیغمبرانی الفاظ کو ٹھنا اور مفسدین کے اٹکے ہپڑے لقموں کو چنان آخراً آپ کی سید ایمیت کیسے گوار کر رہی ہے۔ سادات کو تو زکوٰۃ بھی اسی لئے جائز نہیں کہ وہ دولت کامیل ہے۔ پھر کسی خود ناشناہی ہے کہ آپ دنیا پرستوں کے ساغر

تقریباً دن کو صفحوہ تاریخ سے مٹا سکتا ہے جن میں تعقیٰ اور اور ان کی ہمنگری ہوتی رہتی۔ جناب ناصر نے دس بار پوری قوت سے کہا ہم اسے ایں کو صفحوہ ہستی سے مٹا دیں چکے۔ اس کا وجہ ہمیں کسی طرح سلیم نہیں۔ اس کی تقدیر یہ ہمارے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُترنا ہے۔ ہم شیر کا دل اور چیتے کا جگر رکھتے ہیں۔ یہ سب انھوں نے (شاعر احمد)

کے بغیر کہا اور پھر حب اسرائیل کی بھلی تازیانہ عذاب بن کر بر سی تلاف و گراف کے غاروں کی دھیجان اڑکنیں اسی عظیم مرد آہن نے مسلسل فلسطینیوں میں امریکہ و دوسری کی اس پالیسی کو سلیم کر لیا جو اسرائیل کے وجود کو تطبیعی ہیئت دے دیتی ہے بس مانگ یہ باقی رہ گئی۔ کہ ۶۴ء کے بعد رکھنے کے بعد نہیں) اسرائیل نے جتنا علاقوں تھیا پایا ہے وہ واپس مل جائے۔

اور یہ جو آپ نے گل افشاری کی کہ ان کی خلمت سے انکا کرنے والے مولوی امریکی پالیسیوں کے ترجمان ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گستاخی معاف آپ کے پاس ہم و فراست نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ اسے قابل احترام بھائی۔ افترا پر داری کافلن تو اشتراکیوں کا فن ہے۔ وہی اس تکنک کے امام سمجھے جاتے ہیں کہ جس نے بھی ان علیٰ خلافِ رضی کی کوئی روشن اختیار کی اسے فرما امریکی ایجنت اور ساما راجی پھوڑا دیا۔ اب دلیل، منطق، ثبوت، شہادت سب ہنم میں جائیں۔ وہ ریکارڈ کی طرح ایسی ہی کھالیاں دُھراتے جائیں گے اور جس غریب کو دو وقت کی روشنی میں مشکل سے ملتی ہو، جس نے کسی امریکی کی صورت بھی بھی نہ دیکھی ہو اسے بھی سرمایہ داروں کا دلال اور امریکی کا خیس بردار ٹھیرانے میں انھیں ادنیٰ اتمام نہ ہو گا۔

اس فن کو اگر آپ جیسا یہ مومن بھی اپناتا ہے تو یہ ایسا ہی بھجو ہو گا جس سے شیر گورنمنٹ چھوڑ کر گھاس کھانے لگے۔ دور کعات قلع پر ہو کر سوچیے آپ کیا

مشریعے سے مدیون قوم نے اُس شخص کو "عظیم" بنا دیا جس کی حلمت کسی خدا پرست اور پابند اخلاق انسان کیلئے ایک کوڑی قیمت نہیں رکھتی۔ علیٰ ہے ۵۰ لاکھ ڈالر سے بھی زیادہ لاگت کی جو نشر گاہ قاہرہ میں قائم کی گئی ہے۔ اُختر کوئی وہ دنیا میں سرے کے زیادہ طاقتور مانی گئی ہے۔ اُختر کوئی سلطنت سے ریڈ یونیورسٹی بھی ختم۔ طرانسٹر کی قیمت کم بیش بارہ روپے۔ رکھنے تک تین لاکھیں دیڑن سیٹ عوام کی جھوٹی میں ڈالے گے۔ رکھنے تک مزید سات لاکھ کا پر ڈرام۔ اور یہ بھی سن لیجئے۔ ٹیلی دیڑن تک پر مصر میں کوئی فیس نہیں۔ ٹیلی دیڑن فلمیں تیار کرنے میں اتنی مستعدی اور سرگرمی کہ مارے عرب ممالک میں حصہ ہی سے فلمیں پہنچتی ہیں۔ جملہ اخبارات واسطہ درواست حکومت ہی کے پابند۔ سب سے کثیر الاشاعت "الاہرام" حسین ہیکل کے زیر ادارت اور دسرا نامور اخبار اجمہور یہ کرنل انور سادات (اب وہ جو کچھ بھی ہیں) کے زیر ادارت بیرونی اخبارات کے نمائندوں پر سمسرا۔ باہر جانے اور باہر سے آئے والی ڈاک پر سمسرا۔ یہ ہے تانا بانا جس نے جناب ناصر کو شہرت و مقبولیت دی ہے۔ پھر جسے قدرت ام کلثوم اور عبدالوهاب جسے گلوکار عرب قیمت کی نغمہ رانی کرنے دیا ہے وہ کیا کچھ عوام کا لانعام کے حق سے نہیں اٹا سکتا۔ یہ بالکل درست ہے کہ جناب ناصر میں کچھ خداداد اوصاف ایسے تھے جنہیں اگر وہ اپنی ہمروں شپ کی خدمت گزاری کے بجائے قوم و ملت کی حقیقی فلاخ و صلاح یہ رکا دیتے تو جسے شہرت و مقبولیت اتنی نمیں مگر حقیقی عظمتیں ان کے قدم چوتیں۔ لیکن انھوں نے اپنی نقیض صلاحیتوں سے کچھ افراد ہی کام لیا جسے محروم یا فرسنڈ ہیں خواہ کتنا ہی سراہیں مگر اللہ اور رسول کو بہرخ ماننے والے اذہان و تلویں کسی طرح نہیں سراہ سکتے انھیں بہر حال ہوئی سے محبت اور فرعون سے نفرت ہے۔ ان کی حیثیت بصیرت بہر کیف دنیا کی چمک دمکتے خیرہ نہیں ہو سکتی۔ کیا کوئی ان دھوان دھار بلکہ نلا شکاف

سے ان کی خوبیوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہو بلکہ سے بحث تو ہے غبار طور پر ثابت کرتی ہے کہ خدا اور رسول قدر کی حکم تعلیمات کی روشنی میں جناب ناصر کی غلطیاں ہمارے طبقی تھیں۔ انھوں نے اسلام کے بالمقابل مسوشلزم اور قوم پیرستی کی تحریک چلائی۔ اسلامی اصول و اقدار کو بری طرح یا مال کیا۔ داعیان اسلام پر ظلم توڑے۔ فرعونیت کے راست اپے۔ حد ہے کہ شہروں کے چوک میں فرعون کو جسم نصب کراتے جو آج بھی رہ جاسکتے ہیں۔

کچھ خوبیاں اور برائیاں ہر شخص میں پائی جاتی ہیں مثیل یادِ اس پر مزید کیا ہمیں۔ البتہ درج ذیل ارشاد پر کچھ عرض کرنے گے۔ آپ نے فرمایا:

”ناصر کی شخصیت کے بارے میں خود مسلمانوں میں اختلاف ہے بہت سے مسلمان انھیں پسندیدگی کی نظر سے ہمیں دیکھتے۔ بھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی انسان کی چند غلطیوں کی وجہ سے ہم اس کی خوبیوں کو نظر انداز کر جاتے ہیں اور کوئی بھتھ کے لئے عرب خالک کے جغرافیائی حالات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ناصر کی زندگی کا مشاہدہ صریح طور پر قرآن و سنت والے اسلام کی جذیں کاٹنے والے اور باطل افراد کو فروع دینے والے تھے۔ کیا آپ کی عقل اتنا بھی گرفت میں نہیں لاسکتی کہ زید اگر ابو جہل اور ابو ہبہ کی غلطیوں کے گن گھاتا ہے۔ انھیں پیرو و کامقاً دیتا ہے۔ ان کی نسبت پر خخر کرتا ہے تو خواہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح اپرانت کہے۔ قرآن سے انکار نہ کر کے لیکن یقینی طور پر وہ محمد اور خدا کا مذاق اڑا رہا ہے۔ توہین کر رہا ہے کفر و ارتداد کا ہیں رہا ہے۔ پھر کیا فرعون کی حیثیت اہل ایمان کے لئے بو جہل و بو ہب سے کچھ کم ہے کہ اس کی علطیوں کے گن گانے والے کو ہم مومن قاتم تصور کئے جائیں اور حضرت موسیٰ کی اہامت کا ادنیٰ احساس ہمیں نہ ہو۔

آپ صفائی کے لئے عرب کے جغرافیائی حالات کا

کہہ گئے ہیں۔ کیا جواب دیں گے آپ اللہ کو جب وہ دریافت کرے گا کہ مولویوں کو امرتھی پالسیوں کا تیر جان کہنے والے سے متزادے اذرا آپ اتنے علم و خبر کی طبیعت سے وہ ثبوت تو نکالئے جن سے بل پر آپ نے یہ کل انشانی کی تھی۔

واہ رے اشتراکی فن کارو۔ تمہارے فن نے کیسے کیسے خدا پرستوں کی مرد مار دی ہے؟

آن جناب نے اپنی تقریر میں بھی کم پیش یہی بتیں ہے اپنے لہذا اس پر مزید کیا ہمیں۔ البتہ درج ذیل ارشاد پر کچھ عرض کرنے گے۔ آپ نے فرمایا:

”ناصر کی شخصیت کے بارے میں خود مسلمانوں میں اختلاف ہے بہت سے مسلمان انھیں پسندیدگی کی نظر سے ہمیں دیکھتے۔ بھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی انسان کی چند غلطیوں کی وجہ سے ہم اس کی خوبیوں کو نظر انداز کر جاتے ہیں اور کوئی بھتھ کے لئے عرب خالک کے جغرافیائی حالات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ناصر کی زندگی کا مشاہدہ سارا جی سلطکو ختم کرنا تھا۔“

ہم عرض کرنے گے کہ یہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ بے خبری اور کم بھتھی کا بدترین مظاہر ہے۔ اگر آپ نے ان اہل علم کی تحریروں کا مطالعہ کیا ہوتا جنھوں نے یہ حقیقت ملکشافت ہوتے ہے بغیرہ رہتی کہ ان حضرات نے الزام تراسی ہمیں کی یعنی وہنیوں اور لقطیوں کا ہمیں نہیں کھیلا بلکہ بحث و نقد کے معروف خدا بطور کے مطالعہ شرح و بسطے اپنے ہو گفت کے دلائل پیش کئے ہیں۔ جمال ناصر کی اپنی تحریروں اور تقریروں کو گفتگو کی بنیاد پر ایسا ہے۔ سند جوالوں اور دستاویزی شہزادوں کے ذہیر لگاتے ہیں۔ ان کی بحث کا حاصل یہ ہیں کہ نہ اس صاحب نے محض چند معمولی غلطیاں کی ہوں اور انھی کی وجہ

لے کر سامراج سے لٹرنے کے بجائے سارا اوزور اسی کو
چکلنے اور مٹانے پر صرف کر دیا گیا۔ بندے کا استکبار
وہ رستے بدترے ہے جسے خدا تعالیٰ صبورت معاف
نہیں کرتا۔ یہ استکبار ہی تھا جس کی سزا میں الپیں کو
تیامت تک کے لئے راندہ درگاہ کیا گیا۔ تو کیا
سامراج کو ختم کرنے کا یہی ایک طریقہ تھا کہ اُس
فرعون کی عظمت اُجاگر کی جاتے جو ناری دنیا میں
استکبار کا تاریخی نشان بھا جاتا ہے۔

بیانات اچھی طرح بھی صحیح کر جناب ناصر کی بے راہ
روی یہ افسوس جن دین پسند علماء نے کیا ہے ان کے
افسوس کی بنیاد کوئی ایک آدمی چیز نہیں تھی کہ اسکی تاذی
کر لی جائے۔ اور ایسا بھی نہیں ہوا کہ انہوں نے غیر مندرجہ
یا نیم ثقت، ذرا لمحہ بھروسہ کر کے جناب ناصر کی طرف
پھر عقاوتوں اعمال غروب کر دیتے ہوں۔ ہر استدلال
کی بنیاد انہوں نے ایسے مواد پر رکھی ہے جو خود ناصر صاحب
کی تحریروں اور تقریروں میں صفات صاف موجود ہے۔
اور ایسے ہی واقعات و حقائق کو انہوں نے مستدل
بنایا ہے جن میں ادنیٰ شک کی گنجائش موجود نہیں ہے۔
پھر جو لوگ ان کی "ناصر دشمنی" پر تیوریاں جڑھاتے
اوہ گالیاں بتتے ہیں، انہوں نے یہ تکلیف کبھی کو ادا
نہیں کی لہجیدہ علمی انداز میں ان کے دلائل کا رد
کریں اور ثابت فرمائیں کہ جن عقائد و اعمال کا انتساب
تم ناصر صاحب کی طرف کر رہے ہو وہ خلاف و اعد
ہیں۔ ان کی حیثیت النما کی ہے حقائق کی نہیں۔ اسکے
بجائے انہوں نے جاہلیوں اور کم سوادوں کی طرح تبرا
شر ورع کر دیا۔ کتوں کی طرح بھونکنے لگے کہ ناصر پر
تنقیدیں کرنے والے یہودی ہیں۔ اموریکی دلآلی ہیں۔
سامراج کے ایجنسٹ ہیں۔ بتائیے یہ کہاں کا انصاف ہے
کیسی اسلامیت ہے۔ کتنی مختسے اسے مراقبت کہیں گے۔
ایک صاحب جن کا خیال یہ ہے کہ ناصر جتنے بڑے

حوالہ دیتے ہیں۔ لے میتہ بھائی! یہی عرب تو ہے
جہاں پرستی اور موئی اور محمد پیدا ہوئے تھے۔ کیا
انہوں نے بھی عربوں کی فلاخ و بخات کے لئے اشتراکیت
اور قوم پرستی کا درس دیا تھا۔ یا ان کے زانوں میں
کوئی اور جغرافیہ تھا جو مندر میں غرق ہو گیا۔ آپ سچیے
تو ہیں۔ پس ماں وہ عرب اسلام کے ذریعے دنیا کی ایک
برگزیدہ اور فاخت قوم بنے اس مشلمی کی رہٹ لگا کر۔ نہ جانے
آپ ناہمی کی کوئی سطح پر بول رہے ہیں۔ کسی ملک یا ملک
کی جغرافیہ ای پریشان کیا یہ جو از بھی کسی مسلمان امر مطلق
کو عطا کرنی پڑے کہ وہ ایسی قوم کو اسلام کی راہ سے ہٹا کر
باطل را ہوں پر ٹھنڈے جائے۔ کیا ذہنی ارتاد اور عملی
فتن کا جواز بھی آپ جغرافیوں کے ہلنے عطا کریں گے۔
اور سامراجی سلطنت ختم کرنے کی بات جو آپ نے
کہی وہ بھی مخالفت سے خالی نہیں۔ ناصر صاحب بشیک
امریکیہ و برطانیہ کا سلطنت ختم کرنا چاہتے تھے لیکن نفس سامراج
سے انھیں کوئی پیر نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو وہ سے بھی وہ
اسی طرح بے تعقیل رہتے جس طرح مذکورہ سامراجیوں سے۔
"سامراج" کے لفظ کو بطور گائی استعمال کرنے کے عوض
آپ اس کی صحیح تعریف اور مصادق متعین کیجئے تو پتھر طے
گا کہ امریکہ و برطانیہ الگ "سامراج" ہیں تو وہ اس ان سے
بڑا سامراج ہے۔ پھر وہ سو کو اپنا سسریز مرtat و نظریاتی
قابل تہذیب و ایسے صاحب کو آپ "سامراج دشمن"
یکون نکر کرہے سکتے ہیں۔

قریب ہلے ان لیے ناصر صاحب کی زندگی کا مشتمل ملحوظ
سلطنت ختم کرنا تھا۔ مگر کیا سامراجی سلطنت فزع عینیت
کو زندہ رکنے اور قوم پرستی کا حمیر پھونکنے ہی سے ختم
ہونے والی شے ہے یا خدا اسلام بھی ناہیں نہاد سامراجیت
کا دشمن اور قاطع ہے۔ خلاشت نفس الگ عقل سلب
نہ کرے تو آپ یہ بھی نہیں کہ سکتے کہ اخوان مسلمان
اپنے ملک پر سامراج کو سلطنت رکھنا پسند کرنی تھی۔ پھر
کیوں ضروری ہو اک اس قوی اور جان شار تفہیم کو مانگ

ہمیشہ ملک تھے اتنے ہی بڑے مسلمان بھی تھے۔ واقعہ
بیان فریاتے ہیں گہہ پر

صدر ناصر سے ایک مرتبہ ان کے ایک "مرت
نے کہا تھا۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے
خلاف کفر کا فتویٰ جاری ہو رچکا ہے۔ ناصر نے
جو اب میں کہا ہاں مجھے بہت پتہ ہے لیکن الگ میں
ایسے اعتراضات پر غور کروں تو میرے سارے
کام ادھر یہ رہ جائیں گے۔ میں صرف اتنا
جانتا ہوں کہ کسی مومن کو کافر قرار دینے کا اختیار
صرف خالی حقیقی کو ہے کسی بھی بندے کو نہیں۔
ناصر حبیب بھلا رے احترام اور نتوے پر کمبوں غور
کرنے لگے تھے جس کا تعلق آخرت سے تھا۔ آخرت کا
کوئی جاند ار تصویر ان کے دل و دماغ میں موجود ہوتا تو ذریغہ
کو شناختہ نہیں کا بعیں ترین تصویر بھی ان کے حاشیہ
خیال میں کیسے آ سکتا تھا۔ خیر پر جملہ معتبر صہیۃ ایک
طرف رکھتے۔ و الحمد للہ چیز ان کا آخری فقرہ ہے۔ اس
فقرے کی رو سے کسی بھی آدمی کے کفر و ارتاد کا فیصلہ کرنے
کے لئے خود اللہ تعالیٰ کو تشریف لانا پڑے گا۔ وہ تشریف
لا کر خود نہ کہیں کہ مسلمان شخص مومن ہے اور فلاں کافر تو
کسی بھی مسلمان کے ارتاد کا فیصلہ قرآن و حدیث کی روشنی
میں نہیں کیا جاسکتا خواہ یہ مسلمان پیغمبر وہ کی توہین کرے
وستہ آتی احکام کو رد ہی کی تو کرمی میں ڈالے۔ خدا کے
دشمنوں کو ہیرد بنائے۔

جن صاحب نے بطور "شنا" یہ واقعہ نقل فریا لیا ہے
انہوں نے اتنا بھی نہ سوچا کہ پھر تو پہلے بڑے جرم ابو بکرؓ کا
صدر تیکھیرتے ہیں کہ انہوں نے خدائی تشریف اوری
اور فیصلہ دہی کے بغیر ہی ان مسلمانوں کے ارتاد کا فتویٰ
صادر فرمادیا جنہوں نے فقط یہ تصویر کیا تھا کہ زکوہ سے
منکر ہو گئے تھے۔ نہ صرف فتویٰ صادر فرمادیا بلکہ ان پر نگر
کسی لی اور ان سے وہی بر تاؤ کیا جو کفار و مرتدین سے
کیا جاتا ہے۔

ناصر حبیب نتوے کی رو سے کافر ہوں نہ ہوں۔ اس سے
ہمیں بحث نہیں۔ یہ بھی ہمارا دعویٰ نہیں کہ آخرت میں
لازم اماں سے وہی سلوک ہو گا جو کفار و مرتدین سے ہوتا
ہے۔ یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کس کے اندر ایمان کی کتنی
رعن باقی ہے یا باقی نہیں ہے۔ ہم صرف اتنا ہی جانتے
ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے انسان کو ظاہری حالات
کے اعتبار سے فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن اور حدیث
قیامت تک کے لئے موجود ہیں۔ ان کی روشنی میں جو شخص میں
معلوم ہوا ہے مومن ہے جاہل ہے جاہل اور جو کافر معلوم ہوا سے
کافر ہو رہیں گے۔ صحابہ سے لیکر آج تک تمام عالمان دین
اور ماہرین شریعت اس پرتفق ہیں کہ جو شخص میں کی بنیادی
باتوں اور اساسی قدر دوں میں سے کسی کا انکار کرے وہ
خارج ازاں اسلام ہے خواہ اس کی زبان پر اسلام کے ہزار
دعوے کیوں نہ ہوں۔ علماء کمی مسلمان پر کفر کا فتویٰ صادر
کرتے ہیں تو اس لئے کہتے ہیں کہ دین تحریف سے بچا ہے
اگر کفر و اسلام کے نیصدے کا انحصار خود اللہ تعالیٰ کی تشریف
آوری پر رہ جائے تو پھر یوں کہتے کہ قرآن و حدیث کا وجود
اور عدم سب برابر۔ آپ حضرات در احمل دنیا کی چلی پہلی
میں ہیں۔ مادیت کی جمک دمک سے مروع ہو گئے ہیں مگر
سچے دیداروں کے پیش نظر تی قرآن کی یہ آیت رہی تھی:-
ثُلَّا يَعْرُزُ رُكْنَ تَلْبِيَّهُمْ فِي الْبَلَادِ رَجَّهُمْ كَمَا شَهَرُوا
میں چنانچہ نادھو گئے نہ ڈالے) اسوان ڈیم کے قصیدے
ہوں یا اشتراکی فتوحات کے۔ قومیت کے ھیل ہوں یا
فیکٹریوں اور ملوں اور سائنسی ایجادات کی گھاٹھی۔ اس سب
کی اہمیت ثانوی ہے۔ اولین اہمیت خدا پرستوں کے نزدیک
دین کی ہے۔ عقائد کی ہے۔ عاقبت کی ہے۔ اسی لئے صد
عزم علماء و قوٰۃ فتویٰ ایسے فتویٰ سے صادر کرتے رہتے ہیں جن
سے ایسا نی عقائد کے چراغوں کو تیل مٹا رہے اور عامتہ تسلیم
دھوکے میں متلا ہو کر کسی نگاہ کو تو اب اور بدی کوئی نہ سمجھ
یہیں۔ اب ظاہر ہے کہ ایک ایسی دنیا میں جہاں ہر فہر
فت و ضلالت کا غلبہ ہے۔ باطل تعلیمات منسوخہ اقتدار پر

جلوہ فرما ہیں۔ قرآن و سنت کا علم ملک کڑتاجا رہا ہے۔
لادین سیاست اور بے لگام نفسیت انسانوں کو مٹھیٹ
مادہ پرستی کی راہ پر چلا رہی ہے ان قتوں پر علماء کو زیادہ
تر ملاشیں اور گھانیں ہی ملیں گی۔ حرب ہے کہ جب ہمارے
حترم سید صاحب بھی مولویوں پر بھیتی کیں گے تو کسی اور
کی کیا شکایت۔

صحابی کے اشعار یا اقوال ملاحظہ فرمائیں ان میں حضور
ہی کی تعلیمات کی تجھیکیاں ملیں گی۔ ارادتمندوں کے
انکار و عقائد مرد ہی کے انکار و عقائد کا آئینہ
ہوتے ہیں۔ اگرنا صاحب ہی نے عرب قوم پرستی
کے کام کو اسلام دشن اور فاسد و باطل تصورات کے
خطوط پر آگے نظر ھالا ہوتا تو ممکن ہی نہیں تھا کہ
ان کا کوئی قصیدہ نگار ایسی خرافات پیش کرنے کی
جسارت کرتا۔

اب آئیے اخبار الجمہوریہ کی طرف جو
ناصر صاحب ہی کا جاری کردہ اخبار ہے۔ اس نے
ہر اکتوبر ہر شعیر کی اشاعت میں اطلاع دی ہے کہ ناصر
صاحب کے پانچ بُت صرف ایک ضلع القلبیہ میں نصب
کئے جا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں اس اخبار کی متعدد انشائیوں
میں بطور توضیح کچھ شائع ہوا ہے اس کے بھی کچھ نہیں
دیکھئے۔

”اس زمانے کے نبی نے دنیا سے رحلت فرمائی
جمال عبد الناصر کا سال کے اسی دن انتقال
ہوا جس میں اللہ نے اپنے نبی محمد بن عبد اللہ
پر عراج کی تجھی نظاہر کی اور ان کو اپنے پاس
سردار انتہی تک رکو جوئی اور پاس خاطر کئے
بلایا۔ شیخ اسی طرح جس طرح اللہ نے اپنے حبیب
جمال کے لئے کیا، آپ کا سفر بھی شیخ اسی طرح
ہوا تھا جس طرح جمال کا ہوا، نہیں، جمال عبد الناصر
کا انتقال نہیں ہوا بلکہ وہ آسمانی سفر پر اس
طرح روانہ ہوئے جس طرح انبیاء اور قدوسیوں کا
سفر ہوتا ہے۔“ (الجمہوریہ ۲۳ راکتو بر شاعر)

”لے جمال عبد الناصر اے وطنیت کے
نبی، حریت کے رسول مشہ عراج میں
آپ کا نام اور آپ کا جسم آسمان پر
پہنچا، قدوسیوں اور ابرار سے آپ کی ملاقات
ہوتی، آپ اس قابلے میں شامل ہو گئے جو

لیجئے اپنی معروضات کے اختتام پر ہم جا بنا ہر
کی ”فتوحات“ کے چند نمبر نے بھی پیش خدمت کئے ذیتے ہیں
روزنامہ ”اخبار الکویت“ کے ۵۱ راکتو بر شعیر کے شمارے
میں جا بناصر کا ایک مرثیہ چھپا ہے جس کا عنوان ہے:-
قتلاناک یا آخر الدنیاء رائے آخری نبی! ہم نے بھی
قتل کر دیا، شاعر ہیں نزاہتیانی جو نامور قوم پرست
ہیں۔ اس اخبار کے علاوہ بھی بہت سے عربی انجاروں
میں اس مرثیہ کی اشاعت ہوتی ہے۔

شاعر صاحب فرماتے ہیں — ”بے شک ہم نے
تجھے قتل کر دالا۔ صاحبہ اور اویسا کو قتل کر دینا ہمارے
لئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بہت سے رسولوں کو ہم پہلے
بھی قتل کر کچے ہیں۔ بہت سے اماموں کو ہم نے پہلے بھی ذبح
کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

وہ سراہند ہے — ”تو نے ہم پر عمدہ کتاب
نازال کی۔ لیکن ہم اسے اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے۔ ہم نے
محوارے سیناکی دھوپیں بھجتے تھے اچھوڑ دیا اور تو تھا طور
اپنے ربے گفتگو کرتا رہا۔“

شیخ سے بند میں ناصر صاحب کو بکریائی کا پہاڑ
(جبل الکبیریاء) اور جنگ قادیہ کی آخری تلوار کہا
گیا ہے۔ چوتھے بند میں صدریت اور صدر وق — پانچیں
میں بھی بھی لئن تراناں ہیں۔

آپ کہیں تھے کہ اس میں فوت شدہ ناصر صاحب
کا کیا دخل۔ ہم عرض کریں گے شیخ اپنے مرید سے اور
استاد اپنے شاگرد سے تھیجا ناجاتا ہے۔ آپ کسی جملہ الفقر

آئینہ مگر دھندا!

ستبر و اکتوبر کے مخصوص شمارے میں ہم نے اپنے ستر آئینے کے فرمودات پر اداری لکھا تھا۔ ظاہر ہے وہ اس کے جواب میں ہماری دھیان کیوں نہ اڑاتے۔ ہمارے پاس آئینے نہیں آتا مگر بعض احتجاب وہ شمارے بھجوادیتے ہیں جن کی دو قسطوں میں مدیر محترم نے ہم پر اور جماعت اسلامی پر خاص توجہ بندول کی ہے۔ ہم نے پہلی قسط پڑھی۔ یہ ایسی توجہ کی تھی کہ پھر دوسری قسط پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ آدمی کی سب سے قیمتی چیز "وقت" ہے۔ ہم مطالعے کے معاشرے میں اس کے قائل ہیں کہ وقت بر باد کرنے والی چیزیں پہنچنے پڑھی چاہیں۔ قسط اول ہم نے یہ دیکھنے کے نتے پڑھی تھی کہ جن اصول و افکار پر ہم نے اپنے ادارے میں گھنٹوں کی ہے ان کے بارے میں فاضل مدیر نے کیا بحث فرمائی ہے پڑھنے کے بعد تیرچا لکھا کہ اصل موضع بحث سے نہ صرف یہ کہ موصوف کو دیکھی ہی نہیں بلکہ انھیں شور و تک نہیں کہ تقاض بحث ہیں کیا۔ وہ کسی لڑاکا پہلوان کی طرح فرمی اسٹائل لڑنا چاہتے ہیں اور جنگ پر اسے جنگ کے سوا ان کا کوئی موقف نہیں۔ ایسی صورت میں دوسری قسط کا پڑھنا وفات کی برداشی کے سوا کیا ہوتا۔ قسط اول پر کچھ لکھنا بھی ضروری نہیں تھا۔ لیکن ایک خاص نکتہ ایسا ہے جس کی وجہ سے نہیں اس فیصلہ ضروری لکھا پر بھی کاغذ سیاہ کرنا پڑ رہا ہے۔

وہ نکتہ یہ ہے کہ ہم نے مذکورہ اداریہ میں لکھا تھا۔

"سلیمان موصوف اعتماداً تادیانی ہیں۔" یعنی

دائرة اسلام سے خارج۔"

اس پر ہمارے فاضل دوست نے بڑا تاؤ پیچ کھایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ میں قادیانی ہیں ہوں۔ مجھ پر اتهام لگایا گیا ہے۔ میں تو خالص مسلمان ہوں۔

ہم اس سے بحث نہیں کرتے کہ اس سید مولی سادھی بات کو سپرد قلم کرتے ہوئے انھوں نے آگے کچھ کیا پھر بچکانہ بانوں کے گل بیٹے مکھلاتے ہیں۔ ہم صرف اتنا اتنا

دام صفحہ پہنچا۔

اس زمین میں اور آسمان میں زندگی کا موجہ ہے۔
دیکھو یہ کے ادارے ۲۹ (ستمبر ۱۹۶۴ء)
اے وہ جس سے بڑھ کر معزز و محترم دنیا نے
رسنے والا اور جس وقت چاہے جہاں چلے ہے اور
جس طرح چلے اپنے یہاں تک کرنے والا۔" (الیہ)
اگر آنسو سمندر بن جائیں اور دریا روشنائی
بن جائیں شب بھی ان کی تعزیت نہیں ہو سکتی۔
اس لئے کہ ایسے لوگ الفاظ و کلمات سے بالاتر
ہیں، بلکہ وہ خود الفاظ و کلمات ہیں۔"

(دیکھو یہ ادارے فٹ) هر اکتوبر ۱۹۶۴ء
نیا کلمہ :- لا اللہ الا اللہ ناصر حمدی باللہ
ہمارے آباد اجداد اپنے نعمتے گھانتے رہتے اپ
ان کے نامے ایک حسین کہانی یا خواب تھے۔ چار
ہزار برس سے وہ اس امیر میں جی رہے تھے کہ اس
ظاہر ہوں، آخر کار میں ہمیں صدی کے نصف آخر
میں اپنی مصر کا یہ خواب ترمذہ تغیر ہوا۔
(منظول انتییر جیات لکھنؤ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۶۴ء)
اور کوئی کسر رہ گئی ہو تو دل تمام کریم خبر بھی سن لیجئے جو
ناصر صاحبؒ کے دوری جیات ہی کی ہے:-

"قاهرہ کے ایک رسالہ" العتمانی نے بھی حال
ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ایک کاڑون
شارع کیا ہے اس میں دو آدمی بات کرتے ہوئے
دھکاتے گئے ہیں اور ایک بہت ہی موٹا اور پھولو
ہو اگدھا تھے، اس سے ایک آدمی درگر
چھڈ کر ہے۔" (رسالہ الجمیع کوت) (دو ہزار
جود کہا ہے۔)

(رسالہ الجمیع کوت) (دو ہزار جود کو، نوزد باند
کون ہے جو ان ہفوات پر تبصرے کا حق ادا کر سکے۔

مولانا ابوالاٹلی مودودی

حصہ القرآن

الملک — پارہ ۲۹

نام پہلے فقرے تک اسی انتہائی بیساکھی اور املاک کے لفظ الملک کو اس سورہ کا نام قرار دیا گیا ہے۔ زمانہ نزول اسی معتبر روایت سے یہ تھیں معلوم ہوتا کہ یہ کس زمانے میں نازل ہوئی ہے مگر صنایں اور اندمازی بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہہ معظمه کے ابتدائی دور کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے۔

موضوع اور ضمنوں اس میں ایک طرف خنصر طریقے سے اسلام کی تعلیمات کا تعارف کرایا گیا ہے اور دوسری طرف پڑے منور اندماز میں اُن لوگوں کو چونکا یا گیا ہے جو خلفت میں پڑے ہوئے تھے۔ یہ امکان معظمه کی ابتدائی سورتوں کی خصوصیت ہے کہ وہ اسلام کی ساری تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصود بعثت کو بیش کرتی ہیں مگر تفصیل کے ساتھ نہیں بلکہ اخصار کے ساتھ تاکہ وہ بدرجہ لوگوں کے ذہن تھیں ہوتی چلی جائیں۔ اس کے ساتھ ان میں زیادہ تر زور اس بات پر صرف کیا جاتا ہے کہ لوگوں کی خلفت دور کی جائے، ان کو سوچنے پر مجبور کیا جائے اور ان کے سوچے ہوئے ضمیر کو بیدار کیا جائے۔

پہلی پانچ آیتوں میں انسان کو احساس دلایا گیا ہے کہ وہ جس کائنات میں رہتا ہے وہ ایک انتہائی منظم اور حکم سلطنت ہے جس میں ڈھونڈنے بھی کوئی عیب یا نقصان داخل تلاش نہیں کیا جاسکتا۔ اس سلطنت کو عدم سے وجود نہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی لا یا ہے اور اس کی تدبیر و انتظام اور فرازروائی کے تمام اختیارات بھی بالکل اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اس کی قدرت لاحدہ ہے۔ اس کے ساتھ انسان کو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس انتہائی حکیماً نے نظام میں وہ بے مقصود پیدا نہیں کر دیا گیا ہے بلکہ یہاں اسے امتحان کئے چکا گیا ہے اور اس امتحان میں وہ اپنے حین عمل ہی سے کامیاب ہو سکتا ہے۔

آیت ۶ سے ۱۰ تک کفر کے وہ ہولناک نتائج بیان کئے گئے ہیں جو آخرت میں نکلنے والے ہیں اور لوگوں کو

بتابیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو تھیج کر تھیں اسی دنیا میر، ان نتائج سے خود اکرم دیا ہے۔ اب اگر یہاں تم انبیاء کی بات مان کر اپنا روتے درست نہ کرو گے تو آخرت میں خود اعتراض کرنا پڑے گا کہ جو سزا تم کو دی جا رہی ہے فی الواقع تم اس نے مستحق ہو۔

آیت ۱۲ سے ۲۳ تک یہ حقیقت ہے ذہن شیعین کی ای گئی ہے کہ خالق اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہو سکتا وہ تمہاری ہر گلی اور جھپٹی بات تھلکہ تمہارے دل کے خیالات تک سے واپس ہے۔ لہذا اخلاق کی صحیح نہاد یہ ہے کہ انسان اُس اُن دیکھے خدا کی بارپر سے ڈر کر برائی سے بچے خواہ دنیا میں کوئی طاقت اس پر گرفت کرنے والی ہو یا نہ ہو اور دنیا میں اس سے کسی نقصان کا امکان ہو یا نہ ہو۔ یہ طرزِ عمل جو لوگ اختیار کریں گے وہی آخرت میں خشن اور اعظم کے مستحق ہوں گے۔

آیت ۱۵ سے ۲۳ تک اُن پیش پا افتادہ حقیقوتوں کی طرف، جنہیں انسان دنیا کے معمولات مجھ کر قابلِ توجہ شمار نہیں کرتا، پس درپی اشارے کر کے ان پر پرسچنے کی دعوت دی گئی ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ اس زمین کو دیکھو جس پر تم اطمینان سے چل پھر ہے ہو اور جس سے اپنا رزق حاصل کر رہے ہو۔ خدا ہمیں نے اسے تمہارے لئے تابع کر دیکھا ہے، ورنہ کسی وقت بھی اس زمین میں ایسا زلزلہ آ سکتا ہے کہ تم پیوندِ خاک ہو جاؤ۔ یا ہو اکاہ ایسا طوفان آ سکتا ہے جو تھیں اُنہیں کر کے رکھ دے۔ اپنے اُد پر اُڑنے والے پرندوں کو دیکھو۔ خدا ہمیں تو ہے جو تھیں فضماں میں تھاے ہوئے ہے۔ اپنے تمام ذرائع وسائل پر زکاہ ڈال کر دیکھو۔ خدا اگر تھیں عذاب میں مبتلا کرنا چاہے تو کون تھیں اس سے پچا سکتا ہے اور خدا اگر تمہارے لئے رزق کے درازے میں کر دے تو کون انہیں کھوں سکتا ہے۔ یہ ساری چیزوں تھیں حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے موجود ہیں۔ مگر انہیں تم جیوانات کی طرح دیکھتے ہو جو مشاہدات سے نتائجِ اخشد کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور اُس ساعت وہیانی اور اُس سوچنے سمجھنے والے داغوں سے کام نہیں لیتے جو انسان ہونے کی حیثیت سے خدا نے تھیں دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے راہ راست تھیں نظر نہیں آتی۔

آیت ۲۴ سے ۲۷ تک بتایا گیا ہے کہ آخِر کارکھیں لازمًا اپنے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے۔ نبی کا اکام یہ نہیں ہے کہ تھیں اس کے آنے کا وقت اور تاریخ بتائے۔ بس اس کا کام یہ ہے کہ تھیں اُس آنے والے وقت سے پہلی خود رار کر دے۔ تم آج اس کی بات نہیں مانتے اور مطالبه کرتے ہو کر وہ وقت لامکر تھیں دکھایا جائے مگر جب وہ آج کے گا اور تم آنکھوں سے اسے دیکھلو گے تو تمہارے ہوش اُڑ جائیں گے۔ اس وقت تم سے کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ چیز جسے جلدی لے آنے کا تم مطالبہ کر رہے تھے۔

آیت ۲۸ اور ۲۹ میں نکار مکمل اُن باتوں کا جواب دیا گیا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آنکے ساتھیوں کے خلاف کرتے تھے۔ وہ حضور کو کوستے تھے اور آپ کے لئے اور اہل ایمان کے لئے ہلاکت کی دعائیں مانتے تھے۔ اپر فرمایا گیا ہے کہ تھیں راہ راست کی طرف بانٹنے والے خواہ بالاک ہوں یا انشد ان پر حرم کرے۔ اس سے آخر تمہاری قسمت کیسے بدیں جائیں۔ تم اپنی نکر کر کہ خدا کا عذاب اگر تم پر آجاتے تو کون تھیں بھائیگا جو لوگ خدا پر ایمان لائے ہیں اور جھوٹیں اُس پر توکل کیا ہے اپنی تم مگر اس بھر رہے ہو۔ ایک وقت آپ بھائیکو کہ حقیقت میں مگر اس کوں دھا۔ آخِر میں لوگوں کے سامنے یہ سوال رکھ دیا گیا ہے اور اسی پر پرسچنے کے لئے انہیں چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ کسے محروم اور پہاڑی علاقوں میں جہاں تمہاری زندگی کا سارا الحصار اُس پاٹی پر ہے جو کسی جگہ زمین سے نکل آیا ہے اور اس اگر یہ پانی زمین میں اُنکر کر غائب ہو جائے تو خدا کے سوا کون تھیں یہ آپ حیات لا کر دے سکتا ہے؟

الشہزادے نام سے جو بے انتہا ہجر بان اور حرم فرمائے والا ہے
نہایت بزرگ و برتز رہے وہ جس کے ہاتھ میں کائنات کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

لہ تباہ ساری ٹھیک بُرکت سے مبالغے کا صیغہ ہے۔ بُرکت میں رفعت و عظمت، افزائش اور فراوانی، دوام و ثبات اور کثرت خیرات و حسنات کے مفہومات شامل ہیں۔ اس سے جب مبالغے کا صیغہ تباہ رکھ بنا لایا جائے تو اس کے معنی یہ ہو جاتے ہیں کہ وہ بے انہما بزرگ و عظیم ہے، اپنی ذات و صفات اور افعال میں اپنے سوا سر ایک سے بالاتر ہے۔ بھی وحساب بھلائیوں کا نیضہ ان اسکی ذات سے ہو رہا ہے اور اسکے کمالات لا زوال ہیں (مزید تشریح کیلئے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن حلدود، الاعراف، حاشیہ ۳۴، حبلہ سیم، المونون، حاشیہ ۲۴، الفرقان، حوشی ۱۹)۔

۳۰ آئندگان کا لفظ چونکہ مطاقت استعمال ہوا ہے اسلئے اس کی حد و معنوں میں ہمیں لیا جاسکتا۔ لمحہ اس مراد تماں موجودات عالم پر شایانہ اقتدار ہی ہو سکتا ہے اور اس کے باقی میں اقتدار ہوتے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ جسمانی ہاتھ رکھتے ہے بلکہ یہ لفظ محاورے کے طور پر قبضہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ عربی کی طرح ہماری زبان میں بھی جب یہ کہتے ہیں کہ اختیارات فلان کے ہاتھ میں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہی سائے اختیارات کا مالک ہے کسی دوسرے کا اس میں خلیل نہیں ہے۔
۳۱ یعنی وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے۔ کوئی چیز اسے عاجز کرنے والی نہیں ہے کہ وہ کوئی کام کرنا چاہے اور نہ کر سکے۔

خاص نمبر

گزشتہ سال تجھی کا جو خیم خاص نمبر شائع ہوا تھا اس کے آخری ایڈیشن کی کچھ کا پیاں ابھی ہر جو ہے۔ یہ نمبر جن حضرات نے نہیں دیکھا اپنیں ضرور دیکھنا چاہئے۔ ورق ورق علم و معلومات اور دلخیزیوں سے معمور رہے گا۔ خصوصاً اس کا وہ حصہ تو استادیزی حیثیت رکھتا ہے جس میں مولانا مودودی پر کئے گئے اعتراضات کے تحقیقی جوابات دیئے گئے ہیں۔ عصمت انبیاء، ترقی اور معابر حق، مسئلہ دجال، تقلید و قتل السحور، مؤلفۃ القلوب، جمع بین الاخیتین، متعر اور سجدہ تلاوت بلا وضو کا مستحلہ۔ ان ہو ضمیعات پر آئندہ و فقہاء اور فسران و حدیث کی صراحتیں۔ آپ اندازہ کر سکیں گے کہ مولانا مودودی کے معتبر خصین کس بنے علمی اور تصور کے شکار ہیں۔ ساڑھے پانچ روپے بھیج کر یہ خاص نمبر آپ طلب فرماسکتے ہیں۔

میسٹر جلی - دیوبند (یہ - پی)

حَيْرَةً كُمْ مَنْ تَعْلَمَ الْقُرْآنَ وَعِلْمَهُ
تمیں بہرہ دھنس ہے جو قرآن سیکھ اور سکھاتے
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صہابہ تھانوی قدس اللہ سرہ کی مشہور معرفہ تفسیر

تفسیر بیان القرآن

اصل نسخہ مطبوعہ تھانہ بھون فولاؤ افسیدٹ کے ذریعے

مثالی خوبیوں کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے

تفسیر بیان سال سے یہ تفسیر بیشتر مقامات سے باہم شائع ہو چکے ہے اور شائع ہو رہی ہے۔ لیکن جنہیں انتظام اور خوبیوں کے ساتھ حضرت تھانوی نے اپنی نگرانی میں تھانہ بھون سے شائع کرنی تھی آج تک کوئی دبرا مطبع شائع نہیں کر سکا۔

الحمد للہ! اب ادارہ تفسیر دیوبند نے تھانہ بھون کے مطبوعہ اصل نسخہ کا فوڑ لے کر نہایت مروزہ سائز پر ماہانہ پر دو گرام کی شکل میں طبع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

طرق اشاعت

۱۔ اشاعتی پروگرام میں شدید ہونے کے لئے صرف ایک روپیہ فیس ممبری ارسال کر کے اپنا نام د پتہ خریداروں کے درجہ بندی درج کر لیں۔

۲۔ قیمت فی جلد تین روپے موصول ڈاک ایک روپیہ چالیس پیسے۔ کل چار روپے چالیس پیسے عصوں ڈاک معاف ہو گا۔

۳۔ مکمل تفسیر ۲۲ جلدیں میں تیار ہو گی۔ ہر ایک جلد میں تقریباً سوا پارے کی تفسیر ہو گی۔

۴۔ پانچ اجات میں کر ایک پتے پر پانچ جلدیں طلب کریں گے تو صرف ساڑھے بارہ روپے میں پڑ کی جائیں۔

۵۔ ایجنت حضرات اور تاجران کتب کو تعقول ہمیشہ دیا جائے گا، معاملات خط و کتابتے طے فرمائیں۔

تعاون کا طالب

منیجر ادارہ تفسیر دیوبند (یوپی)

شجاعی کی طاک

صرف یہی ایک جماعت مظلوموں کی مدد کے لئے میدان میں آتی ہے وغیرہ ذکر۔ پھر آخر میں فرماتے ہیں کہ جمیعت کے کام کو طاقتور منظم بنانے کے لئے جہاں تک وسائل کا سوال ہے تو ہمارے پاس تو اس طرح کے وسائل نہیں ہیں یہ وسائل تو جماعت اسلامی کے پاس ہوتے ہیں جو چاہوں ہزار روپیت کا پیسہ اپنی جماعت کے لئے مقدم کر جاتی ہے اور امریکی کی مالی امداد بھی جماعت اسلامی اور جن سنگھ کو ملتی ہے یہ لوگ اس طرح کام کام کر سکتے ہیں ہمارے پاس تو کچھ نہیں ہے۔

قابل دریافت امریہ ہے کہ کیا جماعت اسلامی کے بارے میں اس طرح کی بات پائی جاتی ہے اور کیا وہ روپیت کا پیسہ جماعتی کام پر خرچ کر رہی ہے اور کیا امریکی کی مدد بھی اس کے پاس آتی ہے اور اس کا طریقہ کیا ہوتا ہے۔

جواب:-

اس سے قبل کہ آئے کے سوال کا جواب دیا جائے خود آئے یہ پوچھنے کو جی پا ہتا ہے کہ مولوی عبدالعزیز صاحب کے لئے آپ "حضرت مولانا" کے الفاظ کوں لکھے؟ آپ ان کے مرید ہوتے تھے تو بات صاف تھی۔ مگر مکتبہ کرامی سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ان غیر جماعتی معززین میں ہیں جنھیں اس "عظمی اثاث" جلے میں مدحو کیا گیا تھا۔ پھر آخر یہ غلو آمیز اور خلاف واقعہ تعظیم و تکریم کس نئے؟ "حضرت" کی حد تک تو معاملہ پیچیدہ نہ تھا۔ یہ لفظ

جمعیۃ العلماء اور جماعت اسلامی

سوال:- از۔ عارف حسین۔ بھوپال۔

بھوپال میں ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے لوگوں میں سخت بے چینی واخطراب پیدا ہو گیا ہے آپ سے استفسار کر کے اس بے چینی کو دور کرنا چاہتا ہوں۔

اڑاکٹ پرنسپلیٹ کو حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدنی مذکولا العالی بھوپال تشریف لائے تھے شاید جمیعت کا طور پر تنظیمی اجلاس تھا۔ اس موقع پر شہر کے غیر جمیعتی ممتاز لوگوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اس نشست میں جس میں طنزی تقریباً ۵۰ رہنمای ہوتی ہوئی دو تقریبیں ہوتیں۔ مسحوبہ مدھیہ بیش کے نئے منتخب صدر صاحبؑ اپنے دس منٹ کی فضائی تقریبیں مولانا عبدالعزیز صاحب کو سنانے کے لئے یہ بھی کہا کر "کوئی جماعت بغیر پیدوار کر (PAID WORKER)" کے ترقی نہیں کر سکتی اس نئے ہمارے لئے بھی پیدوار کر دفتر، پھر اسی مہمان خانہ اور آرامنامہ کے مصادر کا انتظام کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد مولانا عبدالعزیز صاحب نے ۵۰ منٹ کی تقریب فرمائی۔

جن کی ابتداء اس طرح کی کہ گویا جمیعت العلماء مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؑ و مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؑ کا چھوڑا ہوا کام انجام دے رہی ہے پھر کتنے عین منے یہ کارنامے کیتے اور کشودہ بن کے مظالم سے مسلمانوں کو اس اس طرح بچایا اور اب اس وقت فسادات کے موقع پر

چنان تک جمیعتی حضرات کے بلند بانگ دعووں کا لعلت
ہے وہ قوم دت ہوئی اپنے نظر کے درمیان مذاق کامبا ضموم
بن چکے۔ جس طرح طائفوں سے محتاج آدمی بیساکھیوں کا سہارا
لیکر چلتا ہے اسی طرح یہ حضرات اپنی مفلوج ساکھ اور داعی داعی
نیک نامی کو نیک نام اسلام کے محترم ناموں کی بیساکھیوں
سے آگے لے جانا چاہتے ہیں۔ ابھی ماہ گذشتہ ہم مولانا
کفایت اللہؐ کے صاحب زادے حناب حفظ الرحمن، صحف
کی کتاب "جمیعتہ علماء پیر ایک تاریخی تبصرہ" پر تبصرہ کر
چکے ہیں۔ اسے پڑھنے تو اپنے چیران ہوں گے کہ جمیعتہ کے یہاں
تضاد بینیاں، عاطف گفتاریاں اور لغونگاریاں کس تدریج
ماں ہیں۔ یہ بے چاری ہر تک سخیدگی کے ساتھ نہیں جلا سکتی
کہ اس نے مادر وقت کی کو کھٹے جنم کس سال میں لیا تھا۔
دفتری جو شہر میں اس کا سال پیدائش ۱۹۱۹ء میں مگر اسکے
ژوئی دہ فکر اور بے مفسن فن کاروں کی تخفاف تحریروں،
تقریروں، خطبوں اور بیانوں میں آپ کبھی اس کی ابتدا
شاہ ولی اللہؐ سے پائیں گے، بھی اس سے بھی پہلے سے اور
بھی اس سے بھی پہلے سے اور کبھی سیدنا ابو یحییٰ علیہ السلام کے
ذمانتے سے۔ یہ حضرات اپنی جماعت کے بانی کے بارے میں
بھی انسان نے تراشتہ اور تضاد با تین کرتے ہیں۔ ان کے
کسی قول و فعل کا اعتبار نہیں۔

رہا مولوی اسعد صاحب کا یہ فرمائنا کہ "جمیعتہ علماء
شاہ ولی اللہؐ اور شاہ عبد العزیزؒ کا چھوڑا ہوا کام جام
دے رہی ہے۔" تو ہم ہرگز نہیں تھیں گے کہ انہوں نے
چھوڑ بولا ہے۔ جھوٹا وہ شخص ہے جو علم رکھتا ہو کہ واقعہ
کیا ہے اور چھر قصداً مخلاف واقعہ بیان دے ڈالے۔ مولوی
اسعد بیجا روں کو علم کہاں کہ نہ کوہرہ دونوں بزرگ کوں
تھے کیا تھے، کن منابع فکر پر انہوں نے کام کیا، کون سے
کارنا سے ہیں جو ان کے لئے وجد امتیاز بنے اور کن خطوط
پر انہوں نے دین و تدبیت کی کیا خدمات انجام دیں۔
زیادہ سے زیادہ صاحبزادے صاحب ہے ان حضرات
کی ایک دوستاں کو کتابوں کے اور ذریم پڑھ لئے ہوں گے۔ وہ

طبع و نظر کے لئے بھی مستعمل ہے اور اپنے سخیدہ مصداق
میں کسی خاص الہیت اور قابلیت پر بھی دلالت نہیں کرتا۔
لیکن لفظ "مولانا" صرف ان حضرات کے لئے بولا جاسکتا
ہے جن کے علم و تفقہ کا کوئی کارنامہ دین و شریعت میں نہ
کے تھے اور سمعت مطالعہ اور فہم و بصیرت کا پتہ دے رہا
ہو۔ سچا درست کی حسن سند نے لینا "مولانا" بنانے کے لئے
کافی نہیں۔ مدارس عربیہ سے ہر سال سیکڑوں ہزاروں طلباء
سندیں لیکر نکلنے ہیں مگر مجردان سندوں کی بنیاد پر اپنیں ہولانا
نہیں کہا جاتا۔ پھر مولوی اسعد صاحب کی فرد عمل میں
سوائے "سند" کے اور کوئی ایسا کارنامہ درج نہ ہے جو ان
کے لئے لفظ مولانا کا جواز پر اکر سکے۔ ان کی کوئی تقریب،
مضمون، کتاب ایسی بتائیے جس سے پتہ چلے کہ علم و تفقہ
نام کی کوئی چیزان کے خانہ دماغ میں شریف رکھتی ہے۔
ہمارا توجیہا ہے کہ جو کچھ اخنوں نے بقدر رضاہ دار العلوم
میں پڑھا تھا وہ بھی فرمائش ہرچکا چہ جائیکہ مزید علمی ترقی
اور بصیرت و فقاہت کا کوئی ثبوت فراہم کر سکے ہوں۔
پادری کی وجہ سے۔ آخرت میں زبان و قلم کا بھی حساب ہو گا۔
آپ کسی کی تعریف کریں یا مذہب، اس میں حد سے خیاواز
نہیں ہونا چاہتے ورنہ عین ممکن ہے کہ بھی بے اعتدالی
آخرت میں خسارے کا باعث بن جائے۔ مولوی اسعد صاحب
کے مریدین بان کے اخبار جمیعتہ کے تجوہ دار صحافی جو
بھی اقبال و ادب ان کے لئے لکھتے رہیں انہیں لکھنے دیجئے
وہ مرفع القلم ہیں۔ نیکن آپ اور ہم یہ جو اسی کامنطا ہرہ
کیوں کریں۔ "مولانا" آج کی اصطلاح میں بڑا بھاری بھر
لفظ ہے۔ اس کی ہٹی جو بھی پلید کرے گا اس کے خلاف
یہ لفظ قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں احتجاج کر گیا۔
سایل لفظ من قریل اللہ اکد دیلہ سر قیبٹ عتیید رانسان
جو بھی لفظ من سے نکالتا ہے اسے ایک مستعد اور نگران
فرشتہ فوراً لکھ لیتا ہے)

(اس دوستا نہ تبیہ کے بعد جواب سنئے۔)

دیتی ہے۔ کسی کو جماعتِ اسلامی سے فکری اختلاف ہو یہ اللگ بات ہے۔ مگر اختلاف رکھنے والا اگر ہٹ دھرم نہیں ہے تو اسے بہر حال یہ صورت واقعہ تو ضرور لظر آئیں گی کہ فسادات دغیرہ کے موقع پر چونچہ جماعتِ اسلامی عوام سے لقی ہے اس کی آمد اور خرچ کا تمام حساب اپنے اخبار میں شائع کرتی ہے اور ضرورت ہوتا علیحدہ کتابیجہ بھی چھاپتی ہے۔ اس کے برخلاف جمعیۃ علماء اپنا قیمتی حساب بھی منتظر عام پر نہیں لاتی۔ یہاں اس سے بحث نہیں کرو گے لتنا چترہ ایمانداری سے صرف کرتی ہے اور کتنا کسی اور طرح۔ یہ حساب تو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہو گا۔ کہناں اتنی ہے کہ اس معروف و معلوم صورت حال کی موجودگی میں اگر کوئی اسعد یا کوئی بھی اور صاحب یہ کل افتخار کرتے ہیں کہ خدمت کے میدان میں جمعیت کے سوا کوئی نہیں تو آپ خود سوچ لیجئے کہ ان کی دریافت و امانت کا تمیز پر کیا ہے۔

رہا امریکی کی انداد کا مسئلہ، تو اس کی نوعیت ایک مثال سے بھیتی۔ آپنے شاید کیجا ہو کہ بعض کم اوقات اور سچے گھر انوں میں ماں بہن کی فرش تربیت کالیوں کا رواج اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ وہ اس گھر اپنے کے بچوں تک کو از بہر ہو جاتی ہیں اور پھر یہ نکے اپنے بڑوں ہی کی طرح بات بات میں ان کالیوں کو دہراتے ہیں۔ اپنی معنی و مطلب کا کوئی شعور نہیں ہوتا۔ ذرا خدھہ ایا گھرانے کیلی دی۔ بغیر غصہ کے بھی عادۃ ان کے منہتے کالیاں نکتی رہتی ہیں۔ شیک ایسا ہی معاملہ اشتراکی فون کاروں کی ایجاد کر دہ سینا اسی کالیوں کا ہے۔ سامراجی ایجنت، امریکی کا پھٹک جائیکر داروں کا دلال۔ یہ کالیاں انہوں نے اس لئے ایجاد کی ہیں کہ جو بھی فسرد یا گروہ ان کی نظر میں ناپسندیدہ ہو اسے دلیل و مذہن سے ہرانے کے عومن کالیوں کے زہریلے تیروں سے چلنی کر دیں۔ گویا یہ کالیاں ان کا ہتھیار ہیں۔ حریب ہیں۔ لیکن ہندو پاک میں جو بد عقلے اور سیاہ بخت مسلمان ان کالیوں کو داعیان حق اور مصلحین امانت اور

بھی بطور نادل۔ پازیادہ بے زیادہ وہ روایات معلوم کری ہوں گی جو تصوف اور طریقت کے مسلموں میں ان بزرگوں سے منسوب ہیں۔ اس کا نام تو علم نہیں۔ یہ کہناے مغلی ہی ہو گا کہ وہ تجویٹ ہے۔ البتہ اس میں کوئی شبہ نہیں بلطف ضرور ہیں مگر یہ غلطگوئی تجویٹی تقلیدی ہے جو تہذیب اور نہیں انہوں نے موجودہ جمعیت اکابر سے اسی طرح کے دخوں سے ہے۔ یہ دخوں سے پرویگن ڈے کے رُخ سے بڑے خوشما ہیں۔ ایک گردان بطور تقلید رانہوں نے بھی کر دی تواب اس سے زیادہ ہم کیا کہیں کہ ان کی بے خبری قابلِ حجم ہے اور وہ جس سیاست کی راہ پر چل رہے ہیں اس کا عین مقاصد بھی پہی ہے کہ جب ضرورت ہو بلا تکلف غلط بیانی لاف گراف دخوں سے بازی اور افسانہ طرازی کے ہتھیاروں سے کام لے لیا جائے۔

اب اسی فساد نہ کو گوں کی خدمت کے دعوے کو دیکھئے۔ ہم ہرگز نہیں کہتے کہ جمعیت نے کوئی خدمت نہیں کی وہ خدمت کرتی ہے اور ضرور کرتی ہے لیکن اسی بھی بات کو مولوی اسعد نے اس طرح صحریج جھوٹ بنایا کہ اس جمعیتہ ہی خدمت کرتی ہے اور کوئی نہیں۔ وہ اس بابت میں بھی اپنے ساتھیوں ہی کی تقلید کر رہے ہیں۔ اخبار اجمعیۃ کا فائل اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ جمعیۃ علماء کے جھوٹے بڑے سب آپکو صدق و دیانت کے حام میں نشکے نظر آئیں گے۔ ایسا نہیں کہ ان کے منہ پر اسکھیں نہ ہیوں۔ ماشاء اللہ بعض تو چشم غزالیں رکھتے ہیں اور پھر اس پر چشمہ بھی چڑھاتے ہیں لیکن جس سے خدا سیاست اور سکولر حکمت عملی کو انہوں نے اوڑھنا پھونا نہیں کہے اس کے طبعی اور لازمی اثرات سے دامن کیسے بچائیں وہ حسب ضرورت حق پوشی اور غلط بیانی پر مجبور ہیں۔ ان کا اسی معدود درست رہ ہی نہیں سلسلہ اگر اسے متعدد پرستی کی محبوں نہ ملتی رہے ورنہ آخر کون نہیں جانتا کہ جماعت اسلامی بھی اس ملک میں ایک تنظیم اور اور فعال جماعت ہے جو ہر فساد اور ہر اجتماعی حادثہ کے موقع پر آگئے بڑھ کر مصیبۃ زدود کی خدمات انجام

اس جواب کو بھی کا علام سمجھتے۔ لیکن اگر آپ ہی اصرار کرتے ہیں کہ آپ نے کوئی غلط بیانی نہیں کی تو پھر آپ یہ تصور کہ جس وقت مولوی اسعد صاحب کی زیارت یہ ہوا تھا چھوڑ رہی تھی اسی وقت آپ نے ان کی آنکھوں پر آنکھیں ڈال کر یہ طالبہ کیوں نہ کیا کہ ثبوت پیش فرماتے۔ عجیب ستم طرفی ہے کہ امریکی اور ادا کی اطلاع تو دین مولوی اسعد صاحب اور یہ چیز آپ ہم سے کہ امداد ملنے کا طریقہ کیا ہے قیاس منطق یہ کہتے ہیں کہ امریکی سے اگر جماعت اسلامی کے لئے کوئی امداد آتا ہوگی تو مولوی اسعد صاحب ہی کے ذریعے آتی ہوگی۔ وہ اصلی کے حصر میں۔ بار سوچ ہیں۔ غیر ملک بھی جاتے رہتے ہیں۔ جماعت اسلامی غریب کو کوئی رکن نہ اصلی کا حصر ہے نہ رسول نام کی کوئی چیز یا اس کے پاس پڑوسن ستی ہے۔ اسے امریکی اگر ادا دے گا تو لامی مولوی اسعد ہی جیسے "بار سوچ" اور سر کاری درباری سُم کے حضرات کو "ڈائیک" بناتے گا۔ اب یہ الگ بات ہے کہ ڈائیک خود ہی جعلی دستخط کرنے کے سب قلم و صول کرنے اور حادث اسلامی والوں کو ہوا بھی نہ لگے کہ امریکی نے انھیں اسلامی خدمت کے لئے کتنا ڈال پھیج چکے۔

مولوی اسعد صاحب چشم بددور پر بھی ہیں۔ اگر وہ داعی ایسی غیر ذمہ دار اناہ اور پرشرافت سے گری ہوئی باقیں کر سکتے ہیں تو اس پیری کا مصروف آخر اس کے سوا کیا ہے کہ اسے دیوار پر دے مارا جائے۔ جماعت اسلامی کی دوسری مبارک لیکن اس دشمنی کے جوش میں اپنی عاقبت بر باد کر لینا آخر بھداری کی کوئی قسم ہے۔ سچ کہ احادیث و مصادر و قصصی اللہ علیہ وسلم نے کشیطان آدمی کے رگ و پی میں خون کی طرح در تلتے ہے۔

جواب تشریف رہ جائے گا اگر تم مولوی اسعد صاحب اور ان کی جماعت علماء کی ایک نفیتی صمیمیت کا ذکر نہ کریں۔ یہ لوگ در اصل بہت جھلاتے ہوئے ہیں۔ جھلاتے ہوئے کے تعدد و جمہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ فسادات کے موقع پر "چندہ اگنے"

مجاہدین فی نبیل اللہ کے خلاف استعمال کرتے ہیں ان کی مثال ان پچوں کی سی ہے جنہیں ذرا شور نہیں کہ ہمارے منھ سے کیا نکل رہا ہے۔

ظاہر ہے زبانِ قوانین کی بھی کسی سے نہیں پڑتی کسی جو بلاتکلف کہتے ہیں کہ خدا حضور ایک سامر اجی تصور ہے اور پیغمبر اسلام کی تمام جدوجہد کا مقصود ہاگیر داری کا تحفظ تھا۔ ہونٹوں پر قفل قوانین حضرات کے بھی نہیں ال جا سکا جو بہ ملائیت ہیں کہ اب کبڑا عمر پڑی متفاق تھے، انھیں نے اپنی بیت رسول کے حقوق خصب کئے اور اسلام کی جڑیں گھوڈیں۔ منھ تو ان کرم فرماؤں کے بھی بند نہیں کئے جاسکے جو کہتے ہیں کہ فساد کرنا اسلامیوں کا جھوٹ غسل ہے اور غیر مسلموں کے ہر جلوس پر مسجدوں سے تحریر سانے میں انھیں بڑا لطف آتا ہے۔ تاج محل ملکہ شاہ بھائی مسجد تک کوہنڈ اسلام کا کارنامہ قرار دینے والے بھی آخر اسی زمین پر ہو گئے ہیں اور ان کے پوچھ سے نہ میں بھٹک نہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوتے۔ پھر بھالا مولوی اسعد صاحب یا اسی طبقہ کے کسی افراد "حمنہت" کو کسی بھی قسم کی یادوں گوئی سے بھلا کون روک سکتا ہے۔ وہ چاہے امریکی امداد کا اتهام تراشیں یا روس اور چین کا نام لے کر کوئی کہانی ملٹریز، وہ اپنی زبان کے مالک ہے۔ لکھتے، آپ پڑھئے کہ آپ کی عقل سلیم کو کیا ہو گیا؟ کیا آپ بھی یقینی ہوش و حواس اس طرح کی شیطانی افتراق دانیوں کو اتنی اہمیت کا حق سمجھتے ہیں کہ ان کے بارے میں ہمیں جواب کی زحمت دیں حالانکہ کوئی ہمیشہ منہ اور میتوں آدمی ایسی باد ہوائیوں کو ادنیٰ تقافت کا بھی مستحق نہیں سمجھ سکتا۔

ہمیں خیال ہوتا ہے کہ کہیں آپ سے سنبھل میں تو غلطی نہیں ہوتی۔ ایسا تو نہیں کہ اسعد صاحب کہہ چکا اور یہ ہوں اور آپ نے سمجھ کچھ اور لیا ہو۔ اچھی طرح یاد پیچے کیا واقعی انکھوں سے وہ نسب کہا تھا جیسا پہنچے پسروں قلم فرمایا۔ خدا کرے سوچنے کے بعد آپ یہ جواب دیں کہ تصویر ریسا ہی تھا۔ میں نے تو سمجھنے اور شنیدنے میں غلطی تھا کی۔ تب تو ہمارے

انھیں یہ سامنے کی بات کبھی نظر نہیں آئی کہ ان کی جماعت کے سرکاری اگر گنجینہ میں وقتاً فوتاً ان جمال عبدالناصر کی شان میں حدود نشان کے قصیدے حکائے جاتے رہتے ہیں جن جن کا سب سے بڑا اکار نامہ یہ رہا کہ انھوں نے حضرت موسیٰ کے بجای فرعون کے گن حکائے۔ اپنی حملکت کے بڑے بڑے شہروں میں فرعون کے مجھے نصب کئے۔ ڈاک تکمیلوں پر فرعون کی تصویر چھاپی۔ شاہراہوں کے نام فرعون کے نام پر رکھے۔ خُن ابناں الفراعنة کافرہ لکھایا اور صحابہ کرام کے دور کو اہل مصر کے لئے غلامی کا دور قرار دیا۔ علاوہ اس کے اسلام کے بال مقابل قومیت کے ایک مستقل دین کی تبلیغ و اشاعت میں اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دیں اور اُس گروہ پر لزہ خیز مظالم توڑے جو قومیت کے خدا شمن، رسول دشمن اور یکی کرشی طیانی دین کے بال مقابل اسلام کی سرجنگی کا خواہاں تھا۔ ظاہر بات ہے کہ مولانا محمد میان جیسے بزرگوں کے قلوب میں اگر ذرا بھی خدا کا خوف اور جذبۃ النھاٹ ہوتا تو مولانا مودودی کی مفروضہ توہین صحابہ سے کہیں بادھ انھیں حضرت موسیٰ اور خود جانب باری تعالیٰ کی توہین و تفحیک پر تھی پ جانا چل ہے تھا۔ مولانا مودودی نے صحابہ کی توہین کی ہے یا نہیں، یہ تو ایک باریک اور بحث طلب سئلہ ہے۔ ہم جلخ کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس مسئلے میں معتبرین کا موقف تھبب بے داشی اور بہت دھرمی کا منوقف ہے۔ مگر عبدالناصر کے مذکورہ کارنامے تو ایسے واقعات حقائق کی حشیت رکھتے ہیں جنھیں جھوٹا نامکن ہی نہیں ہے۔ عبدالناصر جو تھے وہ ان کی اپنی حریری و تقریریوں اور اعلیٰ سرگرمیوں میں تھا مکمل موجود ہے۔ تو کیا مولانا محمد میان جیسے بزرگ یہ نہیں جانتے کہ ایسے شخص کی بحث خوانی اور منقبت سراۓ قرآن و سنت کی تحریر ہے۔ حضرت موسیٰ کی توہین ہے۔ باری تعالیٰ کے مقابلے میں جمارت اور رکابہ ہے۔

علاوہ اس کے مولانا مودودی کی کتابوں سے توہین صحابیت کے باریک جرقوسے نکالنے میں جن آنکھوں کی

اور خدمت قوم کا نادیجانے کے جملہ حقوق کچھ دنوں پہلے تک جمیعت علماء ہی کے نام وقف تھے۔ اب جماعت اسلامی بھی اس میں حصہ دار بن گئی اور اس طرح بن گئی کہ اس کے دشمن دیانت و امانت آثار قدیمہ کے عجائب خانے میں جا پہنچی۔ اوسط کچھ ایسا ہے کہ جمیعت کو اگر ایک لاکھ چندہ ملائیں جگہ اسلامی کو دس لاکھ۔ اب ظاہر ہے کہ یہ ناپسندیدہ صورت حال بلطف پریشہ کا مرض پیدا کرنے کے لئے بالکل کافی واقعی ہے۔ یہ حضرات وقتاً فوتاً اندر کے اخبارات خارج نہ کریں تو بلطف پریشہ کے عذاب سے بجات کیسے ہے۔ دوسرے یہ کہ جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کے خلاف جتنے جتنے کتابی، پوستر، مضمایں جمیعتی اور غیر جمیعتی حلقوں سے نکلنے سب کا پڑا غرق ہو گیا۔ موقع یہ تھی کہ الزام تراشی، چرب زبانی، سچ بھتی اور افراد داڑی کا طوفان جماعت اسلامی کو جڑ بیاد سے اھماڑ پھینکے گامگر ہوا یہ کہ طوفان کی ہر ہر موجود نے سریش ترجمہ توڑ دیا۔ یہ المذاک صورت حال پیشہ ورانہ ذہنیت کو جھلائیں کا تحفہ نہ دیتی تو اور کیا دیتی۔ یہ بیچارے سخت پریشانی اور کوفت میں بدلنا ہیں۔ اسی لئے ان کے اخبار میں آئے دن جماعت اسلامی کے خلاف کوئی نہ کوئی شوشه حضور امام ارتبا ہے۔ کبھی "خلافت و ملوکیت" پر داد تحقیق دی جا رہتا ہے۔ ملکیت کے علم و تفہیق کو خلافت و ملکیت کے مصنف کی دراست علمی سے وہ ثابت کھی نہیں جو اونٹ اور پہاڑیں ہوتی ہے۔ کبھی فرقہ برستی کا الزام دہرا یا جارہا ہے حالانکہ دہرا نے والاس لفظ کے صحیح مفہوم تک سے آشنا نہیں۔ کبھی کوئی اور نکتہ نکالا جا رہا ہے ہمیں تو بڑی حیرت ہوتی ہے اس عجھے پر کہ مولانا محمد میان مظلہ چیزیں جمیعتی اکابر مولانا مودودی کی کوڑی اسکی ملکیت پر تو توجہ دیتے ہیں اور توہین صحابہ کی کوڑی اسکی تہہ سے نکالنا چاہتے ہیں حالانکہ دروغ بے فروغ اور شیطانی پر و پیکنڈے کے سوا اس الزام کی کوئی حقیقت نہیں لیکن

عیوب نہ ملیں تو اپنی طرف سے عیوب تصنیف کر دینا ان کے پائیں ہاتھ کا بھیل ہے۔ پھر یہ نظام طوائفوں کی طرح بے علم بھی نہیں۔ ایسی کوئی جمودی بھی ان کے ساتھ نہیں جس سے بے بس ہو کر بعض پاک امن عورتیں عصمت فروختی کے فار میں جا گئی ہیں۔ پھر بھی انھیں نہ بندوں سے جا آتی ہے نہ خدا سے ڈر لگتا ہے۔ فیما ^{اللهم} عجب۔

اویس ام و شہزادہ

سوال ۱: از۔ مجتبی اللہ، محمد خلیل، علی محمد۔ کشمیر۔
آئے شخصوص شارے ماہنامہ علی (ستمبر و اکتوبر) میں ہم نے ایک سوال دیکھا، جو کہ اویس اللہ کو خانہ خدا میں پکار کیا کہ فرمی ماد کے بارے میں پوچھا گیا تھا جو کہ اسی شارے کے صفحے نمبر ۲۷۳ تا ۲۷۴ پر درج ہے۔ جواب آپ نے فرمایا ہے کہ:-

"اور اگر سین پڑھا یاگیا ہے کہ اویس اللہ مقبول بارگاہ ہوتے ہیں اس نے اُن کی سفارش اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ تو چھیس سمجھا۔ یہ کہ سفارش کا مقصود حاصل کرنے کے لئے معقول طریقہ تو یہ ہے کہ کسی زندہ ولی کی خدمت میں دعا کی گذارش کریں۔ ترکیاب عقل ہے۔ جو بزرگ عرصہ ہوا مر جکے یا جزو نہ ہیں مگر دوسرے ہیں۔ انھیں پکارا جا رہا ہے۔ کیا کسی آمیت یا حدیث سے یہ بھی برداشت لگ گیا ہے کہ اویس اللہ عالم القبیل اور حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ وہ منے کے بعد بھی اکاریں نہیں ہیں اور میسلوں فاصلے سے بھی ہر گذارش ان کے کافیں ہیں جا پہنچتی ہے۔"

ہماری محدود نظروں میں بہت سے اویس اللہ یہیں جو کہ سرکر بھی زندہ ہیں۔ جن اویس ام نے جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جانیں دیدی ہیں۔ وہ قرآنی اصطلاح کے مطابق اللہ نے یہاں زندہ تامدہ اور کھاتے پیتے ہیں۔ انھیں مردہ کہنا شعور کی کی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ کیوں نہ ایک طب مسلمان جس کے ہمسائی میں ایسے لائق اولاد اویس اللہ فرض ہیں جنھوں نے خدا کا بھیجا ہوا اور رسول اللہ کا لایا ہوا دین

باریکہ یعنی اعلیٰ درجے کی خود بیرون کو بھی مات کرتی ہے وہ آخر اس نظارے کے لئے بے فریکیوں پہ جاتی ہیں کہ جمعیتہ کے سرکاری ادارگں میں سود، جوے، تھیٹ، سرسک اور عورتوں کی تعداد یورپ کے اشتہار چھپتے ہیں۔ اگر خدا کا خوف، صاحب اپنی محبت اور دنیا کی در دندری میں ہی مولانا مودودی کے خلاف داد تحقیق دینے کی حرکت ہے تو آخر اس واشگراف قست اور حرام کاری کا احساس بزرگانِ موصوف کو کیوں نہیں ہوتا۔ دھشا نی کی حد ہے۔ کردنے کے میدان میں خود نکلے ناج رہے ہیں اور تقویے مکار دس دیا جا رہا ہے ان لوگوں کو جو حرام خوری اور حرام کاری کے مقابلے میں فلتے گرنا اور بھٹے حالوں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ جن کی پرہیزگاری دوست دشمن سب پر عیان ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر امریکہ اپنی مصالح کے تحت مہدوپاک میں کیا سلم جماعت کو مالی مدد دے گا تو وہ جمیعتہ علماء ہی ہوگی۔ یہ جماعت اس مدد کو دل وجہنے سے قبول کر جائی۔ کیونکہ جس کی پاک دہنی، تقوی اور پرہیزگاری کا عالم یہ ہو کہ چند بے حقیقت ملکوں کی خاطر بھٹے بندوں ایسے اشتہار چھاپ و تھی ہو جن کے جو از کافتوں وہ خود بھی نہیں سکے وہ بھلا چکلیے ڈالوں کی وصولی میں تأمل کیوں کرے گی۔ ایسے جیادا لے بھی چشم نلکانے کم ہی دیکھے ہوں کے جو دسوں پر تو یہ الزام لگاتا ہیں کہ ان سے کہ توں کی آتنین اور پاہاموں کے پاسچے ہیں کہ گھنیاں اور گھٹے نظر آنے لگے ہیں مگر خود بلا تکلف عین شاہراہ پر دن کی چمکدار روشنی میں سارے کپڑے اُتار پھینکیں اور دین کی عصمت و حرمت کا نیلام کریں۔ اگر غور کیا جائے تو اشتہارات کے سلسلے میں جمعیتہ علماء کا کردار طوائفوں کے کردار سے بھی گیا گذر ہے طوائفین صرف پیسوں کی خاطر گناہ کرتی ہیں۔ جمعیتہ علماء بھی صرف پیسوں کی خاطر نایاک اشتہار چھاتی ہے مگر فرق یہ ہے کہ طوائف خود کو تھیٹ سمجھتی ہے اور کسی عسف کے عیوب تلاش نہیں کرتی مگر جمیعتہ علماء اسے خود بعین بھتتے ہیں اور خدا جب کردار لوگوں کے عیوب تلاش کرتے ہیں۔

نگائے بیٹھے ہیں اور خداۓ زندہ سے براہ راست انہیں کوئی حسن ظن نہیں۔

ہماری سمجھ میں یہی نہیں آیا کہ آپ کے شکوہ کیا ہیں کیا آپ زندہ ولی سے بھی درخواست دعا کو جائز نہیں سمجھتے۔ اگر یہی بات ہے تو اپنے عقیدے کی اصلاح کیجئے گیونکہ اس عقیدے کی پشت پر کوئی دلیل نہیں۔ رہا شہر اور کا زندہ ہونا۔ تو آپ ہی پر مخصوص نہیں۔ ہر وہ شخص جو فتنہ آن کو خدا کی کتاب میں اس پر ایمان رکھتا ہے کہ شہید امام کو بعد شہادت کی خاص نوع کی زندگی حاصل کر اس کی بناء پر اپنی خود نہیں کہنا چاہئے۔ پھر اس عقیدے کا ذریعہ نہ کرو سوال و جواب کی تعلق۔

محمد خدا سے بھی برتر ہیں!

سوال: از۔ غلام بنی۔ سرینگر۔ دشمنی
ماہ جولائی میں میں ایک دوست کے یہاں گیا تھا وہاں پر جنبدار عزیز بھی قحطے ان میں سے ایک صاحب جن کا نام علی محمد ہے، کہنے لگے کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ائمۃ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر ہے۔ (نحوذ بالش) اور سب کچھ محمد رسول اللہ ہی ہیں۔ جبکہ معراج کو چلے گئے تو وہ جا کر اللہ تعالیٰ کے قریب اتنے کھجے کہ صرف دو کمانوں کا بھی فرق نہ رہا۔

جواب:

صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ پسرو قلم کرنے کے بعد آپ نے جو تفصیل ایسے لکھا ہے کہ میں نے انھیں یوں سمجھایا اور وہ دونوں بھائیا تو اس پر ہمیں ہنسی اُتھی۔ اسی لئے وہ حصہ حذف بھی کر دیا ہے ہنسی اس نے آئی کہ جب کسی شخص کا داماغی خلل واضح ہو جائے تو اس سے آیا ہت و احادیث کی بحث پھر نہ مذاق کے علاوہ اور کیا کہا ہے گا۔ پاگلوں کے سرسریگ نہیں نکلتے نہ پشت پر دُم اُگتی ہے۔ افعال و اقوال ہی

(اسلام) پھیلاتے کے لئے اپنی جانیں تشریبان کیں اُن کی بیوی چلا جاتے اور ان سے سوال دعا کرے۔ جب کہ آپ کے خیال میں زندہ ولی سے دھانی گذاشت کرنا مکروہ نہیں، حتک ایک عرب شہزادے کے لئے ایسے اولیا یا جو شہید ہوئے ہیں، کو سووں دُوڑوں نہیں، پھر ان سے سوال دعا کرنے کی جماعت کیوں؟ ہمہ بانی کر کے آئندہ شمارے میں ہاسے شکوہ دور کریں۔

جواب:-

پہلی بات تو یہ کہ ہمارا جواب شہد اوسے متعلق ہے تھا۔ صرف ان مردوں سے متعلق تھا جو اصطلاحاً اولیا رہنمائے ہیں۔ آپ نے خواہ مخواہ شہید امام کی بحث شروع کر دی۔

دوسرے آپ نے یہ سلسلے کی بات نہ سوچی کہ ہم نے جن زندہ ولیوں کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست دعا کو معقول قرار دیا ہے وہ صرف اللہ کے یہاں نہیں بلکہ دنیا میں بھی "زندہ" ہیں۔ حالانکہ شہید امام کی زندگی خود آپ کی نگائے میں بھی دنیا وی زندگی نہیں بلکہ اس سے مختلف فرع کی زندگی ہے۔ اسی لئے شہید امام کی بیوائیں دوسرا نکاح کر سکتی ہیں۔ شہدار کامال بالی و راشت بن جاتا ہے۔ ان کے سلسلے میں وہ تمام اسلامی قوتوں ناقد ہوتے ہیں جو دوسرے نبی شہید مردوں کے سلسلے میں قابل عمل ہیں۔

تمیرے آپ دفتارہند و سستان سے عرب ہمچن کے اہل عرب نہ تو اس سلسلے میں ہمارے کے محتاج ہیں نہ ان کے فعل عمل کا ہمارے نزیر نہ کرو جواب سے کوئی تعلق ہے۔

چوتھے بات صرف جاگز کی بھی وجہ کی نہیں جس سماجی چالیس کسی زندہ بزرگ سے دعا کی درخواست کئے۔ اس میں کوئی قباحت نہیں مگر یہ واجب بھی نہیں اہنڈا یہ سوال کھٹا کرنا کہ ایک عرب شہزادے کی بیوی نہ شہید اکی قبر پر جا کر دعا کی درخواست کرے، قطعاً غیر ضروری ہے عرب ایسا کریں نہ کریں آپ تو اپنے ارادگرد کے مسلمانوں کی خبر لیجئے جو شیطان کے پنج میں پھنس کر سردوں سے آس

جس طرح حضورؐ کے سایہ نہ ہونے کی خلاف واقعہ بات نیا بھر میں شہر ہو گئی اور اچھے خاصی پڑھ لکھ لوگوں نے بھی اسے امر واقعہ بھولیا حالانکہ عقل و نقل کے مفہوم طلاقاً اس کے خلاف تھے اسی طرح یہ حضورؐ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان فاصلے کی بات بھی شہرت عام پاگئی حالانکہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

دین پسند بیویوں کا مسئلہ

سوال: - از- رضیہ سلطانہ - ورثتگل۔
 آپ کو معلوم ہی ہے کہ آج کل کی امتی فی صدر شادیاں ناکام رہتی ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ مرد انپنی بیویوں میں تھوڑا سا طوالقٹ پن ضرور چاہتے ہیں اور اس تھوڑے سے طوالقٹ پن کے لئے چند ناول چند پچھس ضرور دیکھنا پڑتا ہے جس کی اجازت مرد تو ضرور دیتے ہیں لیکن اسلام نہیں دیتا۔ روز روکی کھٹ پٹ سے تنگ اگر بہت سی بہنیں اسلامی طور پر سے ہٹتی جا رہی ہیں اور جب ہم اس تھوڑے سے بھی طوالقٹ پن کو اختیار نہیں کرنا چاہتیں تو یا تو وہ میکے میں رہتی ہیں یا شر ہر کے پاس ہی غلاموں سے بدتر ہو کر۔ وہ یا تو خود ہمیں قتل کر دی جاتی ہے یا قاتل بنادی جاتی ہے۔ ایسا کیوں؟

جواب:

مسلمانوں میں اتنی نیصد شادیوں کی "ناکامی" بہت بڑا بمالغہ ہے۔ چھ فیصد شادیاں تو ہر دور اور ہر قوم میں "ناکام" رہتی ہیں خواہ وجہ الگ الگ ہوں۔ مسلمانوں میں ناکام شادیوں کا او سطہ بہتیہ دیگر اقوام سے بہت کم رہا ہے اور آج بھی کم ہی ہے۔

رجی آپ کی ذکر فرمودہ ہمورت حال۔ تو بیشک وہ پائی جا رہی ہے اور قابلِ لحاظ حد تک پائی جا رہی ہے مگر اس کا علاج نہ کسی حقیقتی کے پاس ہے نہ مولوی کے۔ جس مادہ پرستی کے دور میں ہم جو رہے ہیں اس میں ایسا

پتہ چلتا ہے کہ یہ صاحب پاگل ہو گئے۔ پھر آخر اس سے بڑھ کر دیواری آمیز قول کیا ہو گا کہ حمد کا درجہ خدا سے بھی زیادہ ہے ۔۔۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ علی حمد صاحب کا مطلب وہ نہ ہو گا جوان الفاظ سے ظاہر ہو ہے ۔۔۔ آجناہ نے ان کے الفاظ نقل کرنے میں چوک کی ہو گی۔ کوئی بھی صحیح الدماغ ایسی بات نہیں کہہ سکتا میشو ہوش ہے تجھی گاہ زیر آسمان از عرش نازک تر نفس گم کر دہ جی آید جنید بازیز یاد بینجا

عین ممکن ہے کہ علی حمد صاحب پچھا اسی نوع کی بات فرما چاہتے ہوں۔ یعنی وہ یہ کہنا چاہتے ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنظیم و تکریم کا معاملہ برائنازک ہے اللہ کی شان میں گستاخی پوچھاتے تو ممکن ہے کہ وہ اپنی بے نہایت شان کو بھی کے تحت معاف کر دے لیکن اس کے عجوب اور اس کی ابدی شریعت کے سب سے بڑے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ایسا حرام ہے کہ اللہ اس پر بہت نار ارض ہو گا۔

اگر موضوع کا یہی مطلب تھا تو اس پر بحث کی ضرورت نہیں۔ البتہ اتنا انھیں سمجھا دیجئے کہ حضورؐ کو ان کے اُس درجے سے بڑھانا بوجوہ اُن وصفتیں میں بیان کیا گیا ہے تنظیم و تکریم نہیں بلکہ گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اُنھوں نے خود فرمایا ہے کہ لا تطری و نی دفعہ بڑھاؤ جڑھاؤ مت۔

رہا شبِ معراج میں حضورؐ کا اللہ سے اتنا قریب ہو جا کہ فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم رہ گیا ہے۔ تو یہ ایک بے اصل بات ہے جو لوہی شہر ہو گئی ہے ورنہ قرآن کی آیت شمرد نا فشادی فکان قاب و سیئں اُد آذقی را نہم کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضورؐ اللہ سے اتنے قریب ہو کر بلکہ مستند تراجم و تفاسیر اُنہا کو دیکھ لیجئے مطلب یہ ملاحظہ میں آئے ہے کا کہ دن اس کا فاصل جبر سلیں ہیں۔ یعنی جب تک ایسے مسفر سے گزر کر حضورؐ کے اس قدر قریب آئے کہ ناصالہ تم دیش دو کمانوں کا رہ گیا۔ اب اس مصیبت کو کیا کیجئے کہ

میاں بیوی کا ایک مسئلہ

سوال: -- از-- تجھی حادث بدلیوںی۔ رٹرکی۔
 زید نے اپنی بیوی سے اُس وقت ہمستری کی جگہ
 وہ حیض سے فارغ ہبڑ کر نہیں رہیں تھی۔ اس باشے میں
 بھی زید کی بیوی کو یہ کچھ یاد نہیں کہ وہ مدحت حیض عارتاً
 بھی حیض ہو جی تھی یا نہیں۔ المتن خون آنابند ہو گیا تھا۔ اب
 ایک ماہ بعد پتہ چلا کہ زید کی بیوی اُمیڈ سے ہے۔ زید نے
 لوگوں سے ذکر کیا تو اُسے بتایا گیا کہ ایسا بچہ ناجائز ہو گا۔
 کچھ نادان دوستوں نے زید کو مشورہ دیا کہ وہ اس بچے کا
 اسقاط (ABORTION) کرائے تکر زید کی بیوی
 "قتل اولاد" پر آمادہ نہیں۔ یہ بھی مصحت نہیں ہے کہ یہ
 بچہ آیا اُسی ہمستری کے نطفے کا ہے یا اُس کے بعد کا۔
 زید اور اس کی بیوی اپنے کئے پر بخت نادم نہیں اور توہین کرتے
 ہیں۔ برائے ہر بانی اس مسئلے میں بتائیں کہ زید اور اس
 کی بیوی پر کیا کفارہ لازم ہے؟ ایک بخشی زیورہ بسانٹ
 مولانا نے بتایا کہ آدھا دینا خیرات کردو۔ بچہ جائز
 ہو جائے گا۔ بالتفصیل مدل جواب عنایت فرمائیں تاکہ زید
 اور اس کی بیوی کو مطمئن کیا جاسکے۔

جواب:-

خون حیض بند ہو جانے کے بعد عسل کے بغیر ہمستری
 اگرچہ کمابہت سے خالی نہیں مگر حرم بھی نہیں۔ ہر لوگ اس
 ہمستری سے پیدا ہونے والے بچے کو "ناجائز" کہتے ہیں
 وہ نرسے جاہل ہیں اور جو سخرے اسقاط کا مشورہ دے رہے
 ہیں وہ بھی جاہل کے سوا کچھ نہیں۔ حساس کہ آپ کھاٹی ٹھیک نہیں
 ہے کہ یہ بچہ اسی ہمستری کا خرہ ہو یعنی اگر اسی کا خروج مان لیں
 تب بھی کوئی قیامت نہیں ٹوٹ پری۔

زید اور اس کی بیوی کو خواہ خواہ نادم ہونے کی بھی
 ضرورت نہیں۔ ایک مکروہ فعل ان سے ضرور سرزد ہوئے
 جس کے لئے اللہ کے حضور استغفار اور شمر ساری کافی ہے۔

ہونا قدر تی ہے۔ علاج الگہ ہو سکتا ہے تو صرف اُس راہ سے
 جس راہ کی دعوت جماعت اسلامی دے رہی ہے معاشر
 پر خدا پرستی کا غلبہ پوچھ ایسا نہیں ہو گا۔ یہ غلبہ وعظ و
 تبلیغ سے نہیں ہو سکتا بلکہ اسلام کا سیاست و اقتدار کے
 ایوانوں میں تخت نشیں ہونا ضروری ہے۔ جب تک ایسا
 نہیں ہوتا ہزاروں اور ناگوار ہزاروں کی طرح یہ چیز بھی
 ہیں آپ کو برداشت کرنی ہو گی۔ جو عورتیں اسی صیبت
 میں گرفتار ہیں انھیں یہ نہ بھولنا چاہئے کہ اگر دین کی خاطر
 انھیں دنیا وی عیش و آرام سے محروم ہیں ہونا پڑا اور
 پابندی شریعت کی پاداش میں دنیا وی ذاتی و تکلیفیں
 ختم میں آئیں تو یہ فسر بانی بے کار نہیں جائے گی۔ آخرت
 میں اس کا اجر بڑا شاندار ملے گا۔ کیا اس میں یا تیس حوالیں
 سال کی صیبوتوں کے عوض ہزاروں سال کی راحتیں اور
 صفتیں ضیب ہو جائیں تو یہ سودا کچھ ہو گا۔ 9

دیسے یہ علم دین پسند عورتوں کو ضرور حاصل کرنا چاہیے
 کہ کیا کیا چیزیں شریعت میں واقعی حرم ہیں اور کیا کیا
 چیزیں الیسی ہیں جو شرعاً حرم نہیں ہیں مگر رسم و رواج
 اور غیر معترمل فرمادت پرستی نے انھیں معیوب بنادیا
 ہے۔ نادل پڑھنا "طائف پن" نہیں۔ شوہر کے ساتھ
 بھی کچھ دیکھ لینا بھی "طائف پن" نہیں گو کہ غیر جائز
 ہزدہ ہے۔ شوہر اگر بیوی کو ہبہ دے اور ماڈن دیکھنا چاہتا
 ہے تو بیوی کو جائز ہزاروں تک ایسا ضرور میں جانا چاہیے
 اور گھری نظر سے اپنے طور طرق اور رفتار گفتار کا جائزہ
 لینا چاہیے کہ کہیں دین و شریعت کے نام پر بے طہنی
 پن کو تو نہیں اپنا لیا گیا ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے
 کہ خدا کی خوشنودی کے بعد عورت کے لئے شوہر ہی کی
 خوشنودی کا درجہ ہے۔ شوہر کی رضا کیلئے خدا کی نافرمانی
 تو درست نہیں لیکن اور ہر طرح کی قربانی عورت کیلئے تو شرط
 آخرت ہے۔ ایک سچدار اور شاستہ بیوی شوہر کے بہت
 سے ملک اور جمادات کی اصلاح کر سکتی ہے تشرط کی عزم
 حکمت اور استقلال سے کام لے۔

کی نیکی ہے مگر یہ جائز نہیں کہ تم کسی کامال چشم اکر بھوکوں کا پیٹ بھریں۔ اسی طرح تبلیغ ایک اچھا کام ہے لیکن جائز نہیں کہ جھوٹ پولی کر سرکاری مددوی جائے۔ ان صاحب کو سمجھائیے کہ جو سرکاری مددوی صرف بیاروی کے لئے مقرر کی گئی ہے اسے بغیر بیاری کے حاصل کرنا محضت ہے اور اس محضت کے سہارے جو "عبادت" کی جائے وہ شیطانی فریب ہے عبادت نہیں۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ حکومت خواہ مسلم ہو یا کافر اس طرح کے معاملات میں علم رشیعی یکساں ہے انگلستان کی حکومت اگر غیر مسلم ہے تو اسے دغادیتا۔ اور دغابی چند پیسوں کی خاطر ٹراکھیا گناہ ہے جسے کوئی شریف دنیا دار بھی پسند نہیں کر سکتا چ جایک ایک ہون مسلم۔

۵۵ جوابات

جن کے سوالات از راہ اختصار حذف کی دیجئے گے

نماز قصر

لکھنؤ اس بیلی سے مجرم لکھنؤ کے عارضی قیام میں نماز قصر پڑھیں یا نہیں، یہ سوال اگر کوئی مجرم بیلی کرتا تو ہم اسے ضرور جواب دیتے۔ لیکن سائل محض کسی لا تسریری کے سکریٹری ہیں اس بیلی کے مجرم نہیں، لہذا سوال کی وجہ بھی میں نہیں آتی۔

تبلیغی جماعت

تبلیغی جماعت کے طریقیں کاروغیرہ سے اگر کسی کو اختلاف ہے تو وہ ہمیں مخاطب کیوں کرے۔ اسے پاہنچنے کسی ایسے شخص کو لے کارے جو تبلیغی جماعت کا حاجی اور وکیل ہو۔ ہم تو جماعت اسلامی کے مذاہ ہیں۔ اس جماعت کے ان کارو نظریات پر کسی کو اعزاز پڑھو تو ہم بھی جواب ہی کا وقت نکالیں گے۔

یہ نہیں کہ اپنے آپ کو کسی کبیرہ گناہ کا مرتب سمجھیں اور بلا دفعہ پریشان ہوں۔ خدا جانے لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اسلامی شریعت کا معمولی سالم رکھے غیرہی بلا تکلف حلال و حرام اور ناجائز جائز کے مسئلے بیان کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیے غیر مسلم دار لوگوں کا ہرگز اعتبار نہ کیجئے۔ زید نے خواہ خواہ ان سے تذکرہ کیا۔ دل میں خشن بھی تو کسی عالم سے دریافت کر لیا ہوتا۔

تو اس کے لئے گناہ!

مسئول: - از-احمد ٹیل - بولٹن روے کے) اگلستان ہیں بیکار اور بیمار آدمی کو سرکار کی طرف سے گھر خلانے کے لئے مفت امداد مل رہی ہے۔ یہاں اللہ کے نعمت دکرم سے تبلیغ کا کام بہت اچھی طرح چل رہا ہے لیکن ہرست سے اللہ کے بندرے اللہ کی عبادت کیسے کئے روزہ رکھنے کے لئے یا تبلیغ میں جانے کے لئے بیمارانہ ہوتے ہوئے بھی بیماری کا بہانہ بننا کر سرکار کی طرف مفت امداد لیتے ہیں۔ اس طرح تبلیغ میں جانے کے لئے جھوٹھا (CWRU ۷۸ C) بہانہ بنانا اور سرکاری ادارے کے بارے میں کیا عالم ہے۔ ایک تبلیغ و اسے میں نے یہ سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا "بھاری روح سماں ہے اُس کو ہم اللہ کی عبادت، روزہ و تبلیغ کی کے درست ترتیب ہیں اس لئے یہ جائز ہے۔ اگر ہم بیماری کا بہانہ نہ بنائیں تو سرکار کی طرف سے ہم کو کچھ مدد نہ لے اسے بدل دئے۔ ملے پر ہم ھر کا کارڈ بارکس طرح چلایں" تو کیا یہ تواریخ شریعت میں است ہے؟

حوالہ:-

تبلیغ و اسے بھائی بے علم اور کم عقل معلوم ہوتے ہیں، وہ بیمار ہے تو اس کا علاج جھوٹ اور دغادی ہے کسے نہ کھا۔ اسلام تو پاکیزہ مقاصد کے حصول کیلئے ذرا لغ بھی پاکیزہ ہی چاہتا ہے۔ بھوکوں کو کھلانا ایک اعلیٰ دعجے

ایک حکایت پر

بخاری باب من را یا بقدر عقلاً القرآن کی ایک حدیث میں جن کم عقل نوجوانوں کا ذکر ہے ان کا مصدقہ شارعین سلف نے خواجہ کو قتل اور دلیل ہے۔ آج کے کسی گروہ کو اس کا مصدقہ تھی رانا اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب کوئی اٹل بوت مل جائے۔

تبليغی جمعت

آپ کو شاید علمی نہیں تبلیغی جماعت کے اکابر کی برداشت یہ ہے کہ ان کی چند مخصوص کتابوں کے علاوہ پچھنہ پڑھا جاتے۔ حدیث کہ مولانا اشرف علیؒ کی کتابیں بھی ان کے ہاں مجموع ہیں اور قرآن کا ترجمہ و فضیر تک پاسداریدہ بجا کیا ہے لہذا تجلی میں ہمارے پچھے لکھنے سے ان صاحبین پر کیا اثر ہو گا۔ اپنے کام سے کام رکھیے میں بھی اپنا کام کرنے دیجئے۔

جماعت اسلامی مردوں کی جماعت

خفی مسلمان والیہ میر واعظ صاحب نے الگ جماعت اسلامی والوں کو جامع مسجد میں خطاب عام کئے لئے گھنے نہیں دیا تو ٹھیک ہی کیا۔ اور اس فعل کی وجہ بھی انہوں نے ٹھیک ہی بتائی کہ جماعت اسلامی مردوں کی جماعت ہے وہ تسبیح و دعا میں اولیاء اللہ سے غلبی مارڈ مانگنے کو منع کرتی ہے۔

قرآن و سنت سے دو اور دو چار کی طرح واضح ہے کہ "شریعت قبوری" اسی طرح شیطان کی ایجاد ہے جس طرح عبد اللہ بن سہا یہودی نے ایک نہیں ایجاد کیا تھا اور حضرت علیؓ کے خدا ہونے کی تبلیغ کی تھی۔ یہ مرے موئے بزرگوں سے مدد مانگنا، ان کے نام پر طرح طرح کی رسمیں کرنا، انھیں بُت بناؤ کر دل و دماغ کے طاقوں میں سجانا سب شیطانی دھندرے ہیں جن سے اللہ ناراض اور ابلیس

تجھی جلا یا گیا

جن مقام میں ہمارے فرط غصب میں "تجھی" کو نذر آتھ کیا ہے ان پر نادمت کھانیے، وہ تو بے چارے قابلِ رحم ہیں۔ آپسے چوبیسوں پارہ پڑھا ہو گا۔ اس میں

خوش ہوتا ہے۔ جو لوگ اپنی سادہ لوچی سے شیطان کے دم میں چپس گئے وہ آخر انس کے سو اکرمیں کے بھی کیا کر ہے اُس فرد اور گروہ کو دشمن سمجھیں جو شیطان کی چالوں میں نہیں آیا اور خدا کے دین کی سچی خاتمت کا شئی ہے۔ عبادت اسلامی شیطان کی بارگاہ میں مردود ہے۔ شیطان کے چیزیں باطنے ہندو پاک میں روزانہ سیکڑوں گالیاں جماعت کو دیتے ہیں، بہتان تراشتے ہیں، وہی اعتراضات کرتے ہیں، غل خپڑا ڈھ جاتے ہیں۔ ان کا بس چلے تو اس جماعت اور اس کے امیر کے مساتھ وہ نسب کریں جو ابو جہل کی قوم نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا اور کرنا چاہا تھا۔

ہمیں امیر ہے کہ آپ کے کشمیر میں جماعت اسلامی جتنی قبیلی پھیلے گی حق و باطل کی گشکش اتنی ہی اپنے بھروسے شیطان کے خدا ہے کہ میں نے ساری دنیا کو تو اپنی اُرفت میں لے لیا لیکن یہ دو مردوں جماعتیں — جماعت اسلامی اور اخوان المسلمون جانے کسی بھی کی بھی ہیں کوئی قیمت پر میرے تیر نظر کا شکار نہیں ہو پاتیں۔ یہ خدا جانے اس بسیوں صدی میں کیسے اُبھر آئیں جب کہ یہ صدی میری صدی ہے اور یہ دنیا میری دنیا۔

اخوان المسلمون کو ابلیس کافی رکڑھکا ہے مگر جماعت اسلامی بھی تک اس کے نشانے پر پوری طرح نہیں آسکی۔ خدا ہی جانتا ہے کہ اس جنگ میں دنیاوی کامیابی ابلیس کے مقدار میں لکھی ہے یا جماعت اسلامی کے حقیقی اور اخروی کامیابی تر ہر حال خدام ایں تھی ہی کا حصہ ہے خدا دنیا میں انھیں کتنی ہی شکستیں اور ذلتیں نصیب ہوں۔

والعاقبة لالمتقین۔

غلوٰ و عقیدت

عازم طلور پر مسلمانوں کا یہ حال ہو گیا ہے کہ بہت سے عقائد و خیالات انہوں نے قرآن و حدیث کو نظر انداز کر کے دل میں جا گئے ہیں اور جب کوئی صاحب علم کسی موقعاً پر قرآن و حدیث سے کوئی ایسی بات بیان کرتا ہے جو ان مفروضہ خیالات کے خلاف ہوتی ہے تو ان لوگ بجا کے اپنی غلطی محسوس کرنے کے لئے اس صاحب علم کو شانہ نہیں لٹا و خفوب بناتے ہیں۔

اسی کی ایک مثال آپ کا بیان کردہ واقعہ ہے۔ جس زمانے میں سلسلہ وحی رُک گیا حضور پیر بیان ہوئے اور اس پر نشانی کی کیفیات احادیث حجتیں بیان ہوئی ہیں۔ بخاری کو ایسی کتاب نہیں جس کی تحریک روایت کو آسانی سے نظر انداز کیا جائے۔ اس کے باوجود اکابر کو لوگ بخاری کے حوالے اور سیرۃ النبی کی تشریح سے مطمئن نہیں بلکہ آنٹا غصہ کر رہے ہیں تو یہ دراصل وہی غلوٰ عقیدت ہے جو جمالت کے پیڑھ سے چم لیتا ہے۔ آپ اپنے کام کے کام رکھیے اور ان لوگوں کو اپنا خون اونٹلنے دیجئے۔

شب برات

اس رات کی فضیلت ضرور ہے مگر اتنی نہیں جتنا ضعیف روایات اور منہج ہوت جو اشیٰ کے ذریعہ شہو کر دی گئی ہے۔ آپ جو کچھ از را تحقیق درست سمجھتے ہوں اسی کی تبلیغ و تلقین کریتے رہتے۔ لوگ خوش ہوں یا ناراض اس کی پرواہت کیجئے۔

پکر دہ

شوہر کی مرضی سے بیوی کا اس کے درست کے سامنے آنا شرعاً درست نہیں خواہ یہ درست بظاہر پہنچر گاہی ہو۔ آپ کے جو درست اسے درست کہہ رہے ہیں ان سے دریافت فرمائیے کہ کس فقیر نے ایسا الگا ہے۔ قانون کی

کانفرانس کی بے بسی اور تیج و تاب کا نقشہ ان لفظوں میں ملتا ہے:-

وَقَالَ الْأَنْذِيَّنَ كَفَرُوا بِكَ
لَسْكَمَعُوا أَلْهَمَ الْقُرْآنَ
وَالْعَوْفِيَّهُ تَعَلَّمَ تَعْلِيَّوْنَ
(حَمْدَ السَّجْدَاه)

وَقَاتِمَ حَمَّادَ، كَافِرُهُنِّيْنَ اور تجلی بھی قرآن نہیں ملکر نیفتیا
بیان اور دہان ایک حصی ہے۔ اہل کفر نگ آجئے تھے کہ جو بھی اسرار آن کو تو جس سے سن لیتا ہے اسی کا ہو رہتا ہے اور کفر سے رشتہ توڑ کر غلامان محمد میں شامل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہمارے آج کے بھیرے صوفیاً، علماء اور سجادے اس بات سے بہت خفاہیں کہ جو بھی تجھی کو کچھ دنوں زیر
مطاعت عرب کھلتا ہے اسی کا ہو رہتا ہے اور پھر لاکھوں سے بتاؤ کر مودودیت مگر ہی کا دوسرا نام ہے جماعت اسلامی بد عقیدوں کی جماعت ہے، اولیاء العزیز سب کچھ کر سکتے ہیں، سیاست دنیا داروں کا دھندا ہے وغیرہ وغیرہ مگر وہ قرآن و حدیث کا وظیفہ پڑھنے لگتا ہے اور بات بات میں دلیل مانگتا ہے۔ اپنے بزرگوں کی حصہ میت سے اس کا اعتقاد اٹھ جاتا ہے اور اس چکیں پڑھ جاتا ہے کہ کس طرح اقامت دین کی تحریک کے لیے میں اپنا وزن ڈالے۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ قائم صاحب پر عصمنہ تکمیل ترس ہکائیے۔ وہ ایک ہزار شجاعی بھی جلا دین تو نتیجہ ہوا کہ حضرت فدر احمدت کے پڑھنے نکلے گا۔

انشوہ نیس

ملک کے خصوص حالات میں کوئی مسلمان کاروباری اپنے کاروبار اور سماں تجارت یاد کان کا بیمه کر لے تو یہ فعل حرام نہیں ہے۔ یہی راستے مجلس تحقیقات و نشریات نے بھی ظاہر کی تھی۔ البتہ ہمیشہ پہنچ کا بھجٹ بندادرست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہیں۔ کسی بھی مشہور عالم کا ترجیح قرآن یہ لوگ شروع میں آخر تک دیکھ دیں اور اندازہ کریں کہ قرآن تو شروع سے آخر تک توحید کی تعلیم دیتا ہے۔ اس میں کہیں بھی مردم "ختمات" اور "فاتحہ جات" اور قبر پرستی اور خدا کے سوا کسی سے غائبانہ مدد چاہئے کا کوئی چاہ م موجود نہیں۔

اللہ تعالیٰ اس سب کو مشترکاً نہ خیالات سے بچائے۔

وضو کا مسئلہ

احناف نے نزدیک نہ تہذیم کے حکم کا چھوٹا وضو تو طریقہ نہ اونٹ کا گوشت کھانا۔ جو لوگ حنفی ہیں انھیں فرمی مسائل میں علماء کے احناف ہی کے فتاویٰ پر عمل کرنا چاہئے۔

عقيقة

عقيقة منون ہے۔ اگر مولود کی ولادت کے ساتھ دن نہ کیا تو جب بھی کرے ساتھیں دن کرے مثلاً جمعہ کو بچ پیدا ہوا تو ساتھا دن سہیشہ "جمعرات" ہو جا۔

اگر عقيقة فرض واجب ہر تاب تو یہ بحث معمول تھی کہ ابتدا میں سات دن نامہ ہو گئے تو اب آئندہ کبھی عقيقة کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ مگر یہ امتحاناً مانتے ہیں کہ واجب۔ جب بھی کرے گا کچھ نہ کچھ ثواب مل جائیگا یہ تو بہر حال ثابت ہے کہ اللہ کے نام پر جانور کی قربانی موجب ثواب ہے۔

شورش کا شیری نظر میں

پاکستان کے کسی بھی شاعر کی نظم میں ختمیات ہوتی ہیں ان رب کو بھنا ضروری نہیں۔ سورش کا شیری خصوصیت سے نتیجات لاتے ہیں اب تم کسی تبلیغ کی وضاحت کرتے رہیں گے۔ جو بھی میں آجائے اس پر شکر کیجئے۔ جو نہ بھی میں آئے اسے اللہ کے خواستے کیجئے۔

سند قانون دالوں ہی سے مل سکتی ہے۔ فقہاء وہ لوگ ہیں جو قوانین شریعت کا علم رکھتے ہیں۔ اپنے کو درست کویت کہاں سے مل گیا کہ ایک بات اپنے دل سے گھٹریں اور کہہ دیں کیہی قانون شریعت ہے۔

پر دے کے موضوع پر مولانا مودودی کی کتاب "پردہ" مطالعہ فرمایں تو بہتر ہو گا۔

اسرار قبوری

بھائی۔ ہم نے قرآن پڑھا ہے۔ حدیث پڑھی ہے۔ قوانین شریعت کا مطالعہ کیا ہے۔ ان میں تو ہمیشہ شیخ عبدالقدار کی نیاز یا حروف صاحب کاظم یا فلاں بزرگ کی فاتحہ ملی ہیں۔ پھر بتائیں تو کیا بتائیں۔ میمیزوں یا بیماریوں سے بخات یا مقدمہ باتیں کامیابی یا اوسی ضرورت کے لئے خدا کے سو اسی مردہ بزرگ سے مدد اگلنا، چینا چلانا، نیاز دینا، فاتحہ کرنا اخراجی جانکس نہیں کی چیزوں ہیں اور کہاں سے مسلمانوں میں آھی ہیں۔ ہمارے کشمیری بھائی اتنا تو بہر حال جانتے ہی ہوں گے کہ دین و مذہب نا ای ہے اللہ اور رسول اللہ کی تعلیمات کا۔ قرآن اللہ کی کتاب ہے اور حدیث رسول اللہ کے فرمودات۔ اب وہ قرآن یا حدیث میں تلاش کر دیکھیں کہ ان رسول کا سراغ ان میں ملتا ہے یا نہیں ملتا۔ مھر صحابہ اور تابعین اور قرون اولیٰ کے زہاد و عباد کی نہذیکوں میں تلاش کریں کہ اس طرح کی کوئی چیز پائی جاتی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں پائی جاتی اور یقیناً نہیں پائی جاتی تو اخھیں خود سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سب بعد کی ایجاد شدہ باتیں ہیں جن کا اصل دین اور عقائد شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔

یا شیخ عبدالقدار شیخ اللہ۔ اور یا شیخ جلالی المدد! اس طرح کے نظرے مسلمان کو زیب نہیں دیتے۔ مسلمان تو پاچ وقت کی نمازوں میں اللہ سے ایا کوئی نستین کا اقرار کرتا۔ یہ یعنی اسے اللہ کم بھی سے مدد چاہتے ہیں۔ اگر یہ اقرار سچا اقرار ہے تو ان مشترکاً نعروں سے کیا مطلب۔ قرآن کے ترجیح تواب اللہ کے فضل سے ہر جگہ دستیاب

ایک دن میں ہمت کر کے
اسی مسجد کے دروازے
کے قریب گیا جس کے باارے
میں خوفناک کہانیاں ہیں
رکھی تھیں

ماہنامہ پیغام (لندن)

بھائی ایکٹنہاں

محترم خالد (سابق لامڈ سیمویل)

لندن میں استاد ہیں اور ہیں
الاقوامی امور کا مطلاع

کر رہے ہیں

میں اپنے کو ملک سمجھتا تھا، لیکن تیرہ ماں کی عمر میں خدا کا
انکار ایک طرح کی خود فرمائی ہی تو سکتا ہے۔ آدمی اس وقت وہ
بناؤ ٹھی دیلیں دینے کے قابل نہیں ہوتا جو خجڑے بخوبیں دیا کرتے
ہیں۔ چنانچہ میں لوگوں کے سامنے تو کسی حاضر و ناظر اور تاذ
مطلق خدا کا انکار کرتا رہتا لیکن چھپے چھپے مزاسب کا اس طرح
یکتا رہا۔ میں نے ہندو مت، بدھ مت، وادیم پروردیت
زرتشی مذہب اور اسلام کا گھر امطا العہ کیا بلکہ کسی ایک یہمہ
مسلموں کو بھی سمجھتے کی کوشش کرتا رہا۔

روشنی اور سچائی کی اس بحث تلاش کے بعد میں اسلام
تک پہنچا۔ اسلام سے میری دلچسپی کی تفہیم کی جیت
اکراہ کا نتیجہ نہ تھی۔ یہ قطعی تجوہ تھی۔ میں حق کی تلاش میں تھا میں
تک سرگردان رہا۔ جہالت اور تاریخی کے اس دوسری میں رکشی
اور ہدایت الہی کی طرح میں مصروف رہا۔

یا اطمینان مجھے اسلام نے عطا کیا کہ مجھے وہ پورا اپنا
اور غیر تبدیل شدہ سچائی مل گئی جس پر یہ دنیا اپنی پیدائش سے

اسلام سے میری دلچسپی کا آغاز اس وقت ہوا جس
میں سو اسال کا تھا۔ میں تیرہ سال کی تھی میں ایک انگلیسی کی تربیت
(ANGLICANISM) میں ہو چکا تھا۔ میری تعلیم و تربیت رونکھوںکے
اسکول اور ماحول میں ہوئی۔ اس لئے رومن کاتھولک نہ ہے
کی خامیاں مجھ پر پہلے ہی ظاہر تھیں۔ چونکہ مجھے دوسرے عیسائی
فرقوں کے بارے میں بھی تربیت پچھے معلوم تھا میرے اعتاؤ اور
دوست تقریباً اسارے فرقوں سے متعلق تھے، اس لئے ہر
طرح کی عیسائیت سے بے تعلق ہو چکا تھا۔

محض اس وقت، اس چھوٹا گھر میں عجیب تریکی تھی جیسے
کہ "سنگینی" کا بھرپور اندرازہ تھا۔ ہماری پوری زندگی پانچ سے
قینچک، انہی عیسائی تعلیمات اور راکم کے تابع تھی جو چارہ
سال قبل ہمارے باپ دارا کو غلام بنانے کے لئے استعمال کی تھیں
تھیں ان زنجیروں کو توڑانے کے معنی یہ تھے کہ آدمی خود کو منفعت
کے ایک سنت دیں ڈال دے پہر حال میں نے یہ قدم اٹھا ہیا۔
لیکن احتیاط اور تبرکے ساتھ۔

میر اعظم ٹریننگ اور ایک سفنت زبان ملک ہے چنان
تقریباً سارے ہی بڑے مذاہب کے پرہیز پائے جاتے ہیں۔
ہندوستان سے آئے ہوئے مسلمانوں کی بھی ایک بڑی تعداد
دہان ہے۔ اسلام میں جب میری دلچسپی بڑھی تو میں ان لوگوں سے
زیادہ ملنے بلجے رکھتا تھا ان کے مذہب اور طبقہ زندگی کے
بارے میں اور واقعیت حاصل کروں۔ لیکن حق لوگوں سے میں
سید بہلول ملا ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو صفت نام کے مسلمان
تھے۔ ان لوگوں نے اسلامی زندگی کے محاسن کو جلا کرے تو فی
اور لامی کی وجہ سے مغربی تہذیب کا حصہ نہ اپنے سر پر لگا رکھا
تھا۔ عقیدہ اور عمل کا یہ تضاد دراہمیاں تھا۔ لیکن میں انہوں اور
عمل کے اس نظام کی طرف کھینچتا گا جو مغرب کی نام نہاد تہذیب
سے کہیں برتر ہے۔ یہ الی بات تھی کہ میں نے کتابیں اسلام اور
عمل اسلام میں خلاف فرق دیکھا اسلام سے مسیری دلچسپی اتنی
ہی بڑھتی تھی۔

نامہ ان ایتھاری دلوں میں میری ملاقات ایسے مسلمانوں
کے بھی بھرپور جو پابند اور اسلام کے بارے میں سمجھدے تھے۔ بطور
استاد صحیح مسلمان اور دوسرے بچوں میں بڑافرن نظر آتا مادی
سہولتوں کی کمی کے باوجود میں نے ان میں صفاتی اور طہارت
کا احساس بڑاہمیاں پایا بعد میں مجھے حکم ہوا کہ یہ قو اسلامی
زندگی کا اہم حصہ ہے۔

جو لوگ مغربی تہذیب کے ہاتھوں خراب ہوئے تھے
میں نے انھیں شائستہ اور شریف النفس پایا۔ بہاس میں مخالف
اور نقادست کے اہماء نے مجھے ڈراما تراول کیا۔ خاص طور پر انہیں
کا شریفاء اور باوقار بہاس خواپنا احترام آپ کر ائے پر
محبوب کرتا ہے۔ بلاشبہ مغربی تہذیب کے اثر سے
بہت کچھ بدیل گیا ہے اور یہ تبدیل غربی کی طرف ہے۔

وہ سوسائٹیاں جنہیں بننا ہر دسیع المشرب کہا جاتا ہے
ان کی اکی خصوصیت وہ تنصیبات اور علاظہ بہیاں ہیں جو ایک گروہ
دوسرے کے بارے میں رکھتا ہے۔ یہ چیزیں بعض عناصر کی طرف
سے جان پر حکم دی جاتی ہیں۔ تاکہ لوگ ایک دوسرے کے
قمریب نہ اسکیں۔ تجھیں میں مجھے بتایا گیا کہ ہندوستانی لوگ

قام ہے اور تلقیامت قائم رہے گی۔

بیطور ایک عیسائی ظاہری عقائد اور اعمال میں تضاد
سے کچھ بڑی حیرت کا باعث تھا۔ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ
خدا ایک ہے لیکن میں دیکھتا کہ اس کے کئی ایک اعضا ہیں
اور ممال بمال ان میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس بانٹ کا
تعلق صفت صفات سے ہے کی نوہیں بلکہ خدا کی ذات سے بھی تھا۔
خدا کے مختلف "اجزا" تھے، اس کے شرکار قدر دھرم کو تھا
وہ مافق اللش تھا۔ اور اس کی ایک والدہ بھی تھی
کہا جاتا کہ عیسائیت بت پرستی کے خلاف ہے لیکن
میں دیکھتا کہ مٹی، لکڑی، سونے اور چاندی کے بتوں کی کھلتم
کھلا پورا جا کی جاتی ہے تم پرستی کا انعام، تصویری می اورث سے
شفقت اور اریا، لی ذات کی پرستی میں بھی ہوتا۔ منکر
سامنے در پر جاہلیت کی بت پریش تھی، میں دیکھتا کہ کس طرح
جهوث اور ریا کے ذریعہ ذہنوں کو غلام بنا کر رکھا جاتا۔ لوگ
سوشل بائیکارٹ کے ڈرے خاموش رہتے بغارت کے لئے
غیر معمولی بہت کی ضرورت تھی۔

دوسرے مذاہب میں بھی مجھے دہنی تحریف نظر آئی جو عیسیٰ
میں تھی۔ اس کے برعکس اسلام کے پہلے ہی مطالعہ سے مجھے اندازہ
ہوا کہ یہاں وہ سب کچھ ہے جو دوسرے مذاہب میں مجھے نہیں
سکتا تھا۔ خدا ایک اور لاستریک ہے۔ یہ مجھے پہلے لکھے سے
ہی معلوم ہو گیا۔ اس کے بعد حق محبوب ایک نظری ترقی کے سے
حکمت گیا۔ اور میں صبر کے اس مبارک دن کا انتظار کرنے
لگا جب.....

سب سے پہلے جو کتاب مجھے مطالعہ میں آئی وہ "نامہ
نے اسلام پرند کیا" تھی۔ مجھے اسلام کی آفاقیت نہ پہنچتے
ستار کیا اس لئے کہ مجھے دوسرے مذاہب میں یہ بات اتنے
نہایاں اور معمولی طریقے سے نظر نہیں آئی تھی کہ اللہ تعالیٰ
نے نام انسانوں کو برآ برپید کیا ہے۔ یہ بات میکے نزدیک
قابل لحاظ تھی کہ اسلام قبول کرنے والے دنیا کے ہر کو شے
سے تعلق رکھنے والے تھے۔ میکے دل میں یہ تناسب پیدا ہوتی کہ میں
بھی ان میں سے ایک ہوتا اور بالآخر میری یہ تھا مر آئی۔

تعلیمات میں کسی تبدیلی یا تجدید کی ضرورت نہیں ان کا مغربی تہذیب نے کوئی مقابلہ نہیں۔

موجودہ مغربی تہذیب کی عمارت انسانی اوج کے گھنڈ پر کھڑی کی گئی ہے۔ اس کی بنیاد حقیقی یکیوں کے جائے ظاہر کی آزادش اور سستی سرتوں پر ہے۔ یہ ایک مصنوعی گھنڈ ہے جو سفر انسانی اقدار کی تدبیلی و اشتہار بازی کے سہارے اور لوگوں کی سادہ لوگی کے خفیل قائم ہے۔ مغربی تہذیب نے انسان سے اس کا شرف آدمیتی چھین لیا ہے اور یہ کامیاب صنعتی انقلاب سے بہت پہلے کی ہے۔

ہم مسلمانوں کو مغربی تہذیب کی اصل حقیقت سمجھنی چاہیے زیاد کہ اس کے لئے گناہش پیدا کرنے لگ جائیں۔ پھر اسلام عیاسیت نہیں ہے۔ افریق اور آسیا میں لوگوں کو غلام بنانے اور قدریم تہذیبوں کو ختم کرنے کے لئے مشریوں نے عیاسیت میں چک پیدا کی۔ یہ دراصل ایک جید تھا۔ اسلام ہمیں نفاق کی اجازت نہیں دیتا۔ میں نے اسلام اس لئے قبول کیا کہ میں اسے سمجھ سکتا تھا لیکن میں عیاسی صرف خوف کی بنا پر بنا تھا اب میں رسول اکرم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش اس لئے کرتا ہوں کہ مجھے حقیقی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر منی ہے۔ اور لوگ تو یہ پہنچ کر مجھے پیش کروں گے کہ میر ایسا رجسٹریشن کیوں کیوں ایک مسلمان ایسا رجسٹریشن کو نکلا اختیار کر سکتا ہے؟

رہی کیا یہ بات کہ مسلمان صرف سادہ تبلیغ ہی کرتے ہیں یا اسلامی ریاست کے قیام کے لئے بھی کوشش کریں، یہ ایک اہم سکھ ہے جس سے گرد و گول مسلمانوں کی قوت والبتہ ہے اسلام کے بارے میں محدود معلومات کی وجہ سے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اس سوال کا صحیح جواب سلوک ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ اسلام محدود مصروف میں مذہب ہے اسی ہے یہ پر زمانہ اور ہر جگہ کے لئے ایک مکمل نظام حیات ہے۔ اس لئے لوگ صرف زیارتی تبلیغ ہی پر کتنا نہیں کر سکتے بلکہ انھیں اس پر عمل بھی کرننا ہوگا۔ اس تھے بالآخر ایسی ریاستوں کا قیام ناگزیر معلوم ہوتا ہے جو اسلام کی اساس پر قائم ہوں۔

گندے اور اچھد ہوتے ہیں، میں ان سے برتر ہوں۔ ہمیں یقین کرادیا گلہ تھا کہ مسلمانوں کی ساجدی میں بُت پوچھا ہوتی ہے۔ اور انسانوں کی ریاستی دی جاتی ہے۔ اور بھی ہم ان پرے صفوں دیپرے گھر کے قریب ہی ایک طریقہ اور خلصہ صبرت مسجد مخفی، میں افضل ہونگے تو زندہ والپس نہیں آسکتے۔

ہمیں بتایا جانا کہ خدا تعالیٰ جوڑنے کے لیے چرچ سے بیڑ کوئی چھپنے ہے تکن میں نے دہاں بستی اور سماجی انتیاز یا۔ امیر لوگ کرسیوں پر بیٹھتے، وہ اپنے آرام کے لئے گدیے خریدتے اور جگہ خصوص کرو سکتے۔ لوگ چاہے ہمڑے رہیں پر گران پر کوئی دوسرا نہیں بٹھو سکتا..... تفاخر، صنعت، تماش، اور کتنی ہی ایسی پر ایسا یا تھیں جن کی وجہ سے مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہیں بلکہ کہ یہ چیزیں المتر سے تعطیل جوڑنے والی نہیں ہیں۔

دوسرے امر میں تعالیٰ تعصبات سے تخلک کا تھا۔ ایک دن میں بہت کر کے اسی سماجی کے دروازے کے قریب گیا تھا کہ بارے میں خوفناک کہانیاں سن کھلی تھیں پہلا قدم مجھے اب بھی یاد ہے، چند اپنے سے نریادہ اور نہیں تھا۔ میرے ایک کھلے ہوئے دروازے کے کرنسے اندرون جانکا۔ جو توں کی ایک لمبی تھار نظر آئی، خالی جوستے، بے اور چھوٹے جوستے، امیر اور غیر۔ جوستے سب ایک ساتھ سلیقے سے رکھے ہوئے تھے، بغیر کسی تفرقی کے، اس ایک محقرضا نے میں میر انصور کہاں سے کہاں پہنچ گیا مجھے معلوم ہوا کہ عمارت کے اندر بہت سے لوگ ہیں کافی اور گورے، بے اور چھوٹے، موڑے اور بیٹے، امیر اور غریب اور یہ سب لوگ سارے نسلی اور سماجی فرق سے بالا ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجادہ ریز تھے۔

اس روز بھی اور آگے جانے کی بہت زیوری، سچائی، بھجوں کھل کچی تھی اور تماش ختم ہو چکی تھی۔ اس دن کے بعد سے میں دوڑ کر چرچ زیگا۔

اب اپنے اس سوال کو لیجئے کہ کیا مغرب میں آباد مسلمان خود کو مغربی تہذیب کے مطابق ڈھالاں یں؟ میں نہیں سمجھتا کہ مسلمان اگر ایسا شرعاً کی ہدایت پر عمل کریں تو انھیں مغربی تہذیب سے کچھ بھی سیکھنے کی ضرورت ہے۔ اسلامی

ابوالآفاق

(آئین، مختصرہ نسخہ)

دہ مولانا مودودی کو کرنے آیا تھا

مکر

۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

مسلمان ہرگما جو یہ سنت گاہ کو مودودی نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چھپنے کو معاذ اللہ معاذ اللہ العیاذ باللہ "بگڑا اپنا چہرہ لکھا ہے تو وہ خفتھے ہے دیوانہ نہ ہو جائے گا۔" یہ قرودہ الفاظ تھے کہ غیر مسلم بھی مسلمانوں کے سامنے اپنی زیادتوں پر لانے کی ہوتت نہیں کر سکتے لیکن خدا حرم کرے اس قوم پر کہ اس کے بعض شرعاً چھپنے اور اجھوٹ بولنے ہوتے خدا اور احساب آخرت سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ اور سننِ داولیں پر فیصلت ہوتی جاتی ہے نوجوان زادہ اقبال پر بھی بھی قیامت گزر گئی اور وہ میڈیو دی کو قتل کرنے کا ارادہ کر کے اس جلسہ سے اٹھا۔ میکن اصل بھرم کون تھا؟

اس روز کے ارادے اور لا سترنچنڈر کے "اتفاق کے درمیان کافی فاصلہ ہے۔ اس دو ران میں زامہ اقبال اپنے ارادے کی مکمل کئے سوچتا ہے۔ اب اس کے زہن پر ایک ہی وصیت، سو اختنی، دہ مولانا کے لئے کسی کار کام کا لئے کی تلاش میں تھا، ایک روز اس دیاں

سرگرد و حاسے بیانِ اسلامی جانتے تالی ریلوے لائن پر ایک نیا قصہ بنایا ہے جس کا نام جو ہر آباد ہے اس میں ایک بڑا طرفی محبر اقبال صاحب بہتے ہیں جن کے بیٹے کا نام زامہ اقبال ہے اس نوری پر ہزار دی گروپ کے ایک مولوی صاحب کا خاصاً اشتھان درستہ محدث کے دوران میں خالقین کو گالیاں دینے والے گردہ میں لکھا ہے مولوی صاحب ہر رفت مولانا مودودی کے خلاف مسدود، کار رہتے ہیں۔ گرائیشہ دلوں ایک شخص نے مقامی انتظامیہ سے درخواست کی کہ ان کی استعمال انگریزی بند کرانی جائے لیکن انتظامیہ نے کافی کامیابی نہ کی۔

نوجوان زامہ اقبال کی کہانی اس روز سے شروع ہوئی ہے جب ان مولوی صاحب کی دعوت پر جو ہر آباد کے قصہ سی ہزار دی گروپ کے ایک اور بھی صفت بوصوف مولوی صاحب تشریف لائے اور انہوں نے جلدی عام میں اپنے "دینی ازمات" دہلانے شروع کئے انہوں نے سید مودودی کے خلاف زیاد طعن دراز کی، مسٹر سے کھٹ پہنچے اور کلا پھاڑتے ہوئے وہ یائین کہیں کہ نوجوان کا خون بھوکھوں اٹھا۔ کون سا

اس نے چھڑا پنچتی نیفے میں اُڑس لیا

کو دھنو کرتے اور لان میں بھیں اور کریمان چھاتے دیکھا تو وہ بھی نہ لارکئے اٹھا۔ وہ کافی دیر سے چھرے کو ساختھے کر سی پر بھٹکایا تھا کہ شاید مولانا مودودی ہاتھ تکلیں اور وہ ان پر چڑ کر کے اپنا من بنو کر لے لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ سید مودودی اس روز کی کام کے لئے باہر نہ آئے۔ زابر نے چھڑا گھٹڑی میں چھایا اور دھنو کرنے کی جگہ چلا گیا۔

نماز عصر کا وقت ہو گیا تھا۔ سید مودودی اپنے کرسے سے بچا، لکھ میں اکرام کے مصیت پر کھڑے ہوئے، نماز عصر شروع ہوئی۔ اس وقت زابر اقبال بھی اکرم نماز میں مشترک ہو گیا۔
نماز ختم ہوئی تو رحماء کے لئے پاٹھ اٹھائے گئے۔
زابر نے ایک نظر امام کو دیکھا۔

نماز ختم ہوئی تو مولانا اپنے کرسے میں قشریف لے گئے تو امام کے عزیز حصتے میں کوئی سیوں پر بیٹھی تھے۔ سید مودودی خود اس خوفزدگی میں ان کے درمیان قشریف لانے والے تھے۔

درمیان میں سید صاحب کی امام کریمی اور اس کے معاون میر رکھا بورا تھا اور وہ اسیں بالائی جانب دودو قطاروں میں دس دس کریمان رکھ رکھ تھیں۔ جن پر کافی کے طور پر فیر معمزدگ اور زوج اس کبھی بیٹھے تھے سید مودودی صاحب اُن کو قشریف فراہم ہے اور حالات حاضر، رسی الوہ سیاسی مسائل پر فتنتگو شروع ہو گئی۔

زمادہ اقبال نے ایک صاحب سے احتیاط پر چاکر مولانا مودودی کو نکالنے ہیں۔ انھوں نے میخغلہ طائف اشارة کیا زابر اقبال پر تصریح کر چکا تو قبودہ گلوں کے درمیان رکھی گھٹڑی کے پاس پہنچا اسے کسی نے نہ دیکھا۔ مولانا مودودی قشریف فراہم تو سب کی نکاہ بہلیں پر بھی ہوتی ہیں اور امام کان ان کے نجھ سے نکلنے والے الفاظ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

زابر اقبال نے یہ آمدے کے پاس گھٹڑی میں سے چھڑا تکال کر اپنی شوار کے نیچے میں اٹھا دیا۔ آہستہ آہستہ لان کی عین سریعیاں اتر اور اُکر سریعیا صاحب کے پیچے چھڑا ہو گیا۔ اس پر کسی نے شک نہ کیا اور شک کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں تھی۔ یہاں روزانہ مخفی عجت ہے روزانہ بیسیوں عقیدت میں

کی دو کان پر فلڑا دی، وہاں کسی قصاب کا استعمال مدد چھڑا داہما نظر آیا جس کی لمبائی ایک فٹ پر ہے اسکی عتمی چھٹے کے ساتھ تکڑی کا دستہ نہیں تھا۔ زابر نے دکھاکر لوار دوکان میں ہیں بیٹھا ہے۔ اس نے اسے جلدی سے چھلایا اور گھر لا کر اپنے مختصر سے سامان میں رکھ دیا۔ اگست نئے ورثے کے آخری ہفتے میں زابر اقبال جو ہر کباد سے اپنی مسادی مدد بہن کے پاس بھائی پھیر کیا جو صلح لا ہو رکا تھا ہے اور لا ہو رہا ہیوال روڈ پر راتھ ہے۔ زابر اس چھرے کو اپنے سامان میں ساختہ لایا تھا لیکن بھائی پھیر پر بیچ کر اس نے ایک مسجد کے غسلانے میں چھپا دیا کہ جب لا ہو رہا جائے کہ تو اسے وہاں سے اٹھا لے کا ستمکری اوں میں اس کی بہن نے کہا کہ اسکے محل گئے ہیں اب تم گھر جلے جائو وہ گھر جانے کے بجائے ۶ ستر بجھائی پھیر دے سے اس کے ذریعے لا ہو رہا یا۔ ملانہ نڈپر اپنے پیچا اور جس دین پر اوری کے طریقہ پہنچا دو ہوئے کو وہ چھرے کو کڑوں کی ایک پوشی میں چھپا نے اچھرے پہنچ گیا۔ وہاں سڑک کے کنٹے پر جو کوئی نڈپر اس نے جماعت اسلامی اور تحریک القرآن کے بورڈ پر سے نہ بھی گیا کہ اچھرے کا مودودی یعنی کہیں رہتا ہے۔

اس نے دو لا ہواؤں کو دکھاکر جن کے سینے پر جماعت اسلامی کے پرچم کے شیخ لگے ہوئے تھے جب زابر اقبال نے ان سے مولانا مودودی کے بالائی میں پچاہو دو زان اسے مرکز جماعت اسلامی میں چھوڑ گئے اور سائنس اشارہ کرنے ہوئے کہ وہاں مولانا مودودی رہتے ہیں والپس چکے۔

دو ہوئے کے دو ڈھانی بیچے کا وقت تھا۔ مرکزیں سکون اور سکوت تھا۔ زابر اقبال پر آمدے میں بھی ہوئی کسیوں پر بیٹھ کیا اور وہاں پڑے ہوئے اخبارات پڑھنے لگا یہ کریمان اور اخبارات اسی قصہ دہاں رکھی رہتی ہیں۔ اپنے پکڑوں کی ہوئی اس نے پلائرے میں اترنے والی بڑھوں کی دائرہ طرف اسی طریقے گلوں کے دریا پر پھیپھی دیا۔ ساروں نے چارز کیے مرکزیں چلپیں پہل شروع ہوئی لوگ سید مودودی صاحب کی عصر تا مغرب کی مجلسیں میٹرکت کرنے کے لئے آئے گے۔ مرکز کے مکن نماز عصر کی تیاری میں مصروف ہوتے۔ زابر اقبال نے دو گول

ہمارا کام یہ نہیں کہ گالیوں کے جواب میں گالیاں دیں

زارہ اس سوال پر جواب کا اٹھا۔ وہ خود بھی قہر زاروی کو جواب سے تعقیل رکھتا تھا۔ وہ ضمیر الافقی کی تصریح سن کر آیا تھا۔ اس نے سچا جو چیز اس سوال پر مولوی صاحب کی کہتے ہیں۔ سید صاحب کی حفلہ میں بتائے ہے اور ان نے یہ سوال اور اس کا جواب یک طرف مرتباً تھا لیکن زارہ کئے یہ پہلا موقع تھا۔ سید مولوی صاحب نے فرمایا ”بھی ابھی ابھا را کام نہیں ہے کہ گالیوں کے جواب میں گالیاں دیں۔ اگر ہم نے بھی ان کے جواب میں گالیاں دیں تو ان میں اور ہم میں کیا فرق باقی رہ جائے گا؟“

یہ نظر ضرب کلم ثابت ہوا۔

اس نظر نے زارہ کے ذہن مذکور کی دنیا نیروں زبرگردی۔ سید صاحب سے یہ سنتے ہی کہ وہ گالیوں کے پرے میں گالیاں نہیں دیں گے اس پر یہ حقیقت روشن کر دی کہ جو شخص اپنے دشمنوں کو گالیاں نہیں دیتا وہ خدا کے رسول اکٹھان میں کیسے گستاخی کر سکتا ہے۔ زارہ کی آنکھوں میں ہزاری گروپ کی طرف سے ڈالا ہوا صاری بروہ ہٹ گیا۔ اس نے صداقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا جوالت کی تاریخی کا پردہ چاک کرتے ہوئے رکھنی کا خوشیدہ ضمیر بار بار زور اور ہوا اور اس نے فراہمی ایک فیصلہ کر لیا۔ بعد میں روز نما مشرق کی رپورٹ کے مطابق زارہ نے صحافیوں کے سیاہوں کے سوالوں کے سوالوں کے جواب میں کہا: جب میں نے مولانا کی چند باتیں نہیں اور ان کے چیزوں پر فرمائیں تو میں ان سے یہ درست اثر ہوا اور خود جو دیر در سے کھلے کی اواز تھکنے لگی اور میر اول گواہی دینے لگا کہ یہ شخص خصوصی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور اس میں گستاخی کا مرتع بھی نہ رکھتا۔ کیونکہ میر ایمان ہے کہ جو در ان کے چہرے پر ہے وہ کسی ایسے شخص کے چہرہ پر نہیں آسکتا جس نے حصہ را کم کی شان اور اس میں گستاخی کی کہ اس کی غیبت پر مقابلہ پاؤں لیکن ایسا کرنے میں ناکام رہا۔

لوك سید صاحب سے ابھی سوالات کر رہے تھے اور سید صاحب ان کے جواب دے رہے تھے کہ زارہ اقبال سید صاحب کی کسی کے پیچے سے ہڑت کر ان کے سامنے آ کر کھڑا ہوئیں اس نے کچھا قیمتی ادازی میں کہا: ”مولانا میں ایک بات کہنا پاہتا ہوں لیکن ڈرتا ہوں یہ سید مولوی دو دی سے بعد میں بتایا کہ انھوں نے یہ بھاگ کر یہ سایہ

آتے ہیں اور وکھریں مادھب کے گردہ الکھڑے رہتے ہیں ایضاً انکے دور کی سیوں پر بیٹھنے کی بجائے سید صاحب کے قدموں میں بیٹھنا پسند کرتے ہیں یا ان کے بالکل قریب ان کے پیچے کھڑے ہونا پسند کرتے ہیں تاکہ ان کی ادازہ اچھی طرح سکیں۔ سب نے بھی ایسا ہی فوجان ہو گا۔ ولی گل بات کوں جان ملتی ہے کہ یہ فوج ان کس نیت سے کھڑا ہے اور اس کے دل میں کیس کشمکش برپا ہے۔

زارہ اقبال نے سایہ مولوی صاحب کسی ادمی کی بات کا جواب دے رہے تھے۔ زارہ نے دو فرش کے فاصلہ سے سید مولوی صاحب کو دیکھا۔ سپری چورپے پر اس کی نظر پڑی تو وہ نے کہا کتنا فراہم ہے کیا اس شخص نبی کو فرمائیں کہا جائے سکتا ہے؟ — یہ پہلا سوال پھر اس رحلے زارہ اقبال کے ذہن میں پسداشت ہوا۔

پھر اس کے کافی نئے نئے تاریخی شخص مولانا مولوی دے کہہ کر ہے تھا: ”مولانا اسلامی سو شلزم کاغذ نہ لگانے والے کہتے ہیں کہ تم یہاں اسلامی تعلیم لائیں گے کیا یہ میکی کہتے ہیں؟“ — زارہ سید سے

سب ہی نظریں اب سید صاحب کی طرف ہیں کہ وکھنیں وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ سید صاحب نے کسی کا نام نہیں فرمایا: ”جب آپ خود جانتے ہیں کہ اسلامی سو شلزم کا نہود لگاتے والے کسی بیرت و کردار کے انکھیں تو اندازہ کو سکتے ہیں کہ وہ کیا اصلی اسلام ہو گا جو وہ لائیں گے۔“

زارہ نے ایسے موقع پر اور ایسے سوالات کے سلسلے میں اپنے لیے یہ کو گالیاں دیتے تو سنا تھا لیکن یہ نہیں دیکھا تھا کہ اس طرح غور و فکر پر محبوہ کو دینے والا جواب سامنے آجائے۔

زارہ اپنے چالوں میں کہ تھا اس کا ذہن کی شکشکش کی آن جگہ بن چکا تھا کیا میں لیے چھوٹو ہوں کی اقدامیں میں نے فارغ تحریکی ہے تھی کہ ڈالوں بھی ایسی باتیں کہنے والے کو قتل کرنا صحیح ہو گا؟ زارہ کا ہاتھ چھرے پر کیا لکھ پھر کیا فیصلہ کیا کھجور کا

محفل یہ کسی نے سید مولوی دی سے سوال کیا: ”مولانا یہ زاروی کو گروپ داتے اپنے جاہسوں میں صحیح بیشام آپ کہ گالیاں دیتے ہیں آپ ہمیں جواب کیوں نہیں دیتے؟“

ایک فٹ ساڑھے چار اربع لمبا چھرا تھا جو کافی وزنی تھا

کچھ بھر پس موافق نہ آیا جبکہ ہماری حیرت کو اس فوجوں کی وضاحت
نہ دے سکتے کر دیا۔

زابر اقبال نے زمین پر مشیتے ہوئے کہا۔ "مولانا! میں تو آپ
کو قتل کرنے آیا تھا...."

یہ بات سن کر سید صاحب بھٹکا اور سکتے ہیں گئے۔
بلکہ انہوں نے اس موقع پر ایک ایسی بات کہا جو ایک صاحب غریبیت
ہی کہ سکتا تھا اور وہی شخص کہ سکتا ہے جسے خدا کی سنتی اور سوت کے قوت
میں پر یعنی الیقین پر جو جب زابر پر کہا کہ میں تو آپ کو قتل کرنے آیا
تھا تو سید صاحب نے ایک لمحے کے وقت کے لیکر ایک مردیوں کے
سے اطمینان قلب کے ساتھ کہا۔

"وپر تسلی کر دیو!"

دوسری صحیح شائع پرسوں والے تن تہا انبار گارڈیں نے سچھتا
کے مفہوم کو ان الفاظ میں روپوٹ کیا:

"GO ACHIEVE YOUR OBJECT"

دنہدام اپنا مطلب پو رکرو۔
اس وقت تک زابر اقبال کی بیجا فیضیت ہیں کافی کہا گئی تھی۔
اب وہ سب کانگھا ہوں کام کرنے والے ہوئے۔ کوئی سبول پر مشیتے ہوئے آگے
کو جک جک کر اس کی داستان سن رہے تھے اور زابر بھائیوں وہ
جو ہر آباد کا ہے والا ہے ضیار القا کی کی تغیریں کر دے غصے میں آپے سے
باہر سو گا اور اس نے سید صاحب کو قتل کرنے کا ارادہ کریا۔ وہ چند روزوں
بھائیوں ویا اور آج دوپرے سے مرکمیں موقع کی تلاش میں تھا۔

این پر رکھتا — سنانے کے بعد اس نے سید صاحب
سے پوچھا تھا۔ انھوں نے کہا بھائی تم نے کوئی قصور نہیں کیا اصل جرم تو
کوئی اور ہے۔ لیکن زابر نے اپنی بات پر اصرار کی تو سید صاحب نے اسے
معاف کر دیا۔

اب حاضر ہی مجلس نے اس سے سوال کرنے شروع کئے۔ تم سارا
والوں کا کرتا ہے؟ کوئی جواب نہیں پڑھتے ہوئے ضیار القا کی کل کہا

کوئی سوال پوچھنا چاہتا ہے اور رعی مجلس سے کہنیں پا رہا۔ سے قبوری
سمی و صدر افزائی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ڈرلنے کی کوئی بات
نہیں آپ پر کہتے: زابر اقبال نے کہا — "مولانا! میں آپ سے مالجا ہتا
ہوں!"

سید صاحب نے کہا "آپ نے کوئی قصور نہیں کیا، میں اسی کا
کیا سوال اے آپ پر یقیناً اور الجیان سے بتائیا گیا بات ہے؟"
ساری بھول کی تو اس اونکی صورت حال کی طرف مکرر تھی اور
کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ اگلے ہر کس لمحہ میں خیریت کا انکشافت
ہوتے ہے اسے۔ زابر اقبال نے سید صاحب سے یہ سنا کہ آپ نے کوئی قصور
نہیں کیا اپ الجیان سے بیٹھ کر اپنی کمیں تو اس کی ڈھانے سے بندھی۔ اس نے
نیچے میں سے چھوڑ کر کھانا جو بمالی کے رخ نیچے میں اس لرج اور سارا برا تھا
کہ چھانپ کے بندھا تھا اور اسے اس عالم میں رکھتے ہوئے زمین پر بیٹھاں
خزانہ اپنے ہاتھ کے لام کوچہ اپنالے۔ اس کو کھیریہ بودھی صاحب کے لئے
کوئی ہرگز میں پر اپنے کنارے کا ٹھانہ رکھدیا اور خود میں پر ٹھیک ہے۔
یہ ایک بھائی کی حیرت انکی بوجھ تھا۔ میرا اس وقت جبکہ زابر اقبال
چھانپ کا رہا تھا۔ ایک فوج کی سماں تیری کے ساتھ اپنکے کمرے میں اپنے بھانسکل
نشست کے قریب کھڑا ہو گیا۔ مالکن فسٹنگ کے ایک فوج کو اس کا ہاتھ تیر کر دیا
سے اپنے پستول تک گیا لیکن اس کے بڑے بھالے نے جو قریب ہے بیٹھا ہوا تھا
اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھدا — دل بعد میں دو ہزار بھائیوں
لے اپنی کیفیت کو اسے زبان میں اپنے سید صاحب سے سارے لشکر کے ساتھیا
کیا تو سختہ والوں کو اس لمحے کے قدر تھا جو اصل کا اندازہ ہوا۔

حاضرین مجلس نے جربت سے بیکھا۔ سید صاحب کی بیز پر ایک
ٹٹھ ساڑھے پار اپنے لیا ایک چھپرا تھا جو کافی وزنی تھا جس سے تصاب
قوہ بنانا ہو گا۔ اس کی دستی پر کولاں نہیں تھی۔ خالص تصاب نے لیا
کوئی چیرا گلڑی لگانے کو دیا ہو کا کیوں زابر کے ہاتھ لگ گیا۔ حاضرین
میں پیشے ہوئے راد پینڈھی کے ایک علیم پا فتنہ فوج ایں تھیں احمد صاحب
بتا کہ چھپرے کو دیکھ کر ہی لوگ دم بخوردہ کے لیکن سید مودودی صاحب

جواب میں کتنے اخبار بھی پڑھتے ہو، اس نے رسلسلہ میں اور سو ششست
مودودیوں کے اخبار "مساوات" کا نام لیا۔ کسی نے
پوچھا کہ تم نے "مساوات" میں مولانا مودودی کا تصویر نہیں دیکھی تھی
چون افسوس کا پہچان نہ کے زاہد اقبال نے
 بتایا کہ "مساوات" میں وہ مولانا کے کارٹون دیکھتا رہا ہے تو قصہ
 اسے یاد نہیں پڑتا۔

پریس کا فرنٹ ختم ہو گیا۔ سید صاحب اپنے کمرے
 میں چلے گئے۔ لوگ آج کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے انھوں نے انھوں
 تھے کہ انھوں نے دیکھا کہ سید صاحب پھر باہر آئے ہیں اور ادھر
 اور ڈھکھے دیکھ رہے ہیں۔ وہ اپنا آگالا انقلاب
 کر رہے تھے۔
 یہ ہی شخص تھا جس سے چاندنی کی کوڑھی میں کسی نے پوچھا۔
 مولانا کسی چیز کی ضرورت تو نہیں تھا اس نے کہا تھا کہ فلاں کے چنان
 تمنک اور عینک، رکھ کے لئے ڈوبیہ کی ضرورت ہے۔

قصانیف مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

قرآن اور حدیث	ڈیپرچر دبپی۔ ۱/۵
تجدید و احیائے دین	ڈیپرچر دبپی۔ ۱/۵۰
اسلامی تہذیب کے اصول و مبادی	سو اتنیں روپیے۔ ۱/۵۰
مسئلہ تحریت	ایک روپیہ تریچی۔ ۱/۶۰
مسئلہ ملکیت زمین	ایک روپیہ تیس پیسے۔ ۱/۳۰
سود	چار روپیے۔ ۷/-
اسلام اور جدید معاشی تغیرات	دورہ روپیے۔ ۲/۰
اسلام اور ضبط و ادارت	ڈھانی روپیے۔ ۲/۵
حقوق الروجین	پورے دورہ روپیے۔ ۱/۵۵
رسالہ و تنبیمات	دورہ روپیے۔ ۲/-
اسلامی عبارات پر تحقیقی نظر	ایک روپیہ۔ ۱/-

مکتبہ تجلی۔ دیوبند (دیوبند)

لیکن سید مودودی صاحب کا سوال کچھ مختلف
 تھا۔ سید مودودی صاحب نے اس سے پوچھا کہ تم نے دیوبند کا کھانا
 بھی کھایا ہے یا جیسی یا اسی بھاگ دوڑیں رہے ہیں زاہد نے مان لیا کہ
 اس نے دیوبند کا کھانا نہ کھایا اور اسے بھر کر لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ اسی وقت
 اس کے لئے کھانے کا بند روپیتہ کیا گیا اور اس سے کھانا حاصل ہاگیا۔

نماز مغرب تک جب تک چل جائی مغلبل کا موضوع بھاگ رہا۔
 مغرب کی نہاد زاہد نے سب کے ساتھ سید مودودی کا صاحب کے
 پیچے پڑھی۔

حاضرین مجلس اور جماعت اسلامی کے کارکنوں نے آپس میں
 مشورہ کر کے ایک بیان زاہد اقبال سے لکھوا یا دوسرے بیان پڑھا
 میں سے ساطھ افزادتے و سختکرنے۔ ہبہ بیانات دوسرے روز
 اخبارات میں بھی شائع ہوتے۔

لیکن ابھی وہ شام ختم نہیں ہوئی جس کا ذکر چل رہا ہے۔

روز نامہ و فاقہ کے ایڈیٹر مصطفیٰ صادقی صاحب کا کٹا ٹھیک
 کے قریب فون پر اطلاع میں تواریخ مزکر ہے۔ وہاں ہر طرف امن و امان
 اور سکون کی خصائصی کیسی درستی پر ہے۔ یہ مذکور ہے کہ "ہبہ بیانات جانشناز"
 تھی اور دیکھنے سے مارا کر ہی ایسے فوجوں کا کادھہ موآکر دیتے۔

لیکن ایڈیٹر و فاقہ کو جس نظر میں آپ نہ ہی کردیا وہ کچھ اور تھا۔
 وہ سید مودودی صاحب کے کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھا
 کہ وہ تھیم انقرآن لکھنے میں شکنک ہیں۔

ایک دو اخراجوں اور اسکے ہر ایک کے آئندے پر اپاریل
 سنا فٹ پڑھی تھی۔ اس نے طے ہوا کہ ایک پریس کا فرنٹ ختم ہی کر لی جائے
 اور اس طرح چھ تین تاریک رات کو دس بجے مزکر جماعت

اسلامی پاکستان میں آپ ہنگامی کا فرنٹ کا انعقاد ہوا۔

پریس کا فرنٹ شروع ہوئی تو زاہد اقبال کو بھی بولا گیا۔
 سید مودودی صاحب نے کسی سے کہا بھی ان کے لئے بھی ایک
 کریں اے ایکیں۔ چنانچہ سید صاحب نے اپنے پیوں میں کوئی پرشکھا یا
 کارکنان جماعت کے چیزوں کے سوک نے زاہد اقبال کو کہا کہ تو زاہد یا تھا۔ وہ
 اعلیٰ ہیں سے مخالف ہیں کے سوالات کے جواب وہ یہ نہ کہا۔ اس سوال کے

جمعیت طلبات کے لئے مولانا مودودی کا



میں سے تھیں مگر انہوں نے اپنی دولت کو دینیادی کاروبار پر بیان گالانے کے
بجائے اخروی تجارت میں لگا دیا۔ حق کہ جب ان کی لاڈلیں بیشتر میں کے
ٹکڑاں کا وقت آیا تو جیزیرہ میں دینے کے لئے کوئی قابل ذکر سامان موجود
نہ تھا۔

مکتب کے کفسار بیشتر بیکن کے عناد کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے زیکر
مرتبت میں حالت عبادت میں آنحضرت مسیح کے سرمایاں کر غلطیت لا کر انہیں
دی اس وقت آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ ہی تھیں۔ جنہوں نے جائز
اپنے والد ما جد کے جلد اپنے کار اس غلطیت سے پاک کیا خواتین کو اگرچہ
چہار پال سیعیت میں حصہ لینے سے مستثنی رکھا گیا ہے تاہم جگہ احمد
میں شکریت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحب کرام ہم کے زخمی تھے
کی خبر سن کر مدینے سے صحابیات بے اختیار کل کریم اور جگ تک
چاہیں چھپیں۔ حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ نے خود برا جا کر آنحضرت
کے زخموں کو راکھ سے بند کیا۔ اسی طرح دوسرا خواتین نے دوسرے زخموں
کی خبر گیری اور تیسرا روازی کی۔

پھر بعض مردم نے ہمایت نازک موقع پر عورت ہی کے ناخن تیری

"مشیکھ لئے پانہ مرو جب صرفت ہے کہ اسلامی جمعیت طلبات
کا پہلا کل پاکستان سالانہ اجتماع میان میں مخفق ہو رہا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ خدا کا دین اور اس کے احکام کے مخاطب
onus طرح مرد ہیں، اسی طرح عورتیں بھی ہیں اور اسلامی دعوت و تحریک کی
ابتداء ہی تھیں یہ بتاتی ہے کہ اس دعوت کے فروغ میں خواتین نے اپنی
جیشیت واستطاعت کے مطابق برادر کا حصہ لیا ہے آپ کو معلوم ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب رویت حبیل اور زنوں وحی کا ادب تھا
حال ہے تو آپ پڑے اضطراب کی حالت میں بھر تشریف لائے اور اپنی یہ
حترم کو پورا کر قدرتیت ہوئے تکمیل اُنچھائی کی فریاد فرمائی۔ حضرت
خدیجہ بنت خلیفہ عربیہ نے آنحضرت کی پوری دلکشی کو تقدیر کرنے لیا اور
آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں، یہاؤں شیکوں کی تقدیر کرتے ہیں، اس
لئے آپ کارب آپ کو کوئی گذشتہ نہیں پہنچائے گا۔ اس کے بعد جب
آنحضرت مسیح ارشاد اپنی کے بھروسے اپنی نیزت کا اعلان اور دعوت کا آغاز
فریاد فرمی تو روزی فرع انسانی میں سے یہ شرف حضرت خدو جب میں کے حصہ میں
ایسا کردہ بلا تاثیل آپ پر ایمان نہیں آگیں، فوجہ عربیہ کے متول زین افزار

صحابہ کرام کے سامنے حاکم تھی وہ رنسن ہو گئی اور تمام صحابہ کرام نے
قربانیاں بھی دیں اور بال بھی کٹا۔

بہر کیف ہیں جو چیز اپنی پیسوں اور میشوں کے ذہن شکن کلانا چاہتا
ہوں وہ یہ ہے کہ وہ اپنی مصالحیں کو حفظ کر سکیں۔ وہ مردوں کے ساتھ
دنیٰ جدوجہد کے ہر مجاہد پر قابل تقدیر خدمات سرناجام اور کمکتی ہیں۔

اس وقت اس جدوجہد کا ایک حاذراً تھا جیں معرکے کی صورت میں
ہمارے سامنے پڑیں ہے۔ خواتین مردوں کے مدد اور راستے پر کمکتی
ہیں اور جو طرح مردوں اور طفقوں ہیں کام کر رہے ہیں، انہوں کو بھی پچھا
کرو اگے بڑھ کر اپنے اپنے علیہ میں کام کریں اور اپنا پورا ذریں ملائی
طفقوں کے پڑھتے ہیں ڈالنے کی کوشش کریں۔ اس کے بغیر معرکہ
تھما مردوں سے سرہنما محال ہے۔

لا سخن عقیدوں کو واپسی۔ مثال کے طور پر صلح خدا یعنی ہو جائے کے بعد
جب آنحضرت نے صحابہ کرام کو فرباتی دیتے اور سرتٹ لئے تھے ہم اسی
فرماتی تو صحابہ کرام میں سے کوئی بھی اس کام کے لئے خوش دلی کے
ساتھ آمادہ نہ ہوا کیونکہ صحابہ کرام کے لئے صلح بہت ناگار خاطر تھی،
وہ قمرتے نامنے کے لئے سرکفت ہو کر کاٹتے تھے اور ان کی بھی میں نہیں
آپنا تھا لکھا ہم دب کر صلح کروں کر رہے ہیں۔ اس وقت آنحضرت میں
ام المومنین اور حضرت ام سلمہ سے جاگر شکایت کی (جو اس سفر میں
ساختھیں) کو بھی چھوڑت پیدا ہو گئی ہے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض
کیا ایسا رسول انتہ آپ سب سے پہلے سب کے سامنے تشریف لیا جا کر
اپنے ہاتھ سے قربانی کریں اور جو صفت بخواہیں پھر بھیں کیا ہوتا ہے۔
یہ ایک فضیلتی تدریجی ہے جس پر آنحضرت نے عمل فرمایا اور جو فضیلتی رکاٹ

ایسی قسم کا ایک بھی عمل

جیسے بہت تازہ پھولوں کی روح پر خوشبویک جاکر دی جائی ہو۔
نقیس بھینی بھینی دیر پا مھنک
دوسرے بے شار عطروں کے مقابلے میں اسے آپ ایک خاص
امتیاز اور الفرادیت کا حامل پائیں گے۔



آپ کوئی سی بھی شنی مل جائیں گے اس پر دوڑ پے مصروف
ڈاک خرچ ایک لگا۔ لیکن دو چار شنیاں ایک ساتھ مل جائیں
تباہ بھی حصولہ ڈاک یہی رہے گا۔ اور الگ آپ سرمه
ڈش نجف کے ساتھ طلب کریں تو اسی مصروف میں
دونوں چیزوں آجائیں گی۔

دار الفضل حمافی۔ دیوبند (دیو۔ پی)



ڈیڑھ ماشرہ۔ ڈیڑھ روپہ۔ تین ماشرہ۔ تین روپے۔
چھ ماشرہ۔ ساڑھے پانچ روپے۔

مولانا ابوالا علی مودودی

مقام صحابہ اور قرآن حکیم

حال پر بھوپولیتیاں ہیں — البتہ جو اعتراضات کسی کسی
حدائق عقول یا اسی دلیل کے ساتھ ہوتا ہے اس کا جواب
میں ہے بھی اور تیار ہاں ہیں اور آئندہ بھی دینے کی کوشش کرنگا
اور اگر اعتراض معقول ثابت ہوگا تو اس کو سان بھی لوں گا
اور اپنے اصلاح بھی کروں گا اور ہاں میں نے ایسا کیا ہے۔ اب
دیکھئے کہ اس معاملے میں ان لوگوں کے اعتراضات کی حقیقت
کیا ہے سب سے پہلے یہ بات سمجھ لیجئے کہ آدمی کی کسی عبارت کے
کسی ایقانیت کو الگ تھکان کر کے اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس
کا اسرا برے میں یہ مسلک ہے۔ درا خالیکو وہ اپنی میسیلوں
عبارتوں میں اپنا مسلک واضح طور پر بیان کر چکا ہو۔ پھر ایک
ضدتری آدمی کے اور کسی کا کام نہیں ہو لیخی اگر ایک آدمی اپنے
مسلک کی مضامین بار بارہ صرف اپنے قول سے اور اپنی
تحریر دل سے کر چکا ہو بلکہ اس کا مسلک اس کے مجموعی طرزِ عمل
سے بھی صاف طور پر معلوم ہوتا ہے تو اس کے کسی ایک فرقے
سے اس کے بالکل پرعاس نیجوں نکالنا کسی معقول آدمی کا گھر ہے۔

سے بچھا کر اس سے آپ کے خلاف، یا اسلام نگاہ اچار ہائے کاپ
لئے اپنی تحریر دل میں صاحبِ کلام پر یعنی چینی کی ہے اور ان کے مقام
اور مرتبے کو پڑی طرح سے سخن اپنیں رکھا۔ پڑا کرم و ضاہت
فرمایئے کہ احترام صاحبِ کے بارے میں آپ کا مسلک کیا ہے
اور آپ اس سلسلے میں اپنی سنت کے درمیان کوئی اختلاف نہ
پایا جاتا ہے؟

چونکہ سوال اگبی ہے اس لئے اس کے متعلق جزئیات
کہہ دیتا ہوں۔ دراصل میں یہی ایسے اعتراضات کے جواب ہیں
ویا کہ زادوں کے متعلق مجھے پہلوم ہوتا ہے کہ یہ اعتراضات میرے
خلاف، ناراضی کی اصل وجہ نہیں ہیں بلکہ ناراضی اپنی کی اصل وجہ
بچھا دیتے اور ادھر ادھر سے یہ اعتراضات بعض اس لئے
نکالے جاتے ہیں تاکہ دنیا کو یہ قبیل دلایا جائے کہ ہم اس سے
سے اپنے نفس کے لئے نہیں اڑ رہے بلکہ یہ شخص ایسا طالب ہے
کہ اس نے صاحبِ اور انبیاء سے متعلق یہ اور یہ کہہ دیا ہے، اب اس
ہم اس وجہ سے ناراضی ہیں — تو میں ایسے لوگوں کو اکے

سارے خطبیں جھوڑ کر قافلہ کی طرف چلے گئے۔ یہ قرآن مجید کا بیان کیا ہوا اور انہوں نے اور حدیث و تفسیر کی کرنے والی ایسی کتاب موجود نہیں ہے جس میں سورہ جمکی تفسیر میں اس دعوے اور اس کی تفصیلات کو بیان نہ کیا گیا ہے۔ اب اگر اس جیز کا نام صحابہ کرام پرستی صدیقی کرنے ہے تو اس سے کون بچا ہے؟ رب سے پہلے تو اللہ بیان نے ابتداء کی اور اس کے بعد سارے محدثین اور مفسرین نے یہ کام کیا۔ اگر ان دعوائیں کو بیان کرنا صحتیں کرام کی تفاصیل اور رکھتے چینی ہے تو مجھے بتایا جائے کہ قرآن مجید اور اس کی امرت کے غلطیں دینی علمی اور تفسیری خزانے کے شناخت کیا سکوں کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے؟

اب اس سلسلے کے ایک وہ پرسہ پر ہے کہ مجھے

سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ خود یہ چاہتا تھا کہ صحابہ کرام پرستی کی جاتے ہے اگر نہیں چاہتا تو قرآن مجید میں ان دعوائیں کا ذکر کیوں کیا گیا کہ لوگ قیامت تک اپنیں پڑھتے رہیں ہے۔

جگ ادھر کے واقع پر جو بجا سا حصہ ایک خاص مقام پر بھائے گئے تھے اور وہ وہاں سے ہٹ کر گئے تھے۔ ان کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے اس کے متعلق آپ کی کہیں گے؟ حدیث اور تاریخ کی کوئی کتاب ہے جس میں اس کا ذکر نہیں ہے؟ — درحقیقت اس بات کو الجی طرح بھئے کی ضرورت ہے کہ قرآن و حدیث میں ان دعوائیں کو بیان کرنے کا مقصد نہ چینی نہیں ہے بلکہ بنیادی طور پر یہ بھاننا مقصود ہے کہ صحابہ کرام کے معاملے میں ہم وہی عدلیہ رکھنی چیزیں جو انہیاء بنی اسرائیل کی استیں کرتی رہیں کہ پہلے انہیا کو خدا کی اولاد فراہدیا پھر اس سے آگے بڑھ کر اپنے آپ کو چھڈ دیں آپ CHILDREN OF GOD کے احترام کے ساتھ ساتھ انھیں انسان بھئے کا شور بخشنا ہے اور اس کی تربیت دی جائے۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ صحابہ کرام سے کبھی کوئی غلطی نہیں ہوئی تو وہ قرآن اور حدیث کے خلاف ایک بات کہتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب قرآن و حدیث میں مختلف مذاقوں کا ذکر کیا گیا ہے، تو ایک

ہمیں ہو گلتا اور نہ اس قسم کی حرکت کا کوئی علیحداً مقام ہوتا ہے مثال کے طور پر آپ کو بتانا ہوں کہ تفسیر القرآن و حدیث میں متعلق بحث کی ہے تو آپ دیکھیں گے کہ میں نے صحابہ کرام کا ذکر کے قول سے استدلال کیا ہے جہاں کہیں صحابہ کرام کا ذکر آیا ہے میں نے باہر یا بات لکھی ہے کہ روئے زمین پر سمجھی آفتاب نے ایسے انسان نہیں دیکھتے تھے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے علیحدہ یقینت بیان کی ہے کہ تمام ذرع انسانی کا بہترین گروہ الگ کوئی تھا تو وہ صحابہ کرام تھے۔ پھر میں نے باہر یا بات لکھی ہے کہ صحابہ کرام کا جیسیں چیز پر اجماع ہو وہ دین میں میں مختصت ہے اس کاروں نہیں کیا جاسکتا اور مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ان کے اجماع کو اسی طرح تسلیم کرے جس طرح مذکور کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ آپ اس تفسیر القرآن کو دیکھ لیجئے کہ میں مختلف مذاقوں میں صحابہ کرام کے احوال نظر کتاب ہوں اور پھر کسی قول کو اختیار کر کے اس کی تائید نہیں اپنی رائے بیان کرتا ہوں۔

کیا یہ سارا کام کسی ایسے فرد کا ہے جو صحابہ کے معاملے میں منفی و مثبت رکھتا ہے؟

یہ تو یہ تو سوال کے اس حصے کی وضاحت کو صحابہ کرام کے بارے میں میرا مسکن کیا ہے اب چند ایسے معاملات کو لیجئے جن کے بارے میں تمام حجتیں، مفسرین اور مومنین کا ایک ہی ریکارڈ ہے اور ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اگر کسیعنی ایسے دعوائیں جو خود احادیث میں آئے ہیں یا جن کا خود قرآن مجید میں ذکر ہے یا جو اسلامی تاریخ سے ثابت ہیں تو محض ان دعوائیں کو سیلان کرنا اگر ”گناہ“ ہے تو اس امرت کے تمام حجتیں اور مومنین اور مفسرین سب گناہ ہمکار فرار پاتے ہیں، کوئی نہیں بچتا۔ آخر قرآن مجید میں ہی یہ دعوے بیان کیا گیا ہے۔ سورہ جمکی میں یہ ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ تاجروں کا ایک تائف آیا اور مختلف بارہ صحابہ رکھے بعض روایات میں یہ تعداد چالیس آئی ہے، باقی سارے کے

انتساب حدیث

ترمیت اخلاق اور تعمیر پیرت کے لئے وزدہ تین حکمران
کا خزاد، ایمان افروز، ولیشیں۔ مجلد چار روز پر - ۱۰

کلام نبوت

اردو میں اپنے طرز کی واحد کتاب، اسلام بیجٹ نظم
زندگی احادیث کے آئینے میں۔ عقائد، عادات، معاشرت، سیاست
ہر موضوع سے متعلق رسول کریمؐ کے بہترین ارشادات بلیں
اردو میں۔ مجلد دو روز پر - ۱۰

حقیقت شرک

شرک کی تسمیں۔ اس کی قیامت۔ اس کی حضرت
لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ تَعْلِيمٌ۔ اس کی تفسیر۔ مجلد دو روز پر -

تنزکیہ نفس

تنزکیہ کی صلی۔ اس کے علمی اعلیٰ اقسام۔ اس کے حصول کی
صورتیں۔ انکی اہمیت و ضرورت ہر انسان شخص کے لئے رہتا جو
اپنے نفس کا تنزک کر جائے۔ مجلد چھرڑ پر -

غیر سودی بینک کاری

عام تصویر ہے کہ سود کے بغیر بینک کا وجود محال
مگر یہ تصویر غلط ہے۔ اس کتاب میں ایں قیمتی مواد پیش کیا گیا
ہے جس کے سہارے غیر سودی بینک کاری کا تصور جامد
پہن سکتا ہے۔ مجلد چار روز پر - ۱۰

حقیقت نفاق

اصلاح حال اور تنزک نفس کے لئے ضروری ہے کہ آپ نفاق
کی حقیقت سے پوری لمح بخیر ہوں۔ یہ کتاب اسی مقصد کی پورا
کرتی ہے۔ ٹیڈھ روپیہ ۱/۵۰

مکتبہ تخلی۔ دلیوبند (یونیورسٹی)

مسلمان ان کے عکس موقوف کس طرح اختیار کر سکتا ہے اور
کس طرح سے کوئی شخص یہ کر سکتا ہے کہ اگر ان سے عطا ہوئی تو
اس کا بیان کرنا ناگناہ ہے ہے؟ — آخر جوب اسے
قرآن مجید میں بیان کیا گیا۔ حرثیوں اور تفسیروں میں بیان کیا گیا
اور ان کو کرام، محمد شین اور مصطفیٰ نے بیان کیا، تو کوئی شخص کس
طرح قرآن و حدیث کے اصل منشار کو ظفرانداز کر کے اسے
صحابہ کرام پر "نکتہ چینی" کرنا کہتا ہے۔ اور اگر کوئی اسے
نکتہ چینی سی کہتا ہے تو اس کے صرف دو سبب ہو سکتے ہیں۔
(۱) اسی بات کہنے والے یا تو ان پڑھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ احادیث
اور تفاسیر و فقہ میں کا چیز کو وجود ہے۔

(۲) یا یہ لوگ جانتے تو سب کچھ ہیں کہ جان بیھکنے غلط بات کہتے
ہیں۔ مقصد مخالفت ہے اور فرقہ بنوار ہے ہیں اللہ اور
اس کے رسولؐ اور صحابہ کرام کی
یعنی دل میا گردہ توکسی اور جیزیکی ہے اور اعتراض کچھ
اور تصنیف کیا جا رہا ہے۔

آخری بات میں یہ کہتا ہوں کہ خود ڈی دیر کے لئے فرض
کر لیجیے کہ ان حضرات کی ناراضی کی وجہ سبی ہے۔ رسول
یہ ہے کہ کیا اس صورت میں دوسروں کو کامیابی دینا
جاائز ہو جاتا ہے جو صحابہ کرام کی خاطر ناراضی پڑتے
والاشخص دوسرے شخص کی لھر کی خواہیں پر تو جسکے ہیں
کر سکتا۔ اگر آدمی فی الواقع کسی شخص سے حق کی
خاطر ناراضی ہو تو وہ اس پر بہت انہیں باندھ سکتا
اس کی عجس رتوں میں الٹ پھیر تو نہیں کر سکتا
اس کے خلاف جھوٹے ایزام تو تصنیف نہ سیں
کر سکتا۔ — اب اگر کوئی شخص یہ سانے
کام بھی کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ وہ صحابہ کرام
کی خاطر کام کر رہا ہے تو آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ

صحابہ کرام کی توہین کوں کر رہا ہے۔

کرنا چاہیے۔ احمد نے صلاح دی کہ گھر میں بالکل تیاری کر رکھیں اور آپ خود اپنے سالے سے مل کر صلاح مشورہ کرائیں، پھر مل کر خوبی ملے کریں اسی پر عمل کریں۔ نزدیک نعل نے تجویز پسند کی اور گھروالی کو بالکل تیار رہئے کا حکم دے کر اپنے سالے سے ملنے چلا گیا۔

ندیع نعل کی بیوی بہت خوبصورت تھی عمر تو اُس کی پچیس چھپیس سال تھی، مگر اولاد نہ ہونے اور صحت اچھی ہٹے

(دوسرا انعام)

انعام



قرآن سے متعلق کہانی کے انعامی مقابلے میں سیارہ ڈا جمیٹ نے اس کہانی کو دوسرا انعام دیا۔ پہلا انعام پانے والی کہانی انشاء اللہ سالنامے میں ملاحظہ فرمائیے۔

کی وجہ سے سول سترہ سال کی نظر آتی تھی۔ احمد ایک عرصے سے اس پر بجاہ رکھتا تھا مگر اس سے کوئی ایسی یادیات کرنے کی اسی بہت نہیں تھی۔ جب نزدیک اپنے سالے سے ملنے اس کے کاؤں چلا گیا اور گھر پر تیار رہئے کے لئے کہہ گیا تو احمد نے اس سے فائدہ حاصل کرنے کا پروگرام بنایا۔ ایک شام اچانک تانگہ لے کر ہانپتا کا پتہ نعل نے دروازے پر شیخ گیا۔ اندر سے نزدیک نعل کی بیوی متوجہ نے

زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ ایک بڑے صغير دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصے کا نام پاکستان اور دوسرا سے کا نام بھارت رکھا گیا۔ تقسیم ہوتے ہی مسلمان اپنے پیارے وطن پاکستان کی طرف ہجرت کرنے لگے اور ہندو بھارت کی طرف جانے لگے۔ قبل تقسیم کے ہندو مسلمان آپس میں بڑے پیار اور محبت سے رہتے تھے مگر ملک کے حصے ہوتے ہیں دو نوں کے بھی حصے بخوبی ہو گئے۔ ایک قوم دوسری قوم کو اپنے علاطے سے نکالنے کے درپے پہنچی۔

یہ قصہ سندھ کے ایک اچھے قصبے کا ہے جہاں ایک ہندو گھرانہ رہتا تھا جو کہ صرف میاں بیوی پر مشتمل تھا۔ ان کے پڑوں سی مسلمان تھے اور آپس میں بڑے اچھے تعلقات تھے کچھ دنوں بعد ہندو گھرانے کے سربراہ سنت نزدیک نعل نے اپنے مسلمان پڑوں سی احمد سے کہا "بھائی اب ہمیں چلے جانا چاہیے حالانکہ ہمارا دل نہیں چاہتا کہ ہم جہاں پیدا ہوتے ہوں، بڑھ پلے ہوں، وہ جلد چھوڑ دیں مگر کیا کہیں مجبور ہیں، حالات دن بدن بگرتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا پتہ کس دن مسلمان بگڑ جائیں اور ہم لوگوں کا نقشان ہو جائے۔"

احمد نے کہا "ندیع کیسی باتیں کرتے ہو؟ ہماسے ہوتے ہوتے تم لوگوں کو کوئی نقشان نہیں پہنچ سکتا۔" مگر جوں کہ نزدیک کے دل میں خوف وہ راس پیدا ہو چکا تھا وہ اس کی باتیں پڑھنے نہیں ہوا اور اس نے گھر میں اپنی بیوی سے کہا کہ جس دن ممکن ہوا ہم اپنے دلیش بھارت چلے چلیں گے تم اپنی تیاری مکمل رکھنا۔

تیاری کی بات چیت ہوئے کافی دن گزر گئے۔ ایک دن نزدیک کے برادر شب تک کا خط آیا جو ان سے کافی دور رہتا تھا کہ تم لوگ تو ہندوستان جا رہے ہیں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ اگر تیار ہوں تو ساتھ ہی چلے چلیں۔ نزدیک نے یہ خط اپنے دوست احمد اور بیوی کو دکھایا کہ اب کیا

کرتے نہیں کر سے تھا رے فراق میں تسلیم رہا ہے۔ موبہنی نے کہا "احمد پچھر شرم کرو، میں نے تھیں بھائی اور تم نے مجھے بہن سنایا ہوا ہے۔ اس مقدس رشتے کی پچھلائج رکھو۔" مگر احمد پر شیطان سور تھا۔ اس نے موبہنی کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکے سے اپنی طرف ہینچا اور کہا "میری رانی مقدس رشتے بعد میں دیکھیں گے۔ یہ رشتے حضر ایک ڈھکو سلے ہیں یہاں تم میرے زخمی دل پر سرہم رکھو۔ ان شلی آنکھوں کی شراب پلاک پر مجھے دہکش کر دو۔ ایسے موقع بہت کم ملتے ہیں اور تم چاہتی ہو کہ ایسا موقع میں رشتے کے نام پر کھو دوں۔ اس موقع سے پھر تم فائدہ اٹھاؤ پچھے مجھے اٹھانے دو۔ آؤ، قریب آؤ!"

موبہنی ایک رخی پرندے کی مانند بے بنی ہٹھڑی آنسو بہار ہی تھی۔ احمد نے ایک دفعہ پھر اس کی طرف ہاتھ ٹڑھایا موبہنی چھٹ کر تیچھے ہٹھ بھت کی۔ اس نے رجم طلب بچا ہیوں سے تانکے والے کی طرف دیکھا، مگر اس کی آنکھوں میں بھی ہوس کے شعلے ناچلتے ہوئے نظر آتے۔ آخر موبہنی نے دونوں ہاتھ جوڑ کر احمد سے کہا "احمد، اب خدا کے واسطے مجھے بر باد نہ کرو، میں کہیں کی نہ رہوں گی۔ تھیں کچھ حاصل نہ ہو گا اور میں بر باد ہو جاؤں گی۔ تھیں خدا کے پیٹے روک لے دا سلطہ، میری عزت بر باد نہ کرو میرے پاس جتنا بھی پیشہ ہے وہ لے لو۔ میرے سارے زیورات لے لو۔ ان پیسوں اور زیورات سے تھیں مجھ سے بھی کئی لگنا زیادہ جیسی عورتیں مل جائیں گی ان سے اپنی آگ بھالو، مجھے چھوڑ دو میں تو مجھ بھر تھاری احسان مند رہوں گی۔"

احمد نے جواب دیا۔ زیورات اور پسہ تو دیے بھی میرے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ تم بھی ہو۔ اگر سدھی طرح بازنہ آؤ گی تو مجھے زبردستی کرنی پڑے گی۔ بو لو کیا ہکتی ہو؟"۔ موبہنی خاموش کھڑی رہی۔ احمد نے جھپٹ کر موبہنی کو کٹا گیا۔

موبہنی ترپنی اور احمد کی گرفت سے نکلنے کی شوش کرنے لگی، مگر احمد کے طاقتور بازوں سے اس کا آزاد

پوچھا۔ "بھائی کون ہو، کیا کام ہے؟" احمد نے جواب دیا۔ "بھائی فوراً تیار ہو جائیں، جتنی چیز ہے، مثلًا زیورات اور نقدی وغیرہ وہ اسے ساتھ لے لیں اور فوراً چلیں۔ بھائی صبا آٹھ بجے والی گھاڑی آئے ہے ہیں اُن کے ساتھ ہی اُپکے بھائی وغیرہ بھی ہیں۔ انکا سیدھے کھوکھرا پار جانے کا رادا ہے۔ وہ یہاں تک نہیں رکھیں گے میری طرف ایک آدمی کے ہاتھ سیغام بھجوایا ہے کہ میں آپکے اشیش پر بہنجا دوں، مکرٹ وغیرہ وہ آپ کا لیکر آئے ہیں۔" نذر لعل کی بیوی موبہنی پونک کافی عرصے سے احمد کو جانتی تھی اور روز بھارت جانے کی تائیں بھی ہو رہی تھیں، سمجھی کہ واقعی میرے پتی نے انہلو اکٹھ جا ہے۔ فوراً تیار ہو گئی اور جو چھنٹر دی اور زیور تھا ساتھ لے لیا، باقی پچھلے ہی ادھر ادھر دے چکے تھے۔ رہا سہا سامان اپنے ہمارہ احمد کے دوستے کر دیا۔

احمد سارا سامان ایک کمرے میں بند کر کے تالا لگا دیا اور موبہنی کوتائے گے میں بٹھا کر تانگے والے سے کہا چلو بھائی۔ اشیش زیادہ دو رہیں تھا مگر تانگہ بہت درست سسل چلائی تھا۔ اس سے موبہنی کو کچھ شک ہوا، اس نے منہ پر سے پتو پشاکر دیا درست سندھ کی ہندو عورتیں سندھ پر گھونٹھٹ کی قسم کا پردہ ہینچنے رکھتی ہیں، ادھر ادھر دیکھا تو راستہ ہی بدلا ہو اظہر آیا۔ اس نے احمد سے پوچھا کہ "بھائی ہم کہ ہر جا رہے ہیں، یہ تو اشیش کا راستہ نہیں ہے۔"

چالاک احمد نے جواب دیا۔ "بھائی گھبرا و مت ہم اشیش پر بھی بھیخیں گے۔ ہم الگ اشیش میں روندے جاتے تو لوگ ہیں دیکھتے، اس لئے ہم نے جنگل کا راستہ اختیار کیا ہے تاکہ کسی کو پتہ نہ جلے کہ آپ لوگ کہاں گے۔" موبہنی یہ سنکر غاموش ہو گئی۔ کچھ دو جل کر اچانک تانگہ مرک گیا موبہنی یہ دیکھ کر کانپ گئی کہ چاروں طرف جنگل ہی جنگل ہے ابھی وہ اپنی طرح سوچ بھی نہ پائی تھی کہ اسے احمد کی آوار آئی۔ "جان من! اب اُتر بھی آؤ، اکب تک ایسے ہی تانگے میں بیٹھی رہو گی۔ اپنی اداوی سے اس دل کو تیکین پہنچاوج

تھا اٹھا کر چا اور آنکھوں سے لگایا۔ اس کے بعد اس نے فوراً موہنی کے پیر کپڑلئے اور کہا کہ آج سے قم میری ہیں ہو۔ گناہگار بھائی کو معاف کر دو۔ اس کے بعد اس نے اپنے صفا کو موہنی کے سر پر ڈال دیا۔ اُسے عزت و احترام سے اپنے تانگے میں بُھا کر گھر کی طرف جیل دیا۔ راستے میں تانگے والے نے جس کا نام عبد اللہ تھا، توبید کی باہت معلوم کیا۔ موہنی نے بتایا کہ میرے عرصہ سات سال سے بچے نہیں ہو رہے ہیں۔ بیری ایک سالانہ بیلی تھی جس نے توبید لا کر دیا تھا۔ اس میں ایک ہاتھ کا شان بنا ہوا ہے اور وہ حورست بتا رہی تھی کہ اس پر سورہ یاسین اور یاخ آیتیں اقتدھی لکھی ہوئی ہیں۔ آج بھے معلوم ہو اکفر آنثی کیا طاقت ہے جس نے میری عزت بچائی یہ ایک بجزہ ہے حالانکہ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ دنیا کی کوئی قوت اس سے مجھے نہیں بچا سکتی، مگر اس نے اللہ کے کلام کی بیانی کی تھی، اللہ کا اس پر قہر نازل ہوا۔ وہ بڑا بے پرواہ ہے جسے چاہے اور جس وقت چاہے تراوے سکتا ہے۔ یہ بائیں کہتے ہوئے وہ گھر پر چک گئے۔

اتفاق سے آٹھ والی گاڑی سے نذر لعل گھر آگیا اور اس نے جو گھر کی حالت دیکھی تو حیران رہ گا۔ ادھر ادھر معلوم کیا تو تیر حلاکہ موہنی احمد کے ساتھ تانگے میں گئی ہے۔ نذر لعل احمد کے گھر گیا وہاں سے پتہ چلا کہ احمد و پہر سے گھر نہیں آیا۔

اس بھاگ دڑپر رات کے تین بجے گئے کہ اچانک موہنی اور تانگے والا گھر پر چک گئے۔ تانگے والے اور موہنی نے نذر لعل کو پر لے حالات سے آگاہ کیا۔ پسکر لعل بھی دنگ رہ گیا۔ دوسروے دن موہنی اور نذر لعل کا ہندوستان جلنے کا خیال بدھ چکا تھا اور وہ قرآن مجید کا مجوز دیکھ کر فرسے تائب ہو چکے تھے۔ اسی شام موہنی اور نذر لعل نے اسلام قبول کر لیا اب ان کے چار بچے ہیں اور بڑے سکون کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کے اسلامی نام محمد علی اور عائشہ بی بی ہیں۔

بہبہ شکل تھا۔ احمد سے بازدھوں میں اٹھا کر ایک طیلے کے بیچے لے چلا۔ موہنی کا اور تو کوئی بس نہ چلا، اس نے لپٹے دلت احمد کے کندھے میں جا رہے۔ احمد درود کی شدت سے ترپ بھاگ نکلی۔ احمد ایک دہنٹ تو اپنے کندھے کو سہلانارہا اس کے بعد اس کے بیچے دوڑ پڑا۔ ٹھوڑی دور جا کر اس نے موہنی کو پکڑ لیا۔ موہنی نے پھر اس سے خدا اور اس کے رسول کے صدقے باز آئے کو کہا۔ احمد نے جواب دیا۔ ”ہر کام اللہ اور اس کے رسولؐ کی سرمنی کے سوانحیں ہو سکتا۔ یہ موقع بھی مجھے اللہ بھی کی ہر بانی سے ملا ہے۔“

موہنی کو بچاؤ کا کوئی بھی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا کہ اچانک اس نے اپنے گلے پر ہاتھ دلا اور ایک توبید جسیں سونے کی نر تھیڑے والی ہوئی تھی توڑ کر ہاتھ میں لے لیا اور احمد سے کہا کہ اس میں تھماری مقدس کتاب قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ یہ تھمارا قرآن ہے اس کے صدقے مجھے معا کرد و میری عزت نہ باد کرو۔ میری خدمت نہ لو تو۔

احمد نے وہ توبید اس کے ہاتھ سے چھین کر دوڑ پھینک دیا اور لپک کر موہنی کو پکڑ لیا اور دیلوں کی طرح اس کے پکڑے پھاڑنے لگا۔ ٹھوڑی بھی دیر میں بے کس موہنی بالکل عسیریاں ہو چکی تھی اور قریب تھا کہ احمد اپنے نااک منصوبے کو عملی جامہ پہن کر موہنی کو بہ باد کر دے کہ اس کی چیخ نکل گئی اور موہنی کے بدن پر اس کی گرفت ڈھیلی ڈھنگی۔ ایک دہنٹ کے اندر ہی اندر موہنی بالکل آنذاہ ہو چکی تھی۔ احمد ایک طریقہ لگاتا تھا۔ موہنی حیران پر شیان اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک تین فٹ لمبا کالا سانپ احمد کی ٹانگ سے چھٹا ہوا ہے اور اس کی پٹنی سے خون بہر رہا ہے۔ ٹھوڑی بھی دیر میں احمد ترپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ احمد کے مرستے ہی ساٹ اسے چھوڑ کر ایک طرف چل دیا اور آنکھوں سے او جھل بیٹھ گیا۔

یہ دردناک مفتر تانگے والا بھی دیکھ برا تھا، وہ فوراً بھاگتا ہوا آیا اور اس نے وہ توبید ہے احمد نے چھینک دیا

سیکڑوں صفحات کے اس ضخیم نمبر کا پورا تعارف تو بہت مشکل ہے۔ اس کا ورق ورق جاذب توجہ ہوگا۔ یہاں ہم خاص خاص چیزوں کی جھلک پیش کرتے ہیں۔

خواہ افعی۔ یعنی یہودی سازش اور دنبالتے اسلام

مکار یہود کے دشیدہ ترین منصوبوں کا ایسا جھوٹ جس کے بعد بعض ملکوں میں ہوتی ہی زیادی جاتی ہے۔ انگریزی سے ترجیح خاص تجلی کے لئے کرایا گیا ہے۔ پوری کتاب جو تجھی کے ۸۹ صفحات پر مشتمل ہو گئی تمام کی تمام ساندھی میں دھی جا رہی ہے۔

مولانا مودودی کے بہت سے خطوط

ان میں آپ کو نوع بی نوع موضوعات پر علوم و معارف کے انہوں موتی ملین گے۔ مولانا مودودی کی اپنی تحریریں کا مکمل بھی انشاء اللہ میں کیا جائے گا۔

مرحلہ دار و رسن

جب جماعت اسلامی پاکستان کے اراکین جیلوں میں ڈالے گئے اور مولانا مودودی کو پھانسی کا حکم سنایا گیا۔ واقعات۔ مشاہدات۔ تأثیرات اور تحقیقاتی مددالت میں مولانا کامعمرۃ الارا بیان۔

مریم جمیلہ و مولانا مودودی

سابق مارکٹیں کوئی اور موجودہ مریم جمیلہ کس طرح ایمان نہیں۔ ان کی اور مولانا مودودی کی خط و کتابت انگریزی سے ترجمہ۔



اسلامی زندگی

قرآن - حدیث اور داعیاتِ صلحیں سے نفسیں شہ پارے۔ بہت مفید اور بہت لچک۔

مقامِ صحابہ

شیطان زدہ لوگ مولانا مودودی پر تو ہیں صحابہ کا اتهام رکھتے ہیں۔ آپ مولانا مودودی ہی کی تحریروں میں دیکھئے جا کر صحابہ کے متعلق ان کے کیا خیالات ہیں۔

ہائی لینڈز

اعجاز قرآنی کے موضوع پر انعامی مقابله میں پہلا انعام پانے والی عبرت انگریز اور لچک کہانی۔
تجھی کے مستقل عنوانات غیرمعمولی مواد لئے ہستے۔ اور بھی بہت سے دلکش مضامین نشوونظم۔

تجھی کا سالانہ چندہ اب بارہ ریٹ پڑھے۔ نئے خریدار ترہ ۱۳ روپے تھیں تاکہ ان کا پرچہ
حربی سے بھیجا جائے۔ قدیم خریدار حربی کے لئے ایک روپیہ روانہ کریں۔

ان شا اللہ فوری رکھے میں یہ یادگار تھے آپ کے ہاتھوں میں ہو گا۔

کیا خطا بات تھی کہ ہر شخص پریشان نکلا
 سیل الفاظ میں دشام کا طوفان نکلا
 بولیاں بول کے ملاتے ڈب غین گیا
 گالیاں کھل کے ہر اک صاحبِ یامان نکلا
 جس نے "ارباب طریقیت" سے بڑھائی غربت
 حجۃُ شیخ سے بادیہ کریاں نکلا
 نام میں کوئی بُری چیز نہیں ہے، لیکن !
 کام یا رون کا بفت دریلب دندان نکلا
 آج کل چند پرمی وش پری خلیفِ اسلام
 صرف اسلام ہی ہر درد کا درمان نکلا
 زلف و زنجیر سے ہر دُور نے رشتہ جوڑا
 "شو ق ہر رنگِ رقب سرو سامان نکلا"
 "بُوڑھیں نالہ دل دود چسرا غُفل
 جو تری بنم سے نکلا، سورپریشان نکلا"
 چھد گیا بادہ دشینہ سے رندوں کا جگر
 میگدہ اب کے برس کوچہ جاناں نکلا
 دوٹ کا نرخ چکا یا گیا اونے پونے
 شیخ اسلام بھی ایکب کا دربان نکلا
 کس نے غردوں سے اسلوٹ نہ سائی کی ؟
 کون اپنوں کے لئے خبر بُریاں نکلا ؟
 یوں تو ہیں ختمِ نبوت کے علمدار بہت
 لیکن اس عشق میں شوش سرمیدیاں نکلا

ملیح

بھنی

حاضر تھا

وہاں

شورش کا شیری

حیا کے پیکر — عثمان ذی النور بن عاصی

کیا ہم سلمان ہیں؟

ان کے اندر سے حق پسندی کا جذبہ بلند ہوا اور انکے ہونٹوں پر سچائی کی لرزہ خیز طاقت بن کر پھٹ پڑا۔
”خدا کی قسم! میں دینِ اسلام کو ہرگز ہرگز نترک نہ کروں گا۔ ہرگز نترک نہ کروں گا۔“

قدم قدم پران کی زندگی نے ثابت کیا کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کو ”اسلام“ کے آستان سے ایک انج ہنسنی ہٹا سکتی جس دولت کو وہ کبھی ہاتھوں سے شمار کرتے تھے اب اس کو ان کے قدموں کے سوا اور کہیں جگہ نہ ملی۔ خطرات کی ہر منزل نے دیکھا کہ عثمان نے ایمان کے اوپر جان قربان کرنے کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ خدا اور اس کے رسول کے ہر حکم پر پرستیم خرم کرنے کی والہانہ ادائیں دکھاتے ہوئے وفا اور حیا کا یہ انسانی پیکر دہان تک ہو چکا۔ جہاں فرشتے بھی رہی شرم و حیا میں ان سے تیجھے رہ گئے تھے۔ ”حیا“ جو ایمان کا ایک شعبہ ہے ان کی فنظرت میں کوٹ کوٹ کر جسدی ہوئی تھی اور شاید اسی ایمانی روشنی کا فیضان تھا کہ جب مکہ میں اسلام کی پُرپھٹی تو اس کی چمک انہوں نے مکہ سے

دولتِ دنیا کے ہوتے ہوئے جس کا دل بے چین تھا اور ایمان و تھین کی دولتِ حاصل ہوتے ہیں جس کا وجہ بکون و نشاط کی تصویر ہے۔ عفان کا بیٹا عثمان تھا۔ ان کے چجانے ان کے جسم کو رستیوں اور طنابوں میں جکڑ کر کہا کہ حق کے راستے سے ہرٹ جاؤ تو ابھی تھیں آزادی کی غیرت واپس مل سکتی ہے۔ یعنی عثمان بن عفان نے اس عقیبت کے درمیان حق و صداقت کا ایسا کیف محسوس کیا جیسے خدا ان کے حقیر و جوڑ کو پسار کر رہا ہو۔ جیسے زندگی زمین ہی نہیں آسمانوں سے بھی اوچی ہو کر ایک ایسی دنیا کے شاہی دروازوں تک چل گئی ہو جہاں نہ کوئی خوف را یا سکتا ہو اور نہ کوئی غم!۔ اب تک وہ اپنی دولت کو قیمتی سمجھتے تھے مگر آج مجھسوس کرنے کی روح جھیم اٹھی تھی کہ ان کی اپنی انسانیت ساری کائنات سے زیادہ قیمتی ہے۔ ٹھیک اس وقت جب ایک عصب ناک چیز کا قہر آؤ دھڑہ ان کو خوف سے شل کر دئے والا اوار کر رہا تھا اور شکنجوں میں کہا ہو جنم درد و کربتی شد تو میں دو بتا چلا جارہا تھا

بدر کے محاذ پر کفر و اسلام کا پہلا معرکہ

اسلام کی کامیابی کی غلط افواہ پر جو لوگ ایک بار پھر تک
والپس آئے ان میں عثمان بھی تھے لیکن جوں ہی یہ معلوم
ہوا کہ خبر غلط ہے انہوں نے پھر اس وطن سے منہ پھر لیا
جہاں ان کے جسم کے لئے تو جگہ تھی مگر ان کے دین کے لئے
کوئی جگہ نہ تھی۔

یہی تھا وہ ہبہ جرین کا چھوٹا سا قافلہ جسے وطن کی
پوری دنیا کا دینے کے بعد جلبشہ میں بھی شاہی دربار میں
اعلان کئے کلمتہ اتحاد کا عز کرنا پڑا۔ جہاں ایک طرف
لئکے کا وہ وفد کھڑا اتفاقاً بوقتیں وسیاست اور جاہد دمال کی
روت تھی چالیں چل کر ان کو کچھ کے خوناک قید خانے میں
دوبارہ ٹھیک لانے کے لئے سازشوں پر سازشیں کر رہا تھا
قدوسی طرف عیسائیت کی شاہی طاقت شجاعی کی شکل
میں انہیں بادشاہ کے مل منے سجدہ احترام پر جبور کر رہی تھی
لیکن اس قافلنے فصلہ لیا تھا کہ جس حق کی خاطر وہ گھر رہے
وہ گھر ہوئے ہیں اس کو کسی تیمت پر بخود حسہ ہوئے دیں۔
خواہ شاہی تھرہ جلال کی نریں ان کی خانہ بدوسش زندگی پارہ
پارہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ خواہ ان کے شکوہ کوئی روں اور
نیزوں سے چھلنی ہی کیوں نہ کر دیا جائے۔

جلبشہ میں خدا کا نام بلنا کرنے کے بعد یہ قافلہ میتھے
کی طرف ہجرت کرتا ہوا اپاں خدا کے رسول سے جامل۔
ابھی ان خانہ بدوسش بلاکشان راہ حق کے قدموں کے چھالے
مند میں بھی نہ ہوئے تھے کہ بدر کے محاذ پر کفر و اسلام کے پہلے
معروکے نے آواز دی۔ یہ وہ دو رہا جب راو حق کے
مصائب چیلنے کے بعد حضرت رقیہ بنت علات پر کردیں
بدل رہی تھیں۔ حضرت عثمان پڑھا تھا تھے کہ وہ اس عز کر
کارزار میں بے خطر کو دپڑیں مگر خدا کے رسول نے ان کو
ان کی بستار بیوی کی تیارداری پر ماہور فرمادیا۔ اس طرح
عثمان غنی پڑھ کو ایکے بجائے دو جہاد کرنے پڑے۔ ان کا جنم

دُود شام کے تجارتی راستے میں ہی اپنے اندر محسوس کی تھی۔
وہ شام سے واپس آرہے تھے تو خواب اور بیداری کی
دریابی کیفیت میں انہوں نے ایک لکارنے والے کی یہ
پیارا سار پکار سنی کہ ”میں میں احمد کا خپور ہی گیا اسکے
میں احمد ظاہر ہے گے!!“۔ پھر جب وہ ملکے کی فنادیں
میں داخل ہوئے تو انسانوں کی زیبائی انہوں نے دیں کی اس
تھیک کی باتیں ہیں۔ کچھ باتیں ان کو اپنی کاہنے خالہ
سعدی میں کی معرفت معلوم ہوئیں اور کچھ بنداری باتیں ابو بکرؓ
نے ان کی دین کی دعوت دیتے ہوئے سمجھائیں۔ حق کا
پیغام آئیتہ آئتہ ان کے دل میں اُتر رہا تھا کہ ایکتے خدا
کے رسول کے سامنے آنے کے بعد کچھ ایسی نگاہوں کا تبادلہ
ہوا کہ حضرت عثمانؓ اپ کی صفت کھنڈ پل گئی اور یہ س
جلد وہ دن آیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صجززادی
حضرت رقیہؓ سے آپ کا نکاح ہو گیا۔

خدا کے آخری پیغام کے خلاف ابلیس نے مکہ سے
ٹھر گھر اور گلی کو چوپن میں علم و ستم کی جیوانی طاقتوں کو پوری
طرح جگدا یا تھا۔ اُنگ اُنگریز اور لکھنے کی اُنگ۔
ہر طرف اُنگ ہی اُنگ تھی۔ شعلوں کے بیٹر پچھا سے جا
رہے تھے۔ اُنکیں شعلہ باریاں کر رہی تھیں اور زیارت
سے آنسیں تیروں کی بوچھار ہبہر ہی تھی۔ وحشت و بربریت
کے اس انسانی جگل میں اپنے ایمان اپنا سب کچھ شاد کر کے
ایمان کی حفاظت کر رہے تھے۔ اور جب ناقابل برداشت
حالات میں جب شہ کی طرف ہجرت کا درود آیا تو جو لوگ اپنے
ایمان دیکھنے کو میتھے سے لگائے ہوئے اپنا سب کچھ شہ بیان
کر کے ملے سے جسٹے کی طرف چل گھرے ہوئے ان میں حضرت
عثمان اور ان کی شریک یا حضرت رقیہؓ بھی شاہزادیں
حضرت ابراہیمؓ کے بعد یہ پھلا انسانی جوڑ انجامیں
نے خدا کے نام پر وطن کی فتوحہ باقی پیش کی تھی۔ ملے میں

بیک وقت دو جہاد اے — جسم فیقہ حیات کیسا تھا تھا مگر روح میدران بدر میں

طوف آن حضرت سے داماد کی عظیم نسبت کا خاتمہ ان کے دل و جگہ کو ہپو ہپو کر رہا تھا۔ لیکن اس جہاد زندگی میں بھی انھیں خدا نے ایک ایسے انعام سے نوازا جو ان کے سوا کسی بھی دوسرے صحابی رسول کے ہاتھ نہ آ سکتا تھا۔ حسن بن علی اس کے نکاح میں اپنی دوسری صاحبزادی حضرت اُمّ کلثومؓ کو پیش کر کے عثمان غنیؓ کو عثمان ذوالتورین کے تاریخی خطاب سے سرفراز فرمادیا۔ لیکن یہ غصت بھی امتحان شکر بن کر آئی اور بہت جلد امتحان صبر بن کر چلی گئی۔ جلد ہی ایک بار پھر ان کے قلب پر ٹھیک اسی جگہ نیا گھاؤ لگا جہا۔ حضرت رفیعہ کی موت سے اس سے قبل لگ چکا تھا۔ بظاہر وہ دونوں اے عثمان تھے مگر ان کے اندر وہ میں آ زبانش و اسلاکے دو زخم چاند اور سورج کی طرح آئنے سامنے کھڑے ہو گئے تھے۔ شاید بھی تھوڑہ ذخم جن کے نتیجے میں دنیا کی محبت کی تمام جریں کٹ کر رہ گئیں۔ دنیا اور اس کی تمام روپیہ سنہری دولت ان کی نظر وہ میں ٹھیکروں کا کاظمیہ بن گئی اور اس دنیا میں سب سے اچھی جگہ ان کے لئے قبرستان نے لے لی جہاں جانا اور قبروں کے بندوں پر کوئی سے آخرت کے اُس پار جھانکتے رہنا ان کے سکون دل کا سب کے بڑا ذریعہ بن گیا۔ وہاں ان کے قلب پر آئے والی ابدی حقیقوں کے ساتھ اہرانے لگتے اور زندگی و موت اور حشر و نشر کے سرہستہ را ذبیحی جاہب ہو کر ان کے ایمان ہیں ہرفت کالا زدال رس گھومنے لگتے تھے۔ کسی نے ان سے جب قبرستان سے اس غیر معمولی و باستگی کی وہ معلوم کرنا چاہی تو اسکے حواب میں انھوں نے ایسا اشارہ کیا جس کی شرح کے لئے دفتر بھی کافی نہ ہوں۔ انھوں نے کہا:-

”مردوں میں مجھے دو ایسی خوبیاں میں ہیں جو بہت کم زندگی میں نظر آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ میں جب تک ان کے سامنے بیٹھا رہتا ہوں وہ کوئی ایک بھی ضھول بات مجھ سے نہیں کرتے۔

راہ حق میں ساٹھ دینے والی رفیعہ حیات کے ساٹھ تھا۔ مگر ان کی روح میدران بدر میں خدا کے رسولؐ کے ہمراہ چل رہی تھی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب بدر کی فتح کے بعد بالغین تھیں تھیں میں خدا کے رسولؐ نے عثمان غنیؓ کا بھی حصہ لگایا۔ مال و دولت کے نخانے کتنے ڈھیر اس سے ہے بھی انھوں نے اپنے دامن میں آتے ہوئے دیکھے تھے مگر یہ مال اے۔ یہ تو چیز بھی کچھ اور تھا۔ اس میں نظروں کی خیر کرنے والی چمک نہ تھی مگر روح و دل کے ایو اؤں کو روشن کر دینے والا سبیل نہ تھا۔ اس کے اندر سے اُبل رہا تھا۔ یہ اعلان تھا کویا اس قابل صد فخر حقیقت کا کہ عثمان غنیؓ بھی بدری صحابیوں میں سے ہیں۔ انھوں نے بھی اپنے قلب درووح کے ساٹھ حق دباٹل کے اس اُولین قتال میں خون دل و جگہ سے حصہ لیا ہے۔ لیکن ابھی وہ تحفہ خداوندی پر مشکل نہ صحت کا امتحان دے ہی ارہتے تھے کہ صبر و استقامت کی ایک اُدھری آزمائش ان کے سفرِ آخرت کے ایک نئے زادراہ کے طور پر سامنے آگئی۔ وہی بیوی جس نے ان کے شانزہ بنا نہ رک رہا۔ وہ کہ رہا تھے و فراز بر دلیں بدر میں کی ٹھوکر کی طلاق تھیں۔ مھماز بکے زخم ہنس ہنس کر اپنے مقدس سینے پر سہے تھے۔ ہاں وہی اسٹریک حیات جس کی رگوں میں خدا کے آخری محبوب ترین رسولؐ کا پائیزہ ترین خون گردش کر رہا تھا ”دار القرآن“ کے لئے پا بر کا ب تھیں۔ ایک سفر دراز جس پر ایخیں تن تھا جانا تھا۔ عثمان غنیؓ، ان کے وفاکیش اور وفا فراز سنوہر بھی اس میں ان کے ساٹھ نہیں جاسکتے تھے۔ وہ بیوی جس نے قدم قدم پر ان کا ساٹھ دیا تھا اب اس کو وہ شک آیا۔ لکھیں اور لرزہ بر انداز دل کے ساٹھ ”خدا حافظ“ کہہ رہے تھے۔ حضرت رفیعہ رضی اللہ عنہا کو سپرد خاک کرنے کے بعد جب وہ ایک طرف ایسی تیقی رفاقت سے خود می پر اشتکبار ہو رہے تھے تو دوسری

سکونِ دل کے دو مقام — مسجد اور قبرستان

ایک بار پھر ایسی ہی آواز ان کے کافوں میں آئی تھی اور وہ اس پر سرا یا گوش ہو گئے۔ پسجی زمبوی کی تھنیں زمین کو خرید کر مسجد کی توسیع کا معاملہ تھا:-

”جو شخص اس زمین کو خرید کر اسے میری مسجد شامل کر دے اس کو خدا کی جنت لے۔“ آنحضرت نے اعلان عام فنر مایا۔ دوسرا ہی لمحے حضرت عثمان پھر میری میں نظر آئے۔ فریمیں کو خریدا اور اسے خدا کے ٹھرمیں ملا دیا۔

غزوہ تبوک میں حضرت عثمان کا جذبہ اتفاق واشمار دیدنی تھا۔ یہی تھا وہ وقت جب وقت کے منافق لوگوں کو معاشری خطرات کے احساسات میں دھکیل کرنا رہی۔ آخرت سے خالی کر دینے کی آوازیں بلند کر رہے تھے۔ دولت کی قیمت سمجھائی جا رہی تھی۔ ھبتوں کی حفاظت کی اہمیت پر زور دیا جا رہا تھا۔ اسی خود پرستی کے شوروں غل میں انہوں نے ایک بار پھر اللہ کے رسول کی یہ نوائے درستی! :-

”جو شخص راہ خدا کے اس شکر کا ساز و سامان دلت کر دے اس کو جنت لے گی۔“

”یا رسول اللہ!“ عثمان غنی پکارا اٹھے ”میں سواؤنٹ پیش کرتا ہوں۔“

خدا کے رسول نے ایک بار پھر ایسی آواز کے ذریعے بندگان خدا کو مزید صداقتات پر ابھارا۔

”یا رسول اللہ!“ عثمان پھر پکارا اٹھے ”میں دو سواؤنٹ پیش کروں گا۔“

تیسرا بار پھر خدا کے رسول نے وہی آواز لگائی۔

”یا رسول اللہ!“ عثمان غنی نے پھر بتا انہوں جواب یا میں تین سواؤنٹ نہ کرتا ہوں۔“

چوتھی بار پھر خدا کے رسول نے مونتوں کے جذبہ اتفاق

دوسری یہ کہ جب میں ان کے پاس سے مٹھ کر چلا آتا ہوں تو پڑھ پچھے مجھے برائیں کہتے۔“

دوسری جلصیں ایسی تھیں جہاں حضرت عثمان کو سکون دل سے لطف اندر ہوتے ہوئے دیکھا گیا۔ ایک مسجد میں جہاں فرش خاک پر بے تکلف لیٹے اور اپنے جسم کو غبار آزاد کرتے ہوئے بارہ تھاگیا، دوسرا ہے قبرستانوں میں جہاں بار بار جانا اور زندگی کی حقیقت کا ھکلی آنکھوں مطاعمہ کرنا ان کا محبوب ترین مشغله بن گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحا ججزا دیوں کی جدائی کے بعد جب خود رسول اللہ سے جدا گی کی نوبت آئی تو حضرت عثمان کی یہ شرید و بشکی اور زیادہ طبعی حلی گئی۔ دولت کی قیمت تو ان کی نظروں سے اسی دن گرفتی تھی جس دن انہوں نے قلب و ضمیر کی آنکھوں کر رسالت کی تجلیات میں اپنے دیدہ و دل کو تم کر دیا تھا۔ اور زندگی اسی دن سے ان پر بار و دش پہنچ رہ گئی تھی جس دن سے یہ دنیا حضور کی دنوں صحا ججزا دیوں کے بعد خود حضور کے وجود کے انوار اظاہری سے خالی ہو گئی تھی۔

جب رسول خدا ہجرت کر کے میتنے شریعت لائے تو میٹھے پانی کی آپ کو اور آپ کے اصحاب کو بڑی تکلیف تھی۔ یہاں صرف ایک ہی میٹھا نواں ”نومہ“ تھا جو ایک بیوہ دی کے قبضے میں تھا اور وہ من مانے داموں اس کا پانی نہ رخت کیا کرتا تھا۔ ایک دن حضرت عثمان نے یہ شاکِ اللہ کے رسول اس صورت حال سے پریشانی کے عالم میں یہ فرمائے ہیں —

”جو شخص اس کنوں کو خرید کر اس کو خدا کی راہ میں وقف کر دے اس کے لئے خدا کی جنت ہے۔“

حضرت عثمان دولت دیبا کو لئے ہوئے آگے بڑھ اور اس آواز پر دلوں انہوں سے اس کو لٹا دیا۔ کنیاں خریدا اور خدا کے حوالے کر دیا۔

رسول کریمؐ نے اپنے ہاتھ کے متعلق فرمایا۔ "عثمان کا ہاتھ ہے".....

شہادت کی غلط خبر کے بعد اللہ کے رسولؐ نے شجر خوان کے سائے میں اللہ کے بندوں سے رب کچھ لٹانے کا عہد دیا تو اسے ایک ہاتھ پر حضورؐ نے دوسرا ہاتھ رکھتے ہوئے اعلان فرمایا۔ "یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔" یہ ان کی طرف سے پر درگی کا عہد دیا یا انہی ہے۔" اور جب شہادت کی غلط خبر کی تردید ہوئے کہ بعض مسلمانوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ عثمانؐ سے خوش نصیب ہیں کہ انہوں نے کعبہ کا طواف کر لیا ہو چکا تو خدا کے رسولؐ نے عثمانؐ کے ساتھ پہنچاں حسن بن علی کا انہار فرمایا کہ "مجھے ان سے یہ موقع نہیں کرہا اگر بغیر انہوں نے تہبا خدا کے گھر کا طواف کر لیا ہو چکا۔"

اور جب حضرت عثمانؐ زندہ وسلامت داپس آئے اور ان کو حضورؐ کی اس موقع کا علم ہوا تو خوشی اور فخر کے جذبات سے بھر رہی ہوئی آوازیں انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ "یہ خدا کا لتنا بڑا افضل ہے کہ اس کے رسولؐ نے مجھ سے جو موقع تکمیلی تھی وہ غلط ثابت نہیں ہوئی۔" مجھ سے کہا گیا تھا کہ میں اگر چاہیوں تو تہبا کے کا طواف کر سکتا ہوں اور خانہ کعبہ اپنے تمام حسن و جمال کے ساتھ مجھے اپنی طرف چینچے لے رہا تھا مگر اخضرتؐ کے بغیر تہبا یہ روحانی لطف حصل کرنے کے خیال ہی سے میری روح پانی پانی ہو گئی اور میں نے اہل مکہ کی اس پیش کش کو قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

خدا کے آخری رسولؐ کا عثمانؐ کے ساتھ یہ حسن بن طہن اور حسیلہ تھیں جلا گیا۔ یہاں تک کہ مستقبل کے ہولناک اور تاریک ترین فتنوں میں بھی یہ حسن بن حضرت عثمانؐ کی قدرت کا تابنا نیصہ بہن گیا۔ خدا کے رسولؐ نے ایک نقاب پوش شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ "فتنوں کے وقت یہ شخص حق پر ہو گا۔" لوگ تیزی سے اس گز دستے ہوئے شخص

ایشارہ کو اسی آہنگ میں صد ادی۔
سہ آواز سنتے ہی حضرت عثمانؐ وہاں سے تیزی سے اٹھے اور گھر میں داخل ہوتے۔ گھر میں ایک ہزار اشتر فیضا نظر وہ سامنے تھیں، ان سب کو انہوں نے دامن میں سینٹے ہوئے سجدہ بنوی کا رُخ کیا اور یہ سادھی پر بھی حضورؐ کے مقدس قدموں میں لاڈا لی۔ آنحضرت اس وقت مجبر پر گھر ہونے تھے۔ اس کے بعد آپ بیٹھ گئے۔ فرط مسخرت سے آپ کا چہرہ انور گلدار ہو گیا اور جذبہ الفاقہ و ایشارے اسی طرح سخنچ کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں لیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"آج کے بعد۔ آج کے بعد عثمانؐ خواہ کچھ کریں ایھیں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کوئی چیز ایھیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔"

حضرت عثمانؐ نے یہ سنا تو ایھیں حسوس ہوا جیسے خدا کی جنت سچ جج ان کی جھوٹی میں آگئی ہے۔ ان کو بارہ کے مال غیرمت سے بھی خروج و مسخرت کی دولت ملی تھی۔ ان کو حضورؐ کی دو صاحبزادیوں سے نکاح کا اعزاز ملا تھا۔ ایھیں حضورؐ کی یہ جان فواز آزاد بھی کبھی منانی دی تھی کہ الگ میری دوسری بیویاں اور ہوتیں تو میں عثمانؐ کے نکاح میں انکو دیئے چلا جاتا۔ لیکن غزوہ توبکے موقع پر زبانِ دھی ترجمان سے یہ آواز شوق ان کے لئے ایک الیجی تہمت لازماں تھی جس سیکے احساس سے وہ خوشی کے مارے رو دیئے۔ اور فخر و سرور کے شدید ارتعاش نے ان کے سارے وجود کو سجدہ شکر میں ڈھال دیا۔ ایسی روحانی مسخرت کا تجویز ایھی حدیبیہ کے موقع پر ہوا تھا۔ جب مال کے بجائے جان کی بازی لگانے کے لئے لکھے میں سفارت کے فرض کی آواز حضورؐ کے ہونٹوں پر بلند ہوئی تھی۔ عثمانؐ کے دامن تھے وہاں بھی خود کو اسی طرح پیش کیا تھا۔ اور جب ان کی

جان دیدی مگر مسلمانوں کے درمیان تلوار نہیں بخلنے دی

گفتگو کی بازگشت میں ڈوبتے ہوئے پکارا گھنی ”نہیں۔ یہ بھی ممکن نہیں، اس قیص کو میں جنتے جی کیسے اُتار سکتا ہوں کہ جس کے اُناسنے کے معنی یہ ہیں کہ عثمانی خود کو جنت کی خوشبو تک سے محروم ہو جانے دے۔“

اور اسی فصلے پر اپنا سب کچھ داؤں پر لگائے ہوئے وہ جس وقت گھر میں کو دکر آئے دالے قاتلوں کی تلواروں کا پیٹ اور پر خوفناک بجلیوں کی طرح کونڈتا ہوا دیکھ رہے تھے تو اس وقت بھی انہوں نے دنیا اور اس کی دولت و حکومت کی طرف ایک نظر بھی تو نہ ڈالی۔ اس وقت بھی انسکے سامنے صرف ایک بھی ہیز تھی اور وہ خدا کی کتاب تھی جسکے گھلے ہوئے اور اسی پر نظر جماشے ہوئے وہ شہادت کے خون میں نہار ہے تھے اور ان کا مقدس خون قرآن شریف کی ان آیات پر طبک رہا تھا۔ **قَسْيَلْفِتَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ أَدَدِي**۔ داں سبکے بینے کے لئے تیرے لئے اللہ کافی ہے اور وہ سُنْنَةٌ وَالا اور جاننے والا ہے) کون کہہ سکتا ہے کہ ایک ایسا بندہ مومن میداں احمد سے اس لئے راہ فراہ اختار کر سکتا تھا کہ اس کی جان بچ جائے خواہ جنت ہاتھ سے کیوں نہ نکل جائے!۔ میداں احمد میں حضور کی شہادت کی غلط مگر بر ق پاش خبر کر گئی کہ خواہ ان کے اوپر جو کچھ گذر گئی ہو جان کی محبت ان کو مقامِ جہاد سے ہرگز نہیں ہٹا سکتی کہ جن کو صرف یہ خوف کہ وہ جنت کی خوشبو سے محروم نہ ہو جائیں ہواناک ابتلاوں اور برہمنہ تلواروں کی چھاؤں میں صبر و استقامت اور ایسا نی سپردگی کی چنان بنائے ہوئے تھے۔ فرار کی راہ تو کسی انہوں نے تو اپنی جان کی حفاظت کے لئے اتنا بھی گوارانہ کیا مسلمانوں کی تلواروں سے ان مسلمانوں کا خون ہو جانے دیں جو فتنہ کار طاقتوں کے طلسما کا شکار ہو کر ان کے خون کی چھینتوں سے قرآن کے صفحات کو رنگیں ہوتا ہوا دیکھنے والے تھے۔

تک پہنچے تو دیکھا کہ یہ حضرت عثمانؓ ہی تھے۔ پوچھا گیا کہ ”کیا یہی شخص؟“۔ اور پیغمبر نے جواب دیا ”یہاں ہاں یہی شخص!“۔ اور اسی ”شخص“ سے آپنے یہ بھی ارشاد فرمایا۔

”اے عثمانؓ، دیکھنا تھیں ایک قیص ہناتی جائے گی اور لوگ اس کو اُتارنا چاہیں گے۔ نیکن الگ تم نے اسکو اُتار دیا تو جنت کی خوشبو تک تھیں نصیب نہ ہو گی“۔ اور خلافت کی یہ قیص جب ان کی زندگی کا آخری اور سب سے نازک امتحان بن کر سامنے آئی تو پڑپی سے بڑی تکلیف اور پڑپے سے بڑا خطرہ دنیا میں اس قیص کو اس وقت سے ہیلے ان کے بدن پر سے نہ اُتار سکا جب تک یہ قیص خود ان کے خون شہادت سے تربڑہ ہو کر وہ جنمی۔ وہ اسکی رہ میں تشنجی کی اس منزل کرب و بلا سے گزرے کہ جہاں ان کے مخصوص ابلیعیں پانی کی ایک ایک بوند کو ترسانیئے گئے انہوں نے مکان کی بلندی پر سے مکان کو گھیرنے والوں کو آزادی میں ہی وہ ہوں جس نے ہنہوڑ اور ان کے اصحاب کے لئے بیٹھے پانی کا کنوں خرید کر و تفت کیا تھا اور میں ہی وہ ہوں کہ آج میرے گھر والے ٹھنڈے پانی کی ایک ایک بوند کو ترسانیئے ہیں۔“

اس درود بچاٹی پر ترپتی ہوئی کہتی ہی انسانی روح نے ترپ کر کرہا ”تو پھر ان حاضرہ کرنے والوں کے خلاف تلواروں کو بے نیام ہونے کا حکم دیا یعنی۔“

”یہ کیسے ممکن ہے کہ میں لا الہ الا اللہ ہے کرنے والوں کے خون سے مسلمانوں کی تلواروں کو رنگیں ہو جانے دوں!“

”تو پھر“ دوسری آواز بلن پڑتی ”یہاں سے بہٹ جائیے اور اس منصب ہی سے دامت پرداری دیدیجئے“۔ اور عثمانؓ کی روح پاٹی میں آنحضرتؐ کی اسی تاکیدی

انسان نسے نہیں خدا سے تجارت

تحمیں اس کی بہترین جزا دے۔

حضرت صدیق اکبرؑ کے عہد میں جس وقت اُمرت قحط سے دو چار ہوئی تو انہوں نے اپنے اس مکافٹے کا اعلان فرمایا "آج شام تک اللہ تھاری پریشانی دور کر دے گا۔"

یہ پریشانی دور کرنے کا سہرا غمان غنیؓ کے ہی سر بندھنے والا تھا جو انسان سے تجارت کرنے کے بجائے خدا سے وہ تجارت کرنے کے دھنی تھے جس کا انعام آخرت نے آخرت کے دردناک عذاب سے نجات قرار دیا ہے۔ اسی شام ان کے ایک ہزار غلے سے لدے ہوئے اور نظر بستی میں داخل ہوئے تو مدینے کے تاجر انکی خریداری کے لئے ہجوم کر آئے۔

"تم لوگ شام کی اس خرید پر مجھے کتنا فرع دے سکتے ہو؟" حضرت عثمانؓ نے خریداروں سے سوال کیا۔

"دس روپے پر بارہ روپے" تاجر وونگی لکھا۔

"مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے" حضرت عثمانؓ

نے جواب دیا۔

"اچھا دس روپے پر پندرہ روپے" تجارت کرنے والے انسانوں نے دوسرا بیوی لکھا۔

"مجھے اس سے بھی زیادہ مل رہا ہے" حضرت عثمانؓ

نے ارشاد فرمایا۔

"آخر وہ زیادہ دینے والا کون ہے؟" تاجر وونگی

حیرت بھرا سوال کیا۔ مدینے کے تاجر تو ہم ہی لوگ ہیں۔

"مجھے ایک روپے کے مال کی دس روپے پر قیمت مل رہی ہے" حضرت عثمانؓ نے تاجر وونگی کی حیرت میں ضمانتے

کرنے والا جواب دیا۔ "کیا تم اس سے زائدے سکتے ہو؟"

"جی نہیں!...." حیرت سے کھلے ہوئے منھ سے

اسلام اور مسلمانوں کی محبت کے سوا ان کے دل میں کوئی محبت موجود نہ تھی۔ نزد دولت کی محبت کا وہاں گزر تھا نہ اقتدار کی چاہرہت کا! جس وقت حضرت ابوالبکرؓ اپنے بعد مسلمانوں کے خلیفہ کا تقدیر کرنے والی تاریخی صیحت حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے تھے تو یہ امر بجائے خود اس کا ایک ثبوت تھا کہ وہ ابوالبکرؓ کی نظروں میں کس قدر معتمد ہیں۔ لیکن وصیت کے ابتدائی الفاظ "میں تم پر خلیفہ بنتا ہوں....." لکھوانے کے بعد جب حضرت ابوالبکرؓ پر غرضی طاری ہو گئی تو عثمان غنیؓ نے اس جگہ اپنام لکھنے کا تصویر تک نہیں کیا بلکہ اس توف سے کہ مبارکہ حضرت حضرت ابوالبکرؓ کو پوش نہ آئے اور خلافت کا مسئلہ امرت کے لئے فتنہ بن جائے، انہوں نے فراسیت ایمانی اور دینیت رائے سے اس جگہ کا سب سے زیادہ سخت حضرت عمر فاروقؓ کو سمجھا اور خالی جگہ پر ان کا نام تحریر کر دیا۔ جب حضرت صدیق اکبرؓ پوش میں آئے اور حضرت عثمانؓ نے کہا "پڑھو میں نے کیا لکھا ہے؟" تو حضرت عثمانؓ نے وہ مکمل عبارت اس طرح پڑھ دی۔

"میں خلیفہ مقرر کرتا ہوں تھا رے اور پر عرض این خطاوب کو اور میں نے تھا ری بھلانی میں کوئی دقیقہ سعی ذو گذاشت نہیں کیا۔" بے اختیار "اللہ اکبر" کی آواز حضرت ابوالبکرؓ کے منھ سے نکلی اور فرمایا "معلمِ پیغمبر تھا ہے کہ تھمین در تھا کہ اگر غشی کی حالت میں میری جان نکل گئی اور میں پوری وصیت نہ لکھوا سکتا تو لوگوں میں خلیفہ کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائیگا" آپ درست فرماتے ہیں "عثمان غنیؓ نے جواب دیا" واقعی میرا یہجا خیال تھا۔" اور حضرت ابوالبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کی لکھی ہوئی عبارت کو باقی رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ

یتھے وہ مسلمان

لوگوں نے جواب دیا۔

"پھر تم سب گواہ ہو جاؤ" حضرت عثمانؓ نے اکشاف راز کرتے ہوئے فرمایا "میں نے یہ سب غلہ خدا کی راہ میں صدقہ کر دیا"

اور — اسی رات کو حضرت عباسؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ نے خواب میں دیکھا کہ حضورؐ ایک سفید فام ترکی گھوڑے پر سوار ہیں اور نورانی بناں زیب تن ہے اور کہیں جانے کی عجلت فرار ہے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! آپ کو کہاں جانے کی جلدی ہے۔

جھے تو آپ کی زیارت کا ہے حدائقیات تھا۔" جواب ملًا "اس وقت جھے جانے کی جلدی اس لئے ہے کہ عثمانؓ نے ایک ہزار اونٹ غلہ کے خیرات کے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرالیا ہے اور اس کے صلے میں چنت کی ایک حور سے ان کا نکاح ہو رہا ہے۔" جھے اس تقریب عرسوی میں شریک ہونا ہے۔"

سمنے چاندی، سچے موئی اور دیگر اجزاء کی روز افزون گرفتاری کے باعث مجبوراً اس سرمه درجت کی قیمتیوں میں تھوڑا سا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ یکم جنوری الحجه سے یہ قیمتیں تصور کی جائیں۔ بھلی قیمتیں منسوخ۔

ایک تولہ — سات روپے

۶ ماشہ — چار روپے

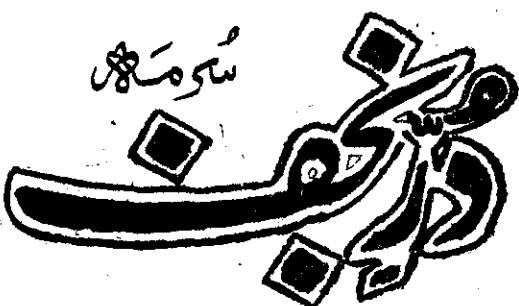
۳ ماشہ — ڈو روپے

یکم جنوری الحجه سے پہلے
موجودہ قیمتیں ہی چلیں گی

منی بھر

دار الفیض رحمانی۔ دیوبند

(بیو۔ پی)



ہر حال میں مکمل نسخہ

یتھے وہ مسلمان جنہوں نے خدا سے چنت کی خریداری کا عہد کیا اور اس عہد کو جان و مال دے کر پورا کیا۔ ستم نے بھی تھیک یہی عہد اپنے رہے کیا ہے اور حضورؐ کا نام لے کر کیا ہے — لیکن ہماری خواہش یہ ہے کہ ہماری زندگی کی ساری توانائیاں — ساری قوتیں اور سازدہ سامان اس جہاں فانی کی خریداری پر کھب جائیں اور خدا اپنی چنت مفت میں ہمارے دامن میں ڈال دے۔ کیا کبھی بھی ہمیں اپنی اس بد معاملگی پر خدا کے حضور شرمن آئی ہے؟ کیا کبھی ہمیں اس شرمندگی کے احساس نے زندگی میں صرف ایک بار — ایک ساعت کے لئے بھی رُلا دیا ہے؟ کیا ہم مسلمان ہیں؟ — آہ کیا واقعی ہم مسلمان ہیں۔

ترمیٰ آواز مکے اور مدھتے

مولانا مودودی کی یہ تقریر جس وقت آپ پڑھیں گے پاکستان میں انشاء اللہ انتخابات ہو چکے ہوں گے۔ نتائج کا حکم اللہ گو ہے۔ دنیادی ہار جیت تو پیغمبر و کسان تھیں لگی رہی ہے۔ جماعت اسلامی پاکستان اگر انتخابات میں حاکم ہو ہیں ہار گئی تو یہ ایک بردست المیدہ ہو گا لیکن اس سے اس عظیم اور بیش بہا تعمیری و اصلاحی کام کی اہمیت کم نہ ہو گی جسکی تفصیل اس تقریر میں پیش کی گئی ہے۔ ہمارے یہاں جو لوگ بڑے شعبین ان روز میں دوسرے نوکھلوں تعمیری بکام کا دعوظ فرستے ہیں انھیں آنکھیں کھو لکر دیکھنا چاہیے کہ ایک تنہ آدمی نے تیس سال کی قلیل تر مدت میں اللہ کے فضل سے کیا کچھ کر دھایا۔ خصوصاً یہ ملحوظ رہے کہ جو کچھ کیا گیا وہ رحمت و مخالفت کے ہمیشہ طوفانوں کے بال مقابل اور مادی وسائل کی بے سرو سامانیوں کے باوجود صرف عین منحدرات میں ہو کر کیا گیا۔ اسلام کی تقریر بیچودہ صد ہزاروں میں حصیوں کے بعد شاید ہی کوئی فرد امت ایسا ملے جس نے اللہ کی راہ میں اپیوں اور بیگانوں کی اتنی گاہیاں تھائی ہوں۔ اتنے اٹھا مات سہے ہوں۔ اتنی عداد و مخالفت برداشت کی ہو۔ نبہلیشیب۔ خوشایک تختی!

(تتحلی)

حدائق ان کے اثرات پھیل چکے ہیں، کیا ان کے مقاصد ہیں اور کیا کچھ وہ یہاں کرنا چاہتی ہیں۔

ایک چڑھکن کر سامنے یہ آئی کہ صوبائی تعصیات نسلی اور علاقائی تعصیات، زبان کے تعصیات، جو پہلے ہی ہمارے ملک میں کچھ نہ کچھ موجود تھے۔ اب پوری طرح پل کر جوان ہو چکے ہیں اور پوری طاقت سے ابھر آئے ہیں۔ ملک کے ایک حصے میں علی الاعلان علیحدگی کی حریکیں حل رہی ہے جملہ کھلما یہ آؤزیں بلند ہو رہی ہیں کہ ”بیگان بیگان ایک ہو“ کھلما کھلا یہ آؤزیں بلند ہو رہی ہیں کہ ”ہم بیگان کی آزادی چاہتے ہیں“۔

کھلما کھلا یہ آؤزیں بلند ہو رہی ہیں کہ ”بیگان بولنے والے ایک قوم ہیں“ اور بیگانی قومیت کی علامت کے طور پر ”بچے بیگل“ کا نعرہ بلند کیا جا رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ بیگان کی آزادی کا مطلب پاکستان سے علیحدگی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ درہ اگر پاکستان غلام نہیں ہے، تو مشرقی پاکستان کیسے غلام ہے اور کس کا غلام ہے؟ مشرقی پاکستان کا لفظ بھی اب لوگوں

حضرات! ملک میں عام انتخابات کا وقت اب قریب آگیا ہے اور عنقریب آپ کو اپنی رائے دینے کیسے جانا ہو گا۔ یہ انتخابات اسے فضیل ہیں کہ ان کے نتائج پر صرف آپ ہی کے مستقبل کا نہیں بلکہ ایک بڑت دراز تک آپ کی آئندہ نشوونوں کے مستقبل کا بھی اخصار ہے اس موقع پر میں چاہتا ہوں کہ آپ کو تفصیل کے ساتھ یہ بتاؤں کہ آپ کا ملک کس صورت حال سے رو چار ہے۔ کن حالات میں یہ انتخابات ہو رہے ہیں اور ان حالات کے اندر ملک کو جو خطوات دریشیں ہیں ان سے بچنے کی صورت کیا ہے۔

ایوب خال صاحب کے زوال کے آثار حرب۔ شروع ہوئے اس وقت واضح طور پر جنچریں میں سامنے آئیں جن سے سارے ملک نے یہ دیکھ لیا اور ملک کا ایک پچھلی جس کے اندر کچھ ہوش تھا اس بات سے ناواقف نہ رہا کہ ہمارے ملک میں کس قسم کی طاقتیں ابھرائیں ہیں، کس

پاکستان اسلام کے لئے بنا تھا نہ کہ سو شلزم کے لئے

میں بھی ابھارے جا رہے ہیں۔
 ایک طرف یہ فتنہ ہمارے سامنے پوری شدت کے ساتھ ابھر کر آچکا ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہاں وہ تحریکیں بڑی قوت کے ساتھ کام کر رہی ہیں جو پاکستان کے محظوظے اڑا دینا چاہتی ہیں۔ دوسری طرف یہ چرخی ہمارے سامنے آئی ہے کہ بہت سی پارٹیاں یہاں علی الاعلان شیش نظام قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اور حکمِ حکماً کہتی ہیں کہ پاکستان کی بحثات سو شلزم اختیار کرنے میں ہے۔ ان میں بعض پارٹیاں تو لگی لپی رکھتے بغیر سو شلزم کی علبرداری کر رہی ہیں اور بعض کا حال یہ ہے کہ کبھی تو وہ سو شلزم کا نام لیتی ہیں پھر جب دیکھتی ہیں کہ لوگوں کے حلن سے یہ بات نہیں اترنی تو کبھی اسلامی سو شلزم کبھی اسلامی مساوات، کبھی محرومی مساوات کے چکر چلا کر پھر صاف صاف سو شلزم کی ہیں شروع کر دیتی ہیں تاکہ لوگوں کو فتح رفتہ سو شلزم نظام قبول کرنے کے لئے تیار کیا جائے۔ کچھ اور لوگ کبھی خلافتِ رباني کی بات کرتے ہیں، کبھی انہر الفعلین کے نام پر تمام زمینوں جاندے اور اور کارخانوں قبیعہ کرنا چاہتے ہیں اور کبھی صاف صاف "جلاؤ اور حکیم اؤ" کے ذریعے سو شلزم انقلاب لانے کا اعلان کر دیتے ہیں۔ ان سب باقوں کا نتیجہ چرخہ ہونا ہے وہ یہ کہ آپ کا دین و ایمان بھی جائے اور ساتھ ساتھ پاکستان بھی فتح ہو۔ خاہر ہے کہ پاکستان اسلام کے لئے بنا تھا نہ کہ سو شلزم کے لئے۔ اور یہ قائم بھی رہ سکتا ہے تو اسلام کے ذریعہ سے رہ سکتا ہے۔ سو شلزم کے ذریعہ سے نہیں رہ سکتا۔ سو شلزم آئے گا تو آپ کا دین و ایمان بھی جائے گا اور اس ملک کے بھی مکرے اڑ جائیں گے۔ آپ خود سوچیں، آخر اس کی کیا معقول وجہ ہو سکتی ہے کہ سو شلزم بہگاں، سو شلزم مغربی

کو گوارا نہیں ہے، اور اس کے بجائے وہ اسے "بہگلہ دشی" کہنا چاہتے ہیں، حالانکہ بہگلہ دشی کا اطلاقِ مشرقی اور مغربی بنگال دو فویں پر سکیاں ہو گا اور یہ نام آپ سے آپ سری پاکستان کو مغربی پاکستان سے وہ اور مغربی بنگال کے قریب لے جائے گا۔ بنگال زبان کی بینا در پر قومیت کے بھی صاف معنی یہ ہیں کہ بنگالی مہندو اور بنگالی مسلمان ایک قوم ہیں اور غیر بنگالی مسلمان دوسری قوم۔ بنگالی بنگالی ایک ہو۔ کاغذ اس چیز کو اس کے آخری منطقی نتائج تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ تصورات پہلے کبھی اس نشکل میں ہمارے سامنے نہیں آئی تھے۔ جس نشکل میں اب آرہے ہیں اور نہ حمل کر کوئی ایسا بروگام پیش کیا گی تھا جو صریح طور پر عیارگی کا پروگرام ہے۔ اسی طرح ملک کے ایک دوسرے حصے میں سندھی قومیت کا تصور اس قدر نہ ہر یہ طریقے سے پیش کیا گیا کہ وہ عرب جو اس ملک میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے، جن کی بدولت اس سر زمین کو سب سے پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے روشناس ہوئے کامو قلع ملا تھا۔ وہ غاصب اور تیزی سے قرار دیئے گئے اور راجہ داہر کو سندھیوں کا ہمیزہ قرار دیا گیا یہ نہ کہ اتنا پھیلا یا گیا کہ آج ایک گروہ کہنے والی سندھی گوئی کیونکہ وہ سندھی ہے اور غیر سندھی مسلمانوں کا وجوہ گوارا نہیں ہے خواہ وہ ہمارے ہم بخانی یا پٹھان۔ یہ لوگ ہر معاملہ میں پاکستانیوں کے درمیان سندھی اور غیر سندھی کی تفریقی برا برا کر رہے ہیں۔ یہی حالِ سرحد کا ہے جہاں پختونستان کی تحریک کا تصور ہے پاکستان سے عیادگی کی بینا در پر شروع ہو اتحاد اور آج اس تحریک کے علبردار انتخابات میں اس عزم پر ساتھ شرکی ہو رہے ہیں کہ دوسرے عیادگی کے سندھوں کے ساتھ مل کر پاکستان کو ایک قوم کے ملک کے بجائے پانچ قومیتوں کا ملک بنائے پھر گئے۔ ایسے ہی علاقائی اور نسلی تعصبات بلوجستان

دوسرے نکی زمینیں ملنے کے بجائے اپنی زمینیں بھی چھپنے ہی

سے جو روئی نظریہ انقلاب کے قائل ہیں وہ صفتی مزدورو رہ کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں جو چیزیں نظریہ انقلاب کے قائل ہیں انھوں نے دیہات کا رخ کیا ہے اور وہ کسانوں کے راستے سے انقلاب لانے کے لئے گوٹاں ہیں۔ وہ جا حاکر دیہاتوں کو طرح طرح کے فریب دیتے ہیں۔ اگرچہ ان کا اپنا نظریہ یہ ہے کہ زمین نکسی کی شخصی ملکیت نہیں ہو سکتی بلکہ اسے قومی ملکیت ہونا چاہئے تکین دھوکہ اور فریب تمام دنیا میں سو شلتوں کا مستقل اور سب سے بڑا تھیا ہے۔ وہ کاشتکاروں، مزارعوں اور چھوڑ مارکان زمین کو یہ یقین دلاتے پھر رہے ہیں کہ زمینیں بڑے زندگانی سے چھپنے چھین کر نہیں دیدی جائیں گی اور اس طرح وہ اخفیں آلات کا ربانا کر دیہات کے راستے انقلاب لانے کی کوشش کر رہے ہیں، حالانکہ سو شلزم اگر قائم ہرگیا تو دوسروں کی زمینیں ملتا تو در کنار ایک ایک کاملاں بھی اپنی زمین کا مالک نہ رہے گا۔

اسی طرح انھوں نے ہر قسم کے سازیاں کر کے ایسے استاد اور پروفیسر اسکو لوں اور کالجوں اور پرنسپریٹسیوں میں گھسا دیئے ہیں جو رات دن مسلمان طلبہ کے دین و ایمان پر ڈاکے ڈال رہے ہیں۔ ان کے عقائد خراب کر رہے ہیں ان کے دماغوں میں سو شلزم اور الحاد کے نظریات ٹھیک نہ رہے ہیں اور اس کے ساتھ اس بات کی بھی کوشش کر رہے ہیں کہ طلبہ کے اخلاق کی جتنا بگاڑا جا سکے بگاڑ دین کیونکہ اخلاقی بے راہ روی ایک ایسی چاٹ ہے جس کے ذریعہ نوجوانوں کو زیادہ آسانی کے ساتھ تابوں میں لا جائیا جاتا ہے۔

یہ ہے وہ صورت حال جو ہمارے سامنے ایوب خان کے زوال کے ساتھ ہی داضع طور پر آگئی اور ہمیں حکوم ہو گیا کہ

پاکستان کے ساتھ مل کر رہے جکہ اس کے قریب ہی سو شلسٹ مغربی بنگال موجود ہو، سو شلسٹ پر ما موجود ہو اور سو شلسٹ چین موجود ہو؟ اسی طرح مغربی پاکستان اگر سو شلسٹ ہو اور سندرستان بھی سو شلسٹ تو ان دونوں کو مل جانے سے آخر کار کیا چیز رکھ سکتی ہے؟

اس کے ساتھ ایوب خانی آمربیت کے پیشے ہی جو بات ہمارے سامنے آئی وہ یہ ہے کہ یہ نئی نئی تحریکیں جو انھر ہی ہیں یہ تحریکیں پرداختیں رکھتیں بلکہ ان میں سے اکثر جھوہریت کی قائل ہی نہیں ہیں۔ ان کے پیش نظریہ سے کمزیر دستی اپنی مرضی کا انقلاب لائیں اور اس غرض کے لئے انھوں نے ایسے عناصر میں ایسے طبقوں اور حلقوں میں نفوذ کرنے کی پہلی کوشش کی ہے جن کے ذریعہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ قوم چاہئے راضی ہو یا نہ ہو، وہ سارے ملک میں مار دھاڑ کر کے اور ملک کی پوری زندگی کو م uphol کر کے ایک روز انقلاب لے آئیں گے اور سادی قوم یہ بسی کے ساتھ تماشا دیکھتی رہ جائے گی۔ اس غرض کے لئے انھوں نے طلبہ میں نفوذ کیا اور مشرقی اور مغربی پاکستان میں طالب علموں کی ایسی مضبوط جماعتیں قائم کر لیں جو اسلام سے تعلق توڑنا چاہتی ہیں۔ پاکستان کے ٹکڑے اڑانا چاہتی ہیں اور ٹرے سے پیمانہ پر فساد برپا کر کے وہ انقلاب لانا چاہتی ہیں جس کے سبقت ایک مدت سے ان کو پڑھائے جا رہے ہیں۔ اسی غرض کے لئے انھوں نے مزدوروں میں نفوذ کیا اور اس حد تک کر لیا کہ نہاد کے آخری زمانے سے وہ جگہ جگہ ملک میں ہڑتاںیں کر کے کمی مرتبہ یہ بتا چکے ہیں کہ ملک کے معاشری اور مواصلاتی نظام کو درہم برہم کرنے کی کتنی قوت انھوں نے ہم پہنچائی ہے۔ اس طرح دیہاتی علاقے میں بھی ذہ نفوذ کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ ان میں

بیل مصلحت کو اچھے نہیں سمجھ سکا ہوں

راسنے اختیار کیا گیا ہو، مگر میں اس مصلحت کو آج تک نہیں سمجھ سکا ہوں۔ میرے خیال میں تو ایسے حالات ہیں جبکہ ملک کے اندر اس قدر افراطی بر پا ہو چکی ہو، اتنے مستضاد نظریات ابھرائے ہوں، ایسے سخت علاقوں میں تعصبات بھڑک اٹھے ہوں اور ایسی تحریکی طاقتیں اٹھ کر ہوں جو نہ صرف یہ کہ جہوری طریقہ کا رکو نہیں مانتیں اور غیر جہوری راستوں سے انقلاب لانا چاہتی ہیں، بلکہ کھل کر یہ بھی تباہی ہیں کہ وہ کیا کچھ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں، کیا کچھ تیاری کر چکی ہیں، کتنا کچھ سامان انھوں نے فراہم کر لیا ہے اور کس طرح سے ملک کے اندر تباہی لانے کے قابل ہو چکی ہیں۔ ایسے حالات میں یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی ایک نیا آئین، اور وہ بھی ۱۲۰ دن کے اندر بنادیتے کے لئے ایک آئین ساز اپنی قائم کرنا اور اس کے لئے انتخاب کرنا کوئی ایسا کام نہیں ہے جس کی مصلحت آسانی کے ساتھ کسی کی سمجھ میں آسکے۔

اب دیکھئے کہ انتخابات کا اعلان ہونے کے ساتھ ہی کیا صورت حال رومنا ہوئی ہے۔ ملک میں کئی جماعتیں پھیلے ہے موجود و نہیں۔ کچھ مزید جماعتیں اب وجود میں آئی شروع ہو گئیں۔ ہبھاں تک کہ اب بھی باسیں تک ان کی تعداد پہنچ چکی ہے جو سب کی سب انتخابات میں حصہ لے رہی ہیں۔ ایک ایک حلقہ انتخاب میں آٹھ آٹھ دس دس بارہ بارہ پندرہ پندرہ امیدوار ہیں۔ کچھ جماعتیں خاص خواں علاقوں تک محدود ہیں۔ اپنے علاقوں سے باہر ملک کے کسی حصے میں ان کا کوئی وجود نہیں۔ کچھ جماعتیں مغربی پاکستان تک محدود ہیں۔ مشرقی پاکستان میں ان کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا۔ کچھ جماعتیں مشرقی پاکستان تک محدود ہیں۔ مغربی پاکستان میں ان کا کہیں نام و نشان

اس دس سال آمریت کے آغاز میں پروگرام پا کر کمک کے مکملے اڑانے والے ملک کے بنیادی نظریے کو بدلتے رہے امیرت محمدیہ کے اس ملک کو خدا کے دین کے راستے سے ہٹا کر لینیں اور ماہر کے دین کی طرف لے جانے والے کتنا زور پڑ چکے ہیں۔ انھوں نے طلبہ میں، مژدوروں میں، کسافوں میں، استادوں میں، نشر و اشتاعت اور خبر سانی کے ذرائع میں کتنا کچھ نفوذ کر لیا ہے، اور اب وہ کس حد تک اپنی مرضی کا انقلاب لانے کے لئے تیار ہیں، خواہ قوم اس پر راضی ہو یا نہ ہو۔

ایک طرف یہ صورت حال ہے۔ دوسرا طرف ہم دیکھتے ہیں کہ ان تحریکی طاقتیوں کے اٹھانے طوفان کو دیابنے کے لئے جب مارشل لارکی حکومت قائم ہوئی تو اس نے یہ سرحدا اور صاف راستہ اختیار نہ کیا کہ اس جہوری آئین کو بحال کر دیتی ہے مسوخ کر کے ایوب خان صاحب نے آمریت قائم کی تھی اور فرما۔ اس کے تحت انتخاب کرانے کا اعلان کر دیتی۔ اگر مارشل لارک کے آغاز ہی میں یہ کام کر دیا جاتا تو کوئی چوں تک نہ کر سکتا، نہایت آسانی کے ساتھ ملک کو دی ہی آئین میں جاتا جو پہلے جہوری طریقے پر بن چکا تھا اور انتخابات کا اعلان ہو جائے کی وجہ ساری پارٹیوں کی توجہ انتخابات کی طرف سو جاتی، لیکن کیا گیا کہ ایک کافی مدت تک ملک کے آئینی مسئلے کو تعطیل میں رکھا گی اور بھر انتخابات کی تاریخ کا اعلان کیا جی گا تو اس غرض کے لئے نہیں کہ ملک کے نمائندے کسی آئین کے مطابق ملک نظم دشمن سنبھال لیں، بلکہ اس عرض کے لئے کہ وہ اگر چار ہمیں میں ملک کے لئے ایک نیا آئین بنائیں۔ میں ہمیں جاننا کیا مصلحتیں اس میں کام کر رہی ہیں۔ ممکن ہے بہت سوچ سمجھ کسی اعلیٰ درجے کی مصلحت کی بنیاد پر یہ

فوج بھی اس ملک کی ایک نہیں رکھ سکتی

اس بیلی کے اندر نہیں بلکہ اس کے باہر ہونا ہے۔ میں آپ سے صاف صاف کہتا ہوں کہ اس وقت فوج بھی اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ اس ملک کو ایک ملک رکھ سکے اگر کسی کے اندر عقل ہے، تو وہ خود سوچ کر خور کرے کہ خدا نجاستہ مشرقی پاکستان میں علیحدگی کی تحریک زور پکڑ جائے، تو کیا آج فوجی طاقت کے بن پر لے مغربی پاکستان کے ساتھ جو مکر رکھا جا سکتا ہے، پاکستان کے ان دونوں بانزوں کو کسی فوج نے ملا کر ایک ملک نہیں بنایا تھا بلکہ اسلامی اخوت اور برادری کے جذبے نے اخفیں ملایا تھا اور آج بھی یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ جڑے رہ سکتے ہیں تو صرف اسی طرح کہ دنیا اسلامی برادری کا جذبہ دونوں طرف بوجوہ ملک اور مشرقی پاکستان کے لوگ خود یہ چاہیں یا کم از کم ان کی بہت بڑی موثر اکثریت یہ چاہے کہ مغربی اور مشرقی پاکستان کا اتحاد برقرار رہے ورنہ علیحدگی پسند اگر خدا نجاستہ اس رشتہ اخوت کو کامنے میں کامیاب ہو جائیں، تو محض فوج کی طاقت کے بن بوتے پر آپ مشرقی پاکستان کو مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ مغربی پاکستان کے ساتھ ملا رہے مغربی پاکستان کی حد تک ایک شعوفص کہہ سکتا ہے کہ فوج اس یا زد کے مختلف حصوں کو جوڑ کر کیجا رکھنے کے قابل ہے، مگر میں کہتا ہوں کہ خود مغربی پاکستان بھی اس وقت تک کسی مضبوط رشتہ اتحاد میں ملک نہیں رہ سکتا۔ جب تک اس کے مختلف علاقوں کے باشندوں میں مسلمان ہوئے کا جذبہ، پاکستانی ہوئے کا جذبہ اور ایک ساتھ جینے اور مرلنے کا جذبہ پر ہی قوت کے ساتھ موجود اور متحرک نہ رہے۔ خدا نجاستہ اگر یہ چیز نہ رہے اور جو کے لوگوں میں منصبیت، بلوچیت، پٹھانیت اور پنجابیت کا جذبہ نہ درکپڑ جائے، تو محض فوج آخر کتنے دن تک

تک نہیں ہے۔ کچھ جماعتیں یکاکی پیدا ہو گئی ہیں اور حنفی امیدوار لے کر کھڑی ہو گئی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک فوج کی فوج ایسے آزاد امیدواروں کی میدان میں آگئی ہے جن کی کوئی تنظیم نہیں، جو کسی ڈسپلین کے پسند نہیں، جن کا کوئی منشو رہنہیں، اور اگر ہے تو ان کا غرضی مشور ہے جسے وہ تباہ تھا عملی حاصل نہیں پہنچ سکتے۔ یہ بہتر سے چھوٹے گردب اور بہت سے مردان آزاد ملک کے اخراج طرح ۱۲۰ دن کے اندر ایک نیا آئین بنائیں گے؟ اور اگر یہ آئین مقررہ مدت کے اندر نہ بنائے، تو ملک کا کیا خاتم ہوگا؟ مجھے تراس بات کا کوئی امکان نہیں تھا آتا کہ اس ایسلی کے ٹوٹنے کے بعد ملک کے اندر دوبارہ انتخاباً ہو سکیں گے۔ پورے ملک کے عام انتخابات کوئی کھیل نہیں ہوتے۔ ان میں بے تحاشاً دوپڑھری خرچ ہوتا ہے۔ سخت محنت صرف ہوتی ہے۔ ۱۲۰ دن کے بعد ایک ایسلی توکرہ ہی جائے اور پھر ایک دوسری ایسلی کے لئے انتخابات کرانے جائیں تو میں نہیں سمجھتا کہ کتنی جماعتیں اور کتنے اشخاص اس میں حصہ لینے کے لئے اٹھ سکیں گے۔ میرے زدیک ان میں سے اکثر پہلے ہی غش کھا کر گرچکے ہوں گے۔

حضرات! یہ تو ہے اس ایسلی کی پوزیشن جس کے لئے انتخابات کرائے جا رہے ہیں۔ جس طرح کے چھوٹے چھوٹے گردب اور متفرق افراد انتخابات میں حصہ لینے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں، یہ اگر کامیاب ہو جائیں تو یہ امر بہت مشتبہ ہے کہ یہ ایسلی کوئی ایسا آئین بنائے گی، جو ملک کو ایک بھی رکھ سکے اور اس کے بنیادی نظریہ کو بھی محفوظ رکھے مگر اب میں آپ سے کہتا ہوں کہ جو تحریکی عناصر اس وقت ملک میں کام کر رہے ہیں۔ ان کی موجودگی میں اس امر کا فیصلہ کہ پاکستان ایک ملک ہے گا یا نہیں اور اس کا نظام اسلامی ہو گا یا نہیں۔ دراصل

اسیبلی کے باہر طوفان کا منہج پھیر دینے والے

کسانوں کے اندر خود حزدروں اور کسانوں ہی کے ذریعہ اور استادوں اور پروفیسروں کے اندر خود استادوں اور پروفیسری کے ذریعے ان مفہوم عناصر کا مقابلہ برکتی ہو، تو تنہا فوج کے سس کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ تباہی کے اس طوفان کو روک سکے، جسے پر پا کرنے کی تیاریاں ہوئی ہیں، کیونکہ فوج بغاوت کو چل تو سکتی ہے، لگر کسی اتفاقی تحریک کے مقابلے میں مزدوروں، کسانوں، طلبہ اور استادوں کو منظم کرنا نہ کرنا اس کے فرائض میں شان ہے اور نہ وہ اس کی اہمیت ہی رکھتی ہے۔

میری اس وضاحت سے آپ یہ بات اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ اگر اسیبلی کے باہر اس طوفان کا منہج پھریتے کے لئے کوئی تنظیم نہ ہو اور اسیبلی ایک صحیح آئین بنائی لے تو اس امر کی کوئی ضمانت نہ ہو جی کہ محض اس آئینی دستاویز کی بدولت یہ ملک ایک ملک رہ جائے اور اس کا بنیادی نظریہ بھی محفوظ رہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسیبلی کے اندر کا کام کچھ کم اہمیت رکھتا ہے۔ اسیبلی اگر آئین بنانا سکی، تو باہر کی فساد احتجاز قوتوں کے لئے کام کرنے کے بہت زیادہ موافق پسیدا ہو جائیں گے، اس لئے باہر کا کام جتنا ضروری ہے اتنا ہی اندر کا کام بھی ہے اور اندر کا کام ایسی حالت میں ہرگز صحیح خیز نہیں ہو سکتا جبکہ بہت سی پارٹیوں کے چھوٹے چھوٹے گروپ اور بہت میں میں مردان آزاد اندر پہنچ جائیں خصوصاً اگر کوئی ایسی طاقت کسی پڑی تعداد میں اسیبلی کے اندر جمع ہو جائے جو ملک کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کرنا چاہتی ہو اور اس کا بنیادی نظریہ بھی بدل دانا چاہتی ہو، تو چھوٹے چھوٹے گروپ اور یہ متفرق مردان آزاد اس طاقت کو شکست نہیں دے سکیں گے۔

اس لئے اس وقت ملک اور اس کے بنیادی نظریے

ان سب کو ایک قوم بنانے کے لئے آپ خوب سمجھ رہے گے پاکستان آگر قائم رہے گا، تو ڈنڈے کے بل پر بلہ ایک ایسی تحریک کے بل پر رہے گا جو ملک کے تمام مختلف علاقوں میں مشرقی پاکستان میں، پنجاب میں، سندھ میں، سرحد میں، بلوچستان میں — ہر قسم کے شش، سانی علاقوں تھبیات پھیلانے والی قوتوں کا زور توڑ کے، ان تمام علاقوں کے لوگوں میں ایک مسلم پاکستانی ملت ہوئے کا طاقتور جذبہ پیدا کر سکے اور ان کے اندر یہ زبردست احسان ہیڈ ارکر سکے کہ وہ اپنی آزادی کی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمیں خاص سے اخین عطا کی ہے، صرف اسی صورت میں محفوظار کہ سکتے ہیں جبکہ وہ متحیر ہیں، ورنہ بکھر جائے کی صورت میں زینگاں بچے گا، نہ پنجاب، نہ سندھ، نہ سرحد اور نہ بلوچستان۔

پاکستان کی وحدت و سالمیت سے بھی زیادہ اہم مسئلہ ہمارے لئے یہ ہے کہ اس ملک کا بنیادی نظریہ یعنی اسلام زصرف محفوظ ہو، بلکہ وہی ہمارے آئین و قانون، نعم و شرع، معاشرت و معاشرت اور تہذیب و تفاضت کی بنیاد پر ہے اور صیاد میں ایجمنی، آپ سے کہہ جکا ہوں اس وقت ملک میں کسی پارٹیاں میں جو وہیں ہو پاکستان کی وحدت کو بھی اور اس کے بنیادی نظریے کو بھی نہ صشد یہ کہ چیخ کر رہی ہیں، بلکہ وہ اپنا مقصود انتخابات اور اسیبلی کے راست سے نہیں۔ انقلابی طریقوں سے حاصل کرنا چاہتی ہیں، چنانچہ اسی عرض کے لئے انھوں نے مزدوروں میں، کسانوں میں، طلبہ میں، استادوں اور پروفیسروں میں اپنے مضمون طبقے بنالئے ہیں۔ اب اگر اسیبلی کے باہر کوئی ایسی طاقت و تنظیم موجود نہ ہو جو طلبہ کے اندر خود طلبہ ہی کے ذریعہ، مزدوروں اور

واحد طاقت — جو حالات سے بُرط سکتی ہے!

الفاظ میں ان لوگوں کا مطلب یہ ہے کہ اگر جہوری طبقے سے وہ ایسی کے اندر اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوئے تو طاقت کے ذریعے سے وہ قوم کے سر پر سلط ہونے کی کوشش کریں گے اس غرض کے لئے جن طبقوں سے دہ کام لینا چاہتے ہیں وہ یہ ہیں کہ مزدوروں کے ذریعے پوری قوم کے معاشری نظام اور پورے ملک کے ذریعے مہر اصلاحات کو معطل کروں۔ مثلاً ریلوے کی ہڑتال، پورٹ اور ٹیلگراف کے ملازمین کی ہڑتال اور بڑے بڑے سرکاری نیم سرکاری اور غیر سرکاری کارخانوں اور اداروں کی ہڑتالیں، دیہات میں لوٹ مار اور سُل غارت اور زمینوں پر زبردستی قبضہ کرنے کی تحریکیں جلانا در سرگاہوں کے طبلہ کو بھڑکا کر سڑکوں پر نکالانا اور ان کے ذریعے سے ہٹکاہ برپا کرنا۔ ان حالات میں ایسی کے اندر آئیں کام کرنے والی پارٹی کی پشت پر ایسی کے پارکاں کرنے والی ایسی منظم طاقت کا موجود ہونا ضروری ہے کہ جس میدان میں یہ لوگ فتنہ انجیزی کے لئے آگے بڑھیں۔ اسی میدان میں وہ ان کو منع توڑ جواب دے سکے، ورنہ جو پارٹیاں اور افراد صرف انتخابی جدوجہد کر کے ایسلیوں کے اندر پہنچ جائیں اور آئئیں کام کرنے کے سوا وہ اور کچھ کرنے کے قابل نہ ہوں وہ اگر کوئی اچھا سماجھا آئیں بناجھیں لیں، تو ان کا آئیں دھرے کا دھرا رہ جائے گا اور یہ تحریک بی بی عنصر ملک میں پارسہنگان برپا کرنے رہیں گے یہاں تک کہ آخر کار یہاں ان کا مظلوم انقلاب رہتا ہو جائے گا۔

اب میں آپ سے صاف صاف کہتا ہوں کہ اس قوت جن حالات سے ملک کو سالبہ درپہش ہے ان میں صرف جماعت اسلامی ہی ایک ایسی طاقت ہے جو ایسی کے اندر حجازی ہجی سنبھال سکتی ہے اور باہر کا حاذبی ہجی اس کے سوا کوئی دوسری طاقت یہاں موجود نہیں ہے جو یہ دو نوں کام کر سکتی ہوں میں پوچھتا ہوں، کیا ملک میں کوئی اور ایسی جماعت ہے

کو چالنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے، جنہیں میں واضح طور پر آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ ایک ضرورت تو اس بات کی ہے کہ آئندہ انتخابات میں ایک ایسی پارٹی ایسی کے اندر پہنچے جو مشرقی اور مغربی پاکستان دونوں کی نمائندہ ہو جس کے اندر مغربی پاکستان کے تجھی ہر حصے کے آدمی شال ہوں اور کسی ایک حصے تک وہ محدود نہ ہو، جس کے ممبروں کی اتنی تعداد ایسی میں پہنچے کہ دوسرے گروپ اس کی مدد اور تعاون سے بے نیاز ہو کر اپنا منانہ آئینہ بنائیں جس کا ڈسپلین اتنا مضمون ہو کہ اس کے ممبروں کو کوئی قوڑ کر اپنے ساتھ نہ ملا سکے جو اتنی ایماندار پارٹی ہو کہ کسی قیمت پر وہ ملک اور اسلام کے مفہوم کا سودا نہ کر سکے اور جو اتنی ہرمند اور سعادتی فہم پا رہی ہو کہ وہ کسی کے فریب میں نہ آسکے ایسی ایک پارٹی طبقی ہر سی تعداد میں ایسی کے اندر پہنچے گی اتنا ہی زیادہ ملک کو ایک صلحگار آئینے ملنے کا امکان ہو گا جو ملک کی وحدت اور اس کی سالمیت کا ضامن ہو، اس کے بر عکس جتنے زیادہ چھوٹے بڑے گروپ مردان آزاد اندر پہنچیں گے اتنا ہی زیادہ اس بات کا خطرہ ہو گا کہ یا تو آئیں ہی نہ بن سکے، یا پھر وہ ایسی سودے یا زیوں کے ساتھ بہنے کہ اس کا بنا اس کے ذبنچے سے بھی زیادہ نقصان دہ ثابت ہو۔

دوسری ضرورت اس بات کی ہے کہ جو پارٹی ایسی کے اندر ملک کی وحدت اور اس کی سالمیت کا ضامن آئینے نہ لے کر شاہ ہو اس کا ایک دوسرا حجاز ایسی کے باہر بھی موجود ہو اور وہ اتنا نظم اور مضمون ہو کہ ہر اس میدان میں تحریکی طاقتوں کا مقابلہ کر سکے جس میں وہ فساد برپا کرنے کے لئے کھڑی ہوں، جیسا کہ ابھی میں آپ کو بتاچکا ہوں، یہ تحریکی طاقتیں علانية کہہ رہی ہیں کہ اگر آئین اور ایسی مرضی کے مطابق نہ بن، قوڑہ ایک تحریک چلا میں گی۔ دوسرے

صرف ہم ہر ہر محاڑ پر انترا کیوں کا مقابلہ کر رہے ہیں

دو سال کے اندر ہی اس نے اتنی طاقت پیدا کر لی کہ آج کمپلینٹ اس قابل نہیں رہے ہیں کہ مزدوروں کے ذریعے سے ہماں کوئی خوبی انقلاب لاسکیں۔ ۱۹۸۰ پر یہ کوہہ تال کو کے گیوں نے اپنی جس طاقت کا مظاہرہ کہنا چاہتے تھے سارا ملک جانتا ہے اور خود کمپلینٹ بھی جانتے ہیں کہ اس کو کس نے ناکام کر دیا۔ اب اگر اسلام کے باہر خوبی انقلاب کا راستہ رکھنے والی کوئی دوسری جماعت ملک میں موجود نہیں ہے، تو محض اسلام کے اندر کام کرنے والی پاٹیاں یا منفرد شخصیتیں آخر کیا بن سکیں گی؟

اسی طرح مثلاً استادوں اور پروفیسروں کا معاملہ لے لجھے جن کے ذریعے سے تحریک پسندوں نے طلبہ کو بکھڑانے کا کام کیا ہے۔ جماعتِ اسلامی کے سوا اور کوئی جماعت نے جس نے مسلسل برسوں کام کر کے ملک کے ہر مدرسے، ہر کالج اور ہر نیو یورکسٹی میں اسلام کے حاجی استاد اور پروفیسر ملاحدہ کے مقابلے میں مکھڑے کر دیئے ہوں؟ دوسری کسی جماعت نے اگر فضاد کے اس منبع کو بند کرنے کے لئے کوئی باتفاق دوستی خیز کوشش کی ہو تو اس کا نام لیا جائے اور اگر ایسی کوئی دوسری جماعت نہیں ہے تو بتایا جائے کہ اسلام کے باہر جو لوگ انقلاب اور فساد پر پا کرئے کی کوشش کر رہے ہیں اور نہ کہتے ہیں کہ اگر اسلام کے اندر ہماری مرضی کے خلاف آئیں بھی بن گیا، تو ہم اسے چلنے نہیں دیں گے ان کا مقابلہ کرنے والا کون ہے؟

یہی صورت حال دیہات کی ہے۔ کسانوں کو جو لوگ فتنہ و فساد کے لئے اکارہ ہے ہیں، زمینوں کے لاپچ دے دے کر جو لوگ ان میں اشتراکیت پھیلارہے ہیں اور دیہات کے راستے انقلاب لانے کی کوشش میں جو لوگ لگے ہوئے ہیں، ان کا مقابلہ اور منظم مقابلہ کرنے کے لئے دیہات میں جماعتِ اسلامی کے سوا اور کون کام کر رہا ہے؟ خدا کے

جس نے ۲۳ سال تک مسلسل کام کر کے طلبہ میں نفوذ کیا ہو؟ جس نے ملک کی تمام یونیورسٹیوں اور کالجوں میں فوجوں کا ایک ایسا گردہ پیدا کر دیا ہو جو اسلام کی خاطر گڑھنے کے لئے تیار ہو؟ جو ملک کی ایک ایک یونیورسٹی اور ایک ایک کالج میں ان لوگوں کا مقابلہ کر سکتی ہو جو ہماں میں از نظر اور علیحدگی پسندی کے خیالات پھیلارہے ہیں؟ اور اگر ایسی کوئی دوسری کی پارٹی نہیں ہے، تو میں کہتا ہوں کہ محض اسلامی پارٹی سے کچھ نہیں بخ گا۔ اسلامی پارٹی اگر غرض کیجئے کہ ایک آئین ایسا بنائی جائی دے جو اسلامی بھی ہو اور ملک کو ایک بھی رکھ سکتا ہو، تو جو لوگ آئین کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں وہ قوالازماً گا لجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کو بھر کر سڑ کوں پر نکال لائیں گے اس فتنے کا مقابلہ وہ پارٹی مکیسے کر سکتی ہے جس کی پشت پر انہی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طلبہ کا کوئی ایسا گردہ موجود نہیں ہے جو اسلام اور پاکستان کی وحدت کے لئے مرتے اور مارتے والا ہو؟ اس صورت حال کا مقابلہ جماعتِ اسلامی کرے گی یا وہ پاٹیاں اور ازاد جمیتوں نے طلبہ میں کوئی کام نہیں کیا ہے؟ اسی طرح جماعتِ اسلامی کے سوا اس ملک میں اسلام اور ملکی وحدت و سالمیت کی جمایت کرنے والی نہ کوئی دوسری پارٹی ایسی موجود ہے، نہ کوئی ایسا فرد ہیں نے مزدوروں میں کوئی کام کیا ہو، اگر کوئی ہے، تو راہ کرم اس کا نام لیا جائے۔ صرف جماعتِ اسلامی ہی ہے جس نے ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۴ء تک مزدوروں میں مسلسل کام کیا۔ پھر ایوب خازصا صاحب نے جماعت کے لئے لبر کے میدان میں کام کرنا بالکل ناممکن بنادیا اور دس سال تک یہ پورا میدان کی یونیورسٹیوں کی آمدیجا بنارہ۔ اس کے بعد آمریت کے ہمچلتے ہی جماعت نے فوراً اُمدادوں میں دوبارہ کام شروع کر دیا اور ڈیج

پہلے کیا حالت تھی اور اب کیا ہے

پار ہے۔ یہ طبقہ اردو اور عربی دو نوں سے ناپالد ہے۔ اس کے علم کے ذریعہ صرف رہ ہیں، ایک بگلزاری دو سکھ انگریزی زبان اور اسلام کا علم اس کو ان دونوں زبانوں سے حاصل ہیں ہوتا، کیونکہ نہ بنگلہ میں کوئی ایسا لٹرچر موجود ہے جو جدید زمانے کے تعلیم یا فتنہ آدمی کو مطمئن کر سکتا ہو اور نہ انگریزی زبان ہی کے ذریعے سے ان کو صحیح دینی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اس پر فرمید یہ کہ درستگاہوں میں اب تک مہندساوں اور فضیلہ موجود ہیں اور بنگلہ لٹرچر بھی قریب قریب سارا ہی سہن و ڈن کا لکھا ہوا ہے، اب یہ بات آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ موجودہ زمانے کی سیاست، موجودہ زمانے کا ایڈن فنڈریشن، موجودہ زمانے کا معاشری نظام، سارا جدید تعلیم یا فتنہ طبقہ کے ہاتھ میں ہے۔ علاجے کرام کے ہاتھ میں مدرسے ہیں، مسجدیں ہیں اور عوام انسان تک وہ اپنی آواز پہنچاتی ہیں لیکن جس طبقہ کے ہاتھ میں اصل طاقت ہے، یعنی سیاسی اور اقتصادی طاقت، وہ نیا تعلیم یا فتنہ طبقہ ہی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ یہ طبقہ روز بروز اسلام سے بیگناہ اور دور ہوتا جسلا جا رہا ہے اور کسی وقت بھی اس کی یہ دری دیکھا نجی خڑک کے نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ بنگلہ زبان میں اسلام کے متعلق اس وقت اگر کوئی لٹرچر ملخا بھی، تو اسی نہیں دھکا کہ وہ جدید نئی آدمی کو اس بات پر مطمئن کر سکے کہ اسلام اپنا ایک مستقل سیاسی، معاشری اور اخلاقی و تہذیبی نظام رکھتا ہے جو ہمارے تمام سائل زندگی کو حل کرتا ہے اور جس پر ایک جدید زمانے کی سیاست چلا ہی جا سکتی ہے۔ ہم نے جس سوس کیا کہ اگر یہ حالت باقی رہی، تو ایک وقت خدا نے اسی آئئے گا جب یہاں کا تعلیم یا فتنہ طبقہ اسلام سے بالکل بھا اور منفعت ہو جائے گا، اس کے لئے اسلام کے نام میں کوئی اپیں بھی باقی نہ رہے گی جس کے بل پر اسے پاکستان کی

کے فضل سے ایک طاقت ساہماں اپل کی مختیں اور کوششوں سے تیار ہو گئی ہے جو ہر اس راستے سے تجزیہ ای انتقام کی آمد روک سکتی ہے جس سے وہ کسی کو کوشش کرے۔

اسی طرح مشرقی اور مغربی پاکستان کے ہر حصے میں جماعت اسلامی کے سوا الگ کوئی اور جماعت اسی موجود ہے جس نے علاقائی، نسلی اور سماں عصبات کا مسلسل مقابله کر کے ہر علاقے میں ایک کثیر تعداد کو اسلامی اخت پر جمع کرنے اور تعصبات پھیلانے والی جماعتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کیا ہے، تو میں اس کا نام سلیمان کرنا چاہتا ہوں۔ خاص طور پر مشرقی پاکستان میں علیحدگی کے رجحانات اور خریک کا مقابلہ کرنے کے لئے جماعت اسلامی نے جو کام کیا ہے، میں اس کا بڑا خنصر خاکہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اب سے ۱۲ سال پہلے جب ہم نے دہل کا شروع کیا تو رب سے پہلے دہل کے حالات کا جائزہ لیا تاکہ حالات کو اچھی طرح سمجھ کر ان کے ربطات اپنے کام کا نقشہ بنائیں۔ اس جائزے سے ہمارے سامنے مشرقی پاکستان کی جو صورت حال آئی، وہ یہ تھی کہ دہل کے عوام تو خدا کے فضل سے اسلام کے شید ای ہیں، مگر ان کے اندر دین کا علم نہیں ہے۔ اور کوئی خریک بھی اگر مسلمان یہاں رہوں اور مسلمان کا رکن ہوں کے بل پر اٹھ کر اپھیں بہکانا چاہے، تو ان کی خاصی تعداد کو غلط راستے پر ڈال سکتی ہے، علماء اور دینی مدارس کی تعداد دہل میں بلاشبہ سب سے زیادہ ہے، مگر ان کی ساری تعلیم اور دینی اور فارسی تکمیل مددود ہے، ان میں بنگلہ زبان کے ایوں اور مقرریوں کی بہت کمی ہے اور اصل سیاسی طاقت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ سیاسی طور پر مُؤثر اور طاقتور وہ ہے جس نے کاجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی ہے اور اب

صرف سولہ سالوں میں کایا ہی پلٹ گئی

اندر مشرقی پاکستان کے حالات کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ آج وہاں اگر سو شلزم یا بینگلہ نیشنلزم یا پاکستان سے عیحدگی کے علیحدہ اور اس جدید تعلیم یافتہ طبقے میں موجود ہیں، تو انہی کے مقابلہ کے تعلیم یافتہ وہ لوگ بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں جو ان کو مُتحفظ تر چاہب دینے کے لئے تیار ہیں۔

جماعتِ اسلامی نے مشرقی پاکستان سے جن لوگوں کو مرغزی اور صوبائی انسپکٹوں کے لئے کھڑا کیا ہے، ان کی فہرست اٹھا کر دیکھ لیجئے، ان کے اندر بیرٹر ہیں، وکل ہیں، محج ہیں، پسپیل اور پروفیسر ہیں، گرجویٹ اور پورٹ گرجویٹ ہیں اور وہ ربِ محض جزویاتی طور پر اسلام کے حامی نہیں ہیں بلکہ خوب سوچ سمجھکر اس ملک میں اسلامی نظام قائم کرنے اور پاکستان کو ایک ملک بنانے کو رکھنے کی حیثیت کر رہے ہیں۔ اپنے اذازہ کر سکتے ہیں کہ اگر جماعتِ اسلامی نے پچھلے سو ز سال کے اندر یہ کام نہ کیا ہوتا تو الحاد و درہریت، لا دینی داشتہ ایت او علیحدگی کی وجہ تکیک آج وہاں اٹھی ہے، وہ لکھنی بڑی طلاق کے ساتھ اٹھتی اور پاکستان کو ایک رکھنے کی کوششیں کرنا کس قدر مشکل ہو جکتا ہوتا۔ کیا کوئی دوسری جماعت یہ بتا سکتی ہے کہ مشرقی پاکستان کے جدید تعلیم یافتہ طبقے اور وہاں کی نئی نسل کو ان فتنوں کی گود میں باٹکل جا پڑنے سے بچانے کا کتنا کام اس نے کیا ہے؟ جماعتِ اسلامی نے صرف اتنا ہی نہیں کیا ہے کہ اس طبقے اور اس جدید نسل کو بے دینی اور علیحدگی کے فتنوں سے بچا پا بلکہ اس مشرقی پاکستان میں ایسے بزرگی مقرر کیا اور کارتنزوں کی ایک پوری فوج کی فوج تیار کر دی ہے جو شہروں اور دیہیات میں پھیل کر عالم کو ان فتنوں سے آگاہ کر رہی ہے اور اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر فتنہ پرواہ تحریکوں کے کارکنوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ پاکستان کے ان دونوں بازوں کو جو زکر

وحدت میں غسلک رکھا جاسکے اور وہ آسانی کے ساتھ ایسی ختنوں کا شکار ہو جائے گا جو اسے سو شلزم، کمیززم اور بینگلہ نیشنلزم کی دعوت دینے کے لئے انھیں۔ اس خطرے کے محسوس کر کے ہم نے فوراً بینگلہ زبان میں اسلامی طریقہ منتقل کرنے کا کام شروع کر دیا اور پھر سولہ سال کے اندر ہم تقریباً ۱۰۰ کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ اس کام کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ نئے تعلیم یافتہ طبقے کے اندر دو کیلو، بیرونی جھوٹ، استادوں، پروفیسروں اور دوسرے تعلیم یافتہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد میں پیدا ہو گئی ہے جو صرف اسلام کو مانتی ہے، کسی دوسرے ازم کی قالں نہیں ہے اسی پات پر پوری طرح مطمئن ہے کہ اسلام کی بنیاد پر ایک مکمل نظام زندگی نصیحت قائم ہو سکتا ہے، بلکہ وہی برحق ہے۔ ملک میں اسلامی حکمرانت ہی چاہتی ہے اسی دوسرے طرزِ حکومت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ شدت کے ساتھ اسلامی قومیت کی حامی ہے اور اس بات کو مننا تک گوارا نہیں کرتی کہ بینگلہ قومیت بھی کسی چیز کا نام ہے جس میں ہندو اور مسلمان مل کر ایک قوم بننے ہوں اور غیر بینگلہ مسلمان دوسری قوم قرار پاتے ہوئے مشرقی پاکستان کی جائز شکایات کے باعی جو دو نون ٹانوڑ کی علیحدگی کے ہر پوگرام کو خواہ وہ ورپردہ ہو یا علیاً نہیں پوری وقت کے ساتھ صرف رہ ہی نہیں کرتی، بلکہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو۔ یہی حالت کا جھوٹ اور پنوری سٹریوں کے طلب کی بھی ہے۔ بینگلہ زبان میں اسلامی طریقہ پڑھنے کے بعد اسلامی تحریک پورے زور کے ساتھ طلبہ میں چیلینی شروع ہو گئی ہے اور آج مشرقی پاکستان کا کوئی کالج ایسا نہیں ہے، نہ کوئی یونیورسٹی ایسی ہے جس میں اسلام کے قدر ای اور شیدائی طلبہ کا ایک مضبوط جماعت موجود ہے اس طرح جماعتِ اسلامی نے چند سال کے

اسلامی نظام حکومت کیا ہے۔ یہم نے سمجھایا

صرف قرآن پر اکتفا کرنے اچا ہے تھے تاکہ اس کی من مانی تاولٹا کر کے اسلامی قانون کا نیا ایڈیشن تیار کر لیا جائے۔ جدید تعلیم فتح طبیق کی اچھی خاصی اکثریت یہ سن کر چونک انتخابی تھی کہ اچھا اسلام کا کوئی دستور بھی ہے وہ کوئی معاشری نظام بھی رکھتا ہے؟ وہ جدید دور کے مسائل کا کوئی ایسا حل بھی رکھتا ہے جو اس زمانے میں جل سکے؟ ہمارے بہت سے سیاسی یور اس خیال سے شرمناتے تھے کہ اس میں صدی میں یک ملک اپنے ہاں مذہبی حکومت قائم کر لے اور ہنستے تھے کہ یہ کام کر کے ہم دنیا کو کیا تختہ دکھائیں گے، حالانکہ ان کی انگلیوں کے سامنے ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کی حکومت سراہمند ہب کی بنیاء پر قائم ہو چکی تھی اور امر کی، فرانس، روس، رب اس کی پڑوز دعماحت کر رہے تھے۔ ان حالات میں جماعت اسلامی ہی تھی جس نے مسلسل ۲۳ سال تک اپنے طریقہ اور اپنے انتہا کار کنوں کے ذریعہ سے تعلیم یا نتہ طبیقے سے ذہن میں ان کا نٹوں کو ایک ایک کر کے چنا، اس نے بتایا کہ اسلامی حکومت مسلمانوں کی اس حکومت کو نہیں کہتے جس میں کوئی شیخ الاسلام یا وار القضا اور دارالافتخار کاری طور پر موجود ہو، بلکہ اسلامی حکومت وہ ہے، جس کی پارٹیٹھ، جس کی غذاشیں، جس کی پوسیں، جس کی فوج، جس کے مالیات جس کی تجارت و صنعت، غرض جس کے نظام کا ہر شعبہ اسلامی احکام کا پائند اور ان پر کارہند ہے، اس نے زندگی کے ایک ایک شے کو لے کر تعقول دلائل کے ساتھ یہ بتایا کہ اسلام کے مطابق اس کی تشکیل نوکس طرح ہو سکتی ہے اور کس طرح نہ صادر یہ کہ اس جدید دور میں قابل عمل ہے، بلکہ دنیا اس سے روشنی اور ہدایت حاصل کر سکتی ہے اس نے قانون داں طبیقے کے ہر شعبہ کو درکیا، ان کو مطلع کیا کہ اسلامی قانون دنیا کے تمام توائف پر فتویٰ رکھتا ہے، ان کو سمجھایا کہ سنت کے بغیر صرف قرآن کو لیکر

رکھنے اور مشرقي پاکستان کے با اثر تعلیم یا غیر طبیقے کو اسلامی قویت کا حامی بنانے کے لئے جماعت نے کیا کام کیا ہے اور آج گے ان مقاصد کے لئے یہ کیا خدمت کر سکتی ہے؟ اب ذرا خود مغربی پاکستان کا جائزہ لے کر بھی دیکھ لیجئے کہ آج سے تیسیں سو پہلے کی کیا حالت تھی اور آج کیا حالت ہے؟ اگرچہ پاکستان کی تحریک اسلام کے نام پر ہی ایمپھی تھی اور مسلمانوں کے سامنے یہی نصب العین پیش کیا گیا تھا کہ ہم اسلامی حکومت کا قیام چاہتے ہیں مگر جماعت اسلامی کے سوا کسی اور نے وضاحت کے ساتھ یہ بتایا کہ اسلامی حکومت کیا چیز ہر قت ہے؟ اس کا نظام ملکت کیا ہوتا ہے؟ اور ایک مملکت کو کس طرح ایک اسلامی مملکت بنایا جاسکتا ہے؟ یہ جماعت اسلامی ہی تھی جس نے کمی سال تک تحریک پاکستان کے مقابلے کا کام کر کے لوگوں کو اسلامی حکومت اور اسلامی نظام زندگی کا ایک واضح تصویر دیا جس کی بدولت قیام پاکستان کے بعد اسلامی نظام کا مرطابہ اٹھانا ممکن ہوا اور یہاں جو لوگ ایک لا دینی مملکت قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے ان کا خواب پورا نہ ہو سکا، لیکن قیام پاکستان کے بعد بھی اسلامی نظام کے راستے کی مشکلات پڑھ کر نہ تھیں۔ جس وقت پاکستان وجود میں آیا ہے اس وقت ہر ہتھے علاوہ تک کے ذہن میں اس سے زیادہ کوئی تصور نہ تھا کہ ایک شیخ الاسلام، ایک وار القضا ایک وار القضا ایک وزارت اوقاف، جس مسلمان ملک میں موجود ہو اس کی خواص اسلامی حکومت ہوتی ہے۔ ہمارے قانون داں طبیقے اور عدالتوں کے حکام، باشناوار چند یہ ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ اس جدید دور میں وہ اسلامی قانون یہاں رائج کیا جاسکتا ہے جو چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا دیتا ہے، سنت اور فقر کا نام سنتے سے یہ لوگ گھبرا تے تھے اور بد رجہ آخر

میں فخر و غرور کی باتیں کرنے کا عادی نہیں ہوں

ہیں۔ تیس سال پہلے اس کا نام درشنان تک ان دونوں کی تحریر دوں اور تقریر دوں میں نہیں پایا جاتا تھا۔ جن دلائل سے اج سو شرم کا مقابلہ کیا جا رہا ہے یا سرمایہ داری پر تقید کی جا رہی ہے، یا ان دونوں نظاموں کے مقابلے میں اسلامی نظام کی برتری ثابت کی جا رہی ہے، انہیں لکنا حصہ جماعتِ اسلامی کے پیش کردہ مواد کا ہے اور لکنا حصہ ان چیزوں کے پیش کرنے والوں کے اپنے علم فنکر کا ہے، اسے جانے والے خود جانتے ہیں، خواہ کسی کی زبان حقائق کا اعتزان کرے یا نہ کرے۔

اب میں کچھ باتیں آپ کے سامنے جماعتِ اسلامی کی تنظیم کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ اچھی طرح جان لیں کہ یہ جماعت کیا ہے، اس کا نظام کس فرض کا ہے اور کس حد تک آپ اس پر اعتماد کر سکتے ہیں۔

ابتداء میں جماعتِ اسلامی جن اصولوں پر قائم کی گئی تھی ان میں سے ایک یہ تھا کہ مسلمانوں کے اندر سے فرقہ بندی کو ختم کیا جائے، فرقہ وارانہ تعصبات کے پھل سے ان کو نکالا جائے اور تمام مسلمانوں کو اس مقصد پر جمع کیا جائے کہ وہ اللہ کے دین کو زمین پر قائم کریں۔ ہر ایک اپنے اپنے مسلک پر قائم رہے، اہل حدیث اہل حدیث رہے۔ دین بندی دیوبندی رہے۔ بریلوی بریلوی رہے، شیعہ شیعہ رہے۔ ہر ایک حس مسلمک کو صحیح سمجھتا ہے اس پر عمل کرے اور دین بندی جس مسلک کے صحیح ہونے کا قائل ہے اسے اس پر عمل کرنے دے اور یہ سب مل کر اس ایک مقصد عظیم کے لئے کام کریں کہ دنیا میں اللہ کا کلمہ بلند ہو اور وہ نظام زندگی قائم ہو جسکی تعلیم ہم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسول برحق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پہنچی ہے۔ اگر جس شیعہ حضرات ہماری طرف بہت کم آئے ہیں، مگر ہماری طرف سے ان کے لئے کافی رکاوٹ نہ پہنچی تو آج ہے۔

کسی قانون کو اسلامی قانون قرار دینا بے معنی ہے اور ان کے دلوں میں فقہائے اسلام کے عظیم کارناموں کی عنعت دقت پیدا کی۔ اس کے ساتھ جماعت نے مغربی تہذیب و تمدن، مغربی فلسفہ، حیات، سرمایہ واری نظام اور اشتراکی نظام پر ہر پہلو سے بھروسہ پر تقید کی اور ان کی ساری کمزوری اور فراموشیوں کو ان کے سارے برسے نتائج کے ساتھ ٹھوکی کر پڑھے تکھے لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج تعلیم یافتہ طبقہ کی بہت بڑی اکثریت، خواہ وہ سرکاری ملازموں میں ہر یا قانونی حقوق میں بہر یا زندگی کے دوسرے شعبوں میں، اسلامی نظام کی تالیف معرفت ہو چکی ہے اور اس کے سوا کسی ازم کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس طرح یہ بھی اسی کام کا نتیجہ ہے کہ مغربی یا کائنات کے تمام کا بھوپل اور یونیورسٹیوں میں طلبہ کی ایک عظیم تعداد اسلام کے لئے کٹ مرے پڑیا رہے اور جہاں بھی کسی دوسرے ازم کے حامل طلبہ اسکے ساتھی طلبہ ان کی سرکوبی کیلئے موجود ہیں کیا کوئی صاحب بتا سکتے ہیں کہ اسلام کے لئے زمین پہواز کرنے کی یہ خدمت جماعتِ اسلامی کے سوا کسی اور سے بھی انجام دی ہے؟ اور کیا کوئی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ جتنا نے سالہاں محدث کو کسکے لئے اگر یہ کام نہ کیا ہوتا تو آج بلکہ اس طبقہ کا جو طبقہ ان ملٹھا ہے وہ کس طاقت کے ساتھ اٹھتا بلکہ کی اصل کار فرما طاقت، یعنی جو یہ تعلیم یافتہ طبقہ کو کسی طرح اپنے ساتھ بھاٹے جاتا اور بلکہ کی سیاسی و نظری وجہ احتراز اور سخن صدیقوں میں سے کسی کے پاس یہ طاقت تھی کہ اس نے یا کو روک لیتا؟ میں خود غرور کی باتیں کرنے کا عادی نہیں ہوں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ ناقابل انکار حقیقت ہے اور اس میں مبالغہ کا شانہ تھا مکہ نہیں ہے۔ اسلامی نظام زندگی کا جو رسیع اور واضح تصور آج ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ میں پایا جاتا ہے اور جس کا تصور آج ہمارے مذہبی طبقوں کے لوگ بھی پیش کریں

تمام اسلامی فرقوں کے لوگ عجت جماعت اسلامی میں شامل ہیں

لوگوں کی جماعت اگرچہ اسلام کے بارے میں انتہائی خلصہ ہو، لیکن چونکہ وہ دین کو جانتی نہیں ہے، اس لئے وہ اسلامی نظام قائم نہیں کر سکتی۔ اور یہ بھی ہم خوب سمجھتے تھے کہ محض علمائے کرام کی جماعت اگرچہ وہ دین کو اچھی طرح جانتی ہو، لیکن چونکہ دنیا کے تمام معاملات کو چلانے کے لئے جو تعلیم و تربیت درکار ہے وہ اسے حاصل نہیں ہے اس لئے وہ بھی اس زمانے میں ایک جدید ریاست کا نظام اسلامی بنیاد پر قائم کرنے اور چلانے کے قابل نہیں ہے۔ اس بنا پر یہ ہم نے دونوں کو ملا کر ایک جماعت بنانی اور تیس سال سے یہ دونوں طبقے پرست اتحاد اور اتفاق رائے سے جماعات کی تحریک اور اس کے کام کو چلانے ہے ہیں۔ جماعت اسلامی میں ایک طرف اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم پاون تو لوگ موجود ہیں، جن میں داکٹر ہیں اجنبی نہیں پر قیصر ہیں، ہمہ دن کے گروہوں میں، دوسری طرف بڑے بڑے علماء ہیں، چونکہ جماعت اسلامی اشتہار دینے کی قابل نہیں ہے اس لئے لوگوں کو مسلم نہیں کہ جماعت میں کس درجے کے علماء رشائی ہیں، لیکن میں پر کوتا نا ہوں کہ جماعت میں بڑے علماء رشائی ہیں جن کو اچھے علم اور دریافت پر عبور ہیں ان حضرات سے لم ہیں ہیں جن کو اچھے اکابر علماء کہا جاتا ہے۔ جماعت نے ان دونوں گروہوں کو اپنے اذرا شان کرنے کے لئے جو معاشرانے سامنے پر کھا ہے وہ یہ ہے کہ نئے تعلیم یا نئے طبقوں میں سے ہم صرف اس شخص کو لیں گے جو اسلام کے کسی حکم کو مانتے کے لئے یہ شرط نہ رکھائے کہ پہلے اسے عقلی حیثیت سے سمجھا یا جائے کہ یہ صیغہ ہے، بلکہ جس وقت اس کو معلوم ہو جائے کہ قلائل حکم قرآن و سنت سے ثابت ہے تو وہ سراخ احتجاجت بھکارا ہے اور صرف مان لیتے پر کیا اکتفا نہ کرے بلکہ عملًا اس پر کار بند ہو لئے کے لئے بھی تیار ہو جائے علمائے دین کو جماعت میں لیتے کے لئے ہمارا معاشر یہ ہے کہ وہ فرقہ بندی کے تعصب سے پاک ہوں، عالم دین ہونے کا غزوہ ان میں نہ پایا جائے اور وہ خود اس ضرورت کو محضوں کریں

باقی تمام اسلامی فرقوں کے لوگ جماعت اسلامی میں شامل ہیں، سب اپنے اپنے طریقہ پر عبادت اور دینی اعمال انجام دیتے ہیں اور ان کے دریان کبھی کسی قسم کے فرقہ دارانہ تعصبات پیدا نہیں ہوتے۔ حقیقت کہ ہمارے اجتماعات میں کوئی محضوں بھی نہیں کر سکتا کہ ہمارا مختلف فرقوں کے دیگر جمع ہیں اور ان میں سے کوئی مس فرقہ سے عقول رکھتا ہے۔

ذیسرا اصول جو اول روز سے جماعت اسلامی کے پیش نظر رہا ہے وہ یہ ہے کہ اس میں شریک ہوتے ہیں والوں کے ان رخصت مسلمان اور امرت محمدیہ ہوتے ہیں کا احساس باقی رہے، صرف حق پسندی کا خذہ کار فرمائیتے صرف اللہ کا کلمہ بلنڈ کرنے کا مقصد ان کی تکاہ کے سامنے رہے اور وہ یہ بھی جائیں کہ وہ پنجابی ہیں یا پہچان مسند ہیں یا بیگانی، بلوچی ہیں یا بردہ ہی۔ ہماری ابتداء سے دعوت یہ ہے کہ نسل و زبان اور قبیلوں اور برادریوں اور صوبوں اور علاقوں کے سارے تعصبات دل سے نکال کر کلکہ رہ اسلام پر جمع ہو جاؤ۔ اسی دعوت پر کام کس بازار سے لے کر گو اوڑتک پاکستان کے تمام علاقوں کے لوگ جماعت اسلامی میں شامل ہیں اور خدا کے فضل سے اس جماعت میں آج تک کبھی یہ احساس نہیں پایا گیا کہ کون کس پر اور کی تبلیغ یا علاقت سے تعقیل رکھتا ہے، زان بنیادوں پر کبھی کسی قسم کے اختلافات روشن ہوئے۔

تمیر اصول ابتداء سے ہمارے پیش نظر یہ رہا ہے کہ علماء اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو ملا کر ایک مسجد الخیال جماعت بنانی چلے اندیہ دونوں گروہ متفق ہو کر اسلامی نظام پر پا کر لے کے لئے کام کریں۔ دوسری اکثر ویسٹر جمیٹ میں یا ان علمائے دین جمع ہیں یا محض جدید تعلیم یافتہ سیاسی آدمی۔ مگر ہم ابتداء سے یہ بھین تھا کہ محض نئے تعلیم یافتہ

ہمارا کوئی رکن ملکت نہ ملنے کی وجہ سے جماعت نہیں چھوڑتا

سمجھتے ہیں اسے وہ خود اپنی آزاد انداز رائے سے وہ ہبہ دیتے ہیں۔

یہی طریقہ ہم نے آئندہ انتخابات کے لئے اپنے نمائندے چننے میں اختیار کیا ہے۔ آپ نے ابھی ان انتخابات کے زمانے میں دیکھ دیا ہے کہ جماعتیں ملکت دیتے ہوئے گھبرا رہی تھیں کیونکہ وہ سمجھ رہی تھیں کہ ادھر ملکوں کی تقسیم ہم نے کی اور اُدھر ہمارے اندر پھوٹ پڑی جماعت کا قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ملکت کے لئے درخواستیں اٹھانی ہیں ہر نمائندہ کے لئے بہت سے امیدوار ملکت کے طالب ہوتے ہیں جس امیدوار کو ملکت مل جاتا ہے وہ جماعتیں یہیں بھرتا ہے اور جس امیدوار کو ملکت نہیں ملتا دادا تینیں چڑھا کر اپنی یہی جماعت کے مقابلے میں کھڑا ہو جاتا ہے یا کسی دوسری جماعت سے جاتا ہے۔ ان جھکڑوں سے تمام جماعتوں کو سالقہ پیش آیا ہے اور بعض میں تو ایسی پھوٹ پڑی ہے کہ سارا ملک اس کامشا شاہرا پیچھا رہا ہے، مگر کیا آپ نے جماعتِ اسلامی کے تعلق بھی کہی یہ سننا کہ اس میں ملکت ملنے یا نہ ملنے پر کوئی حکم ٹاہو اہو ہو؟ انتخابات میں حصہ لینے سے پہلے ہی ہم نے یہ طے کر دیا تھا کہ ملکت کے لئے درخواست کوئی نہیں دے گا۔ ہر جگہ جماعتِ اسلامی کے لوگ اپنے اپنے علاوہ کے اندر مجعہ ہو کر خود یہ دیکھیں کہ کون حلقہ انتخاب ہم لے سکتے ہیں اور جس حلقے کو وہ لینے کا فیصلہ کریں اس میں وہ خود ہی یہ طے کریں گے کہ وہاں کھڑا کر لے کے لئے کون شخص میرزا دا ہے۔ یہ تمام تجویزیں ہماری ماتحت جماعتوں کی طرف سے آئیں اور ہمارے مرکزی پارلیمنٹری یورڈ نے ہر حلقے کے حالات اور تجویز کردہ آدمی کے بارے میں اچھی طرح چنان پھٹک کر کے فیصلہ کر دیا کہ کس بجھ کس آدمی کو کھڑا کیا جائے اور کسے نے کھڑا کیا جائے۔ یہاں نہ خود کوئی کھڑا

کہ اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے اخھیں تعلیم یافتہ طبقے کے ساتھی کر کام کرنا ہوگا، اس طرح ابتداء ہی سے جماعتِ اسلامی ان دونوں طبقوں کو ساتھے کر جل رہی ہے اور کچھ تیس سال کے دوران میں کبھی ان دونوں گروہوں کے درمیان امتیاز یا اختلاف کا شائزہ نہیں پایا گیا۔ اس وقت ہمیں اپنے لیجے کہ ہم نے جن لوگوں کو امتیازی کے لئے کھڑا کیا ہے ان کی فہرست میں اگر ایک طرف اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ہیں تو دوسری طرف اعلیٰ درجے کے علماء بھی موجود ہیں۔

چرخنا اصول جس پر جماعت قائم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ جماعت کو انسانیت و نضانتیت ہے پاک رکھا جائے اور اس کے اندر جو لوگ بھی شامل ہوں وہ نظم دضیط (ڈسپلین) کی سختی کے ساتھ پاپوزی کریں۔ جماعتِ اسلامی نے اپنے نظام کے عہدوں کے لئے امیدواری کی جڑ کاٹے وی ہے۔ آپ نے کبھی نہ سما ہو گا کہ اس جماعت کے اندر کبھی عہدوں کی شکست برپا ہوئی ہو، حالانکہ ہمارے ہاں بعض عہدوں کے لئے سال بہ سال بعض عہدوں کے لئے تین سال اور بعض دو سال بعد، بعض عہدوں کے لئے تین سال اور بعض کے لئے پانچ سال بعد انتخابات ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ پر ہے کہ ہم نے اول روز ہی یہ بات طے کر لی تھی کہ جو شخص سی عہدے کا خواہشند ہو اس کو وہ عہدہ ہرگز نہ دیا جائے، بلکہ عہدے کی خواہش کا پایا جانا خرد اس بات کی علامت ہے کہ وہ جماعتِ اسلامی کے اندر آئنے اور رہنے کے قابل نہیں ہے اب جو لوگ بھی جماعت کے اندر کام کرتے ہیں وہ بے غرضی اور بے لوثی کے مقام کام کرتے ہیں، خلوص کے ساتھ کام کرتے ہیں، اپنی جان رواکر کام کرتے ہیں اور عہدہ کسی کو اس کی تخصیص نہ کی جانا پر نہیں ملتا بلکہ اسکا جماعت جس شخص کر اسکی قابلیت اور خدمات کی بنیا پر کوئی عہدہ دینے کے قابل

اصحولوں کی خاطر لڑنے، قربانیاں دینے اور مر منٹنے والے

انشار اللہ اسلامی نظام اور ملک کی سالمیت کا ضامن آئین بھی بنوا رہے گی اور جو لوگ یہ حکمکاریاں دے رہے ہیں کہ وہ ایسے آئین کو چلنے نہیں دیں گے جو ان کی مرضی کے مطابق نہ ہو، ان سے یہ اسلی کے باہر بھی خدا کے بھروسے پر اچھی طرح منٹ لے گی۔

آپ یہ سن رہے ہیں کہ کچھ لوگ رٹنے کی تیاریاں کرنے میں صرف ہیں۔ آئئے دن یہ خبریں چیلیقی رہتی ہیں کہ ملک کے اندر بھی نیزے اور بھاگے اور بھاٹے اور بھائی قوم کے جا رہے ہیں اور باہر سے اسلوک کے امگل کرنے کی اطلاعات بھی آپ کے سامنے آ رہی ہیں۔ لگر ہم ان باتوں سے ڈرلنے والے نہیں ہیں میں اس سے پہلے بھی کہہ کچھا ہوں کہ اگر ایک پوری قوم یہ زم لے کر کھڑی ہو جائے کہ وہ کسی کو اپنے اوپر زبردست مسلط ہوئے ہوئے دے گی، تو اس طرح کے مفسدانہ ارادے رکھنے والے لوگ دس کروڑ کیا پچاس لاکروڑ کے متحیا رہمی لے کر آجایں تو انشار اللہ اسلام قوم کو وہ نہ بسا سکتیں گے جس انتقالب کے خواب وہ دیکھ رہے ہیں اس طرح کے افلاجات صفت اس علیہ بربپا ہوا کرتے ہیں جہاں قوم غفتاد میں سونی پڑی ہو ریا ہے حصی اور بے شوری کے ساتھ تماشا ثانی بن کر اپنی قدرت کافی صدھر ہوتے دیکھتی رہے۔ لیکن جب قوم بیدار ہو، اپنے نظریے کا شور رکھتی ہو اور فیصلہ کر لے کہ کسی کو کوئی روسرانظر یہ زبردستی اپنے اوپر ٹھوٹنے نہیں دے کی تو انتقالبیت کا زخم لے کر اٹھنے والے لوگوں کے توارے تھیسا برداری کے دھرم پر رہ جاتے ہیں اور ان کے اپنے متحیا رہوں سے ان کا قلع قمع کر دیا جاتا ہے۔

اب یہ فیصلہ کرنا آپ کے ہاتھ میں ہے کہ آپ اپنے انتخابات میں کس کا ساتھ دیں اور کسے کامیاب کرائے کی پیش کریں۔ اگر بہت سے چور طبھوٹے گودپیں کو آپ بھجوانا چاہتے ہیں اور بہت سے مرد ان آزاد کو بھی بھیجننا مناسب سمجھتے

ہیں ملک کا ہے نہ خود اپنی مرضی سے بیٹھ سکتا ہے۔ جسے ہم نے کھڑا کر دیا ہے وہ کھڑا رہے گا اور انشار اللہ اسلامی کی کوئی طاقت اسے کوئی پڑے سے ڈالا رکھ دے کر بیٹھی سی بڑی دھمکی دے کر بیٹھا نہ سکے گی اور جسے ہم نے بیٹھا دیا ہے وہ نہ خود کھڑا ہو گا نہ انشار اللہ اسلامی سے کوئی کھڑا کر سکے گا جماعت اسلامی میں اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ جسے بیٹھنے کے لئے کہہ دیا جائے وہ بچھر بھی کھڑا رہے۔

اس تنظیم کے کارکن اخلاقیں کے ساتھ کام کرنے والے ہیں اپنی جان لڑا کر کام کرنے والے ہیں۔ منظم طریقہ سے کام کرنے والے ہیں۔ ان لوگوں نے جماعت اسلامی کے خیالات کو ملک کے گوشے گوشے نہ پہنچایا ہے۔ ان لوگوں نے ہر جگہ ہر قسم کے تعصبات کا مقابلہ کیا۔ یہاں بینگالیت کے تعصبات کا مقابلہ کرنے کے لئے بینگالی کھڑے ہوں گے، کسی غیر بینگالی کو پورنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ مندرجہ کے تعصبات کا مقابلہ خود سندھی کریں گے، کسی مہاجر یا پٹھان یا پنجابی کو اس کی زحمت نہ دی جائے گی۔ پختونستان کے تعصبات کا مقابلہ کرنے کیلئے پٹھان کھڑے ہوں گے، کسی غیر پٹھان کو اس کے مقابلے میں سامنے نہیں آنا پڑے گا۔ یہ سب لوگ پرسوں سے اصولوں کی خاطر لڑتے رہے ہیں، جان دمال کی قربانیاں بھی دیتے رہے ہیں اور ہر طرح کی سزا ائم بھی بھکتی رہے ہیں۔ آج ملک کوئی ان کو نہ خرید سکا ہے، نہ دباسکا ہے اور نہ چکھ دے سکا ہے۔ یہ جماعت اسلامی کے اندر بھی اصولوں پر ڈٹ جانے والی ہے، کسی قسم کی سروے بازی کرنے والی نہیں ہے اور یہ اسلی کے باہر بھی ہر اس طاقت کا مقابلہ کرنے کے قابل ہے جو یہاں کوئی غیر اسلامی نظام لانا چاہے یا ملک کے مکمل طبھوٹے مکمل کرنا چاہے۔ اس جماعت کا آگہ آپ نے کسی بڑی طاقت میں اسلی کے اندر بھیجا تو

انقلائی مسائل میں اعتدال کی راہ

شاہ ولی اللہ دہوی کے رسالہ "الانصاف" کا ارد و پیک
فقہ اور حدیث تقدیر اور اجتہاد، حفیت اور شان غیبت وغیرہ
کی بحثوں میں راہِ اعتدال کی نشان دہی۔ مجلہ ایک روپیہ پیسے

آداب زندگی

زندگی سے مرٹ تک ہر شعبہ زندگی کے متعلق اسلامی
ہدایات۔ ہر مسلمان کے کام کی چیز۔ مجلہ چھروپے

مکتبہ تحفیٰ - دیوبند (دیوبی)

ہیں تو ٹرپے شوق سے بھیجئے لیکن آپ کو اطمینان رکھنا
چاہیے کہ بھر کوئی دستور و سفر نہیں ہے سکتا۔ دستور لاگوں سے تھا
ہے تو وہ اسی صورت میں بن سکتا ہے کہ ایسی جماعت ابھی کے
اندر جائے اور اچھی خاصی تعداد میں جائے جو اپنے اصول پر دنی
والی ہو، بختے والی نہ ہو، وبنے والی نہ ہو اور کسی طرح
کی سودے بازی کرنے والی نہ ہو۔ اور اسلامی کے
باہر بھی جس کی طاقت ایسی ہو کہ وہ اسلامی نظام اور
پاکستان کی وحدت کے خلافین سے نہ رُٹ سکے صحت
اسی صورت میں دستور بنے گا بھی اور حل بھی سکے گا
ورز چھوٹے چھوٹے گردب اور طرح طرح کے مردان
آزاد اسلامی میں چلے گئے، تو سوائے اس کے کو وہ ابھی
کو چڑیا گھرنا کہ رکھدیں گے اور کچھ نہیں کر سکتے۔

اگر آپ تخلیٰ کے سالانہ خریدار ہیں تو:-

آنے والے سالنامے کے نئے جلد سے جلد ایک روپیہ حسٹری فیس بھیجن
نہ بھولئے۔ تاکہ یہی سالنامہ راہ میں کم نہ ہو۔ نئے خریدار تیرہ روپیہ بھیجیں۔

صحیت کا توازن ...

جاڑوں بیس اربعوں خاص کا استعمال

قوت و توانی بخشتائے۔ اس کے صحت بخشن

اجرا آپ کے رگ و پھون بیس ساریات

ہو کر تی جان ڈلت اور سی پیدا کرتے ہیں۔

ماء المحن خاص



غذائیت اور توانی سے بھرپور بہترین مانک

و خانہ طبہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گلزار



قائد تحریک اسلامی

مولانا مسعودی

نوجوان سے خطاب کرتے ہیں

پہنچ جاؤں، لیکن مجھے آپ کے نعروں کا پتہ نہ تھا۔ ان نعروں کی وجہ سے راہ میں جو تاخیر ہوئی ہے اسی سے آپ مجھے اس کا ذمہ دار بھیں کے یہ بھروسہ اجتماع دلکھ کر مجھے وہ وقت یاد آتا ہے کہ جب ۲۲ سال پہلے چند نوجوانوں نے ایک تحریک جماعت کی بنیاد ڈالی تھی اور کوئی یہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ آگے چل کر یہ ایک عظیم جماعت کی شکل اختیار کر لے گی۔ انش تعالیٰ خلوص کی قدر فرماتا ہے اور تھوڑے سے کام میں بھی برکت عطا کرتا ہے یہ اسی کی برکت ہے کہ مشرق اور مغرب پاکستان کی ان دریاگاہوں میں جو عقائد اور اخلاق دنلوں کو خراب کرنے والی ہیں۔ ایسے نوجوان ہمیں پائے جاتے ہیں جو نہ صحت خود رنج عقدے اور پالیزہ اخلاق کے ناک ہیں بلکہ اپنی دریاگاہوں میں اسی عقیدے اور اخلاق کی خوشبو پھیلانے کے لئے اونٹاں بھی ہیں۔ میری دعا ہے کہ انش تعالیٰ ان کی تحریک

۱۹۷۹ء کو اسلامی جمیع طلبہ کے کنوش میں قائد تحریک اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے ساتھ صحیح و بچے سوال جواب کی ایک نشست کا پروگرام تھا شہر کی کہاں ہی سے دور اس پر سکون علاقے کی تاریخ میں یہ پہلا مرتضیٰ تھا کہ اسلامی انقلاب، راعی تحریک اسلامی، اسلامی نظام اور جمہوریت کے حق میں پڑھش اور دلوں اگری نعروں سے گونج اٹھی تھی۔ گروہ کی رکیں تن ٹھنڈی تھیں، ماتھی پسینے کے قطیعے امداد تھے، اسکو میں جذبات کا رنگ آنسو میں پرچلتے رکھتا تھا۔ لیکن ہوش تھا کہ کسی صورت میں اسے میں نہ آتا تھا۔ مولانا نے اجتماع کا تک کرنی پوچھا میں کافاصلہ انہی نعروں کے جلوس میں کیا۔ پھر پہلاں کی فضایمی دریاں ان نعروں کی حوصلہ تھیاتی رہی جب بار بار کی بڑائیت کے بعد سکون ہوا تو مولانا نے مائیک سنبھالا اور حمد و شکر کے بعد ارشاد فرمایا۔

» میری نہایت عزیز نوجوان! آپ لوگوں نے میرے نئے ۹ بچے کا وقت رکھا تھا اور میں اپنے حساب سے اس وقت چلا تھا کہ یہاں بلا تاخیر

اور دیانت اوری کے ساتھ اس پر عمل کرے۔ لیکن زیادہ درستک وہ اس اخلاق پر عالم نہیں رہ سکتا اور اس کے اندر بھی دینی مقدار نہ فہریت پیدا ہو جاتی ہے جو مفسد لوگوں کا خاص سرگرمی اور حبّ حکمران ہنگامہ درفتار پا کرنے والوں کے آگے چلکتے ہیں تو وہ ن صفت اپنے حق میں دشمنی کرتے ہیں بلکہ ملک کے حق میں بھی دشمنی کا نیچے ہوتے ہیں گوئیا حکومت کی طرف سے معقولیت کی بہت شکنی اور نما معقولیت کی حوصلہ افزائی کی حاجتی ہے اور اوضاعوں کے گزدہ کو پالا جاتا ہے۔ جو اہل حکومت کے لئے بھی چیخ بن سکتا ہے اور ملک کی سالمیت کے لئے بھی۔

ہماری کوشش یہ ہوئی چاہیئے کہ ہم یہ حال معقولیت کے ساتھ کام کریں لیکن جیسا کہ میں بار بار کہہ رہا تھا میں اور شرافت اور معقولیت کے معنی بزدی کے نہیں ہیں۔ جو لوگ اپسے اچھیں افہیں ایسا کہتے وہ کہ وہ ساری غریباً درھیں، مخلص، اشریف اور علیحدہ دار لوگوں کے آسے گے یہ کہ دار اور کرائے کے آدمی کوئی نہیں ٹھہر سکتے۔ بشریت آدمی بہادر ہوتا ہے۔ لیکن کبھی بہادر نہیں ہوتا وہ اسی وقت ٹکڑے شیرہ ہتا ہے جب تک کہ اسی تھیں ہو کر دوسرا آدمی اس پر باتھنیں اٹھائے گا۔ لیکن جب اسے حکومت ہو جائے کہ اس کی پٹائی ہو جائے گی تو وہ کبھی خطرہ مول نہیں لے گا۔

تحریکِ اسلامی اور طلبہ کی ذمہ داریاں

س۔ تحریکِ اسلامی اس وقت جن حالات سے گذر رہی ہے اس میں طلبہ کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

رج۔ یہ سوال بہت وسعت رکھتا ہے۔ تاکہ میں مختصر اً آپ کو بتاتا ہوں کہ تحریکِ اسلامی اسی وقت ایک نہایت نازک دور سے گذر رہی ہے۔ اگرچہ قیام پاکستان کے بعد سے ہی یہ مختلف آزمائشوں سے دوچار رہی ہے اور قدم پر اس کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی گئی ہیں لیکن ۱۹۴۵ء سے حالات نازک سے نازک تر ہوتے گئے۔ ۱۹۴۷ء کے انقلاب کے نتیجے میں یہاں ایسے لوگ سر اقدار آئے جو اسلام کا نام لے کر عوام کو دھوکا دیتے رہے لیکن اسلام کا کام کرنے والوں کے ہاتھ باندھتے

میں مزید بکت عطا فرمائے اور وہ وقت حلہ لائے جب ان درستگاہوں میں اسلامی نظام قائم اور اس ملک میں اسلامی قانون راجح ہو۔

اب مولانا نے سوالات کی ان پر جیوں کی طرف نظر کی جن کا ڈھیسہ میزیز لگ چکا تھا اور جمعیت کے ناظم اعلیٰ مرکزی ال ان میں سے ایک سوالوں کو چھانٹ کر ایک طرف کر رہے تھے مولانا نے یہی بعد دیگرے سوالوں کے جوابات دینے شروع کیا تشدید کا جواب تشدید ہونا چاہیئے؟

س۔ پچھلے دوں پے در پے ایسے واقعات روپنا ہوئے ہیں جن سے ہم لزوج ازوں میں سخت اشتغال پایا جاتا ہے۔ مثلاً عبد الملک کی شہادت، یادگار عبد الملک کی تعمیر، رکاوٹ اور ایسے ہی دو سکردار واقعات، کیا اب ہمارے لئے یہ روانہ ہیں ہے کہ ہم اپنے خالصین کے تشدد کا جواب تشدد سے دیں؟

رج۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انگریزوں کے زمانے میں بھی اس وقت کے حکام کی روشن بھی تھی کہ تو جو ان کی طرف کرد جو شور و علی اور ہنگامہ برپا کرنے والے ہیں۔ وہ صحیح تھے کہ بس بھی وہ پڑھتے جو اہمیت رکھتی ہے معقولیت اور دلیل کے ساتھ جو لوگ اپنے مطالبات اتنا چاہتے تھے وہ ان کے نزدیک تابیں اعتناء نہ تھا کونکہ ان لوگوں کی طرف سے اچھیں کسی ہنگامہ کا خطرہ نہ تھا۔ انتخیب کرنے کے قریبیت ہمارے حکمرانوں کو بھی سمجھا گئے اور اس سبقت پرستور محل ہو رہا ہے۔ آپ معقولیت اور دلیل کے ساتھ بات کیجئے تو حکمران اسے تابیں تقدیر تو ضرور بمحض گے، لیکن ماننے کے لئے تباری نہیں ہوں گے اس کے عس آگ لگاتے اور گھیرا کرنے کی اکیم چلائی جائے تو وہ فوراً جھک جائیں گے اور ناچائز مطالبات تک کو مان لیں گے۔ بظاہر ان حالات میں ایک شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ ہم بھی اپنے جائز مطالبات کو منوائیت کے لئے آگ رکھیں اور گھیرا کریں۔ لیکن درحقیقت نہ اس شخص کا فیصلہ درست ہے اور نہ حکمرانوں کی یہ روشن تھی ہے۔ جب ایک شخص یہ فیصلہ کرتا ہے تو ممکن ہے کہ وہ کچھ عرضے تک پورے اخلاق

نوجوان سینما بیکھنے جاتے ہیں، جو اکھیتے ہیں اور فتن و خور کی دوسری صورتوں میں بنتا ہوتے ہیں، تیکن والدین اپنی اس اولاد کو براشنا کرتے ہیں تو وہ اسے ذمہ نہیں کر دلتے، پھر آخر کی بیوی ہے کہ وہ ایسی اولاد کو نہ براشنا کریں جو دوین کا کام کر رہی ہو۔ اگر وہ آپ پر ناراضی پڑتے ہیں تو ان کی ناراضی سہہ لیں، وہ مٹانتے ہیں تو آپ پلٹ کروابہ نہ دیں اور خاموشی سے ان کی ڈانٹ کو براشنا کر لیں لیکن اپنا کام کرتے جائیں۔

تحریکِ اسلامی کا پیغام اور رکاوٹیں

س۔ جب ہم تحریکِ اسلامی کا پیغام دوسروں تک پہنچاتے ہیں تو ہم پر مختلف الزامات چیزیں کئے جاتے ہیں۔ اور یہ اسلام بھی لگایا جاتا ہے کہ ہم امریکی امداد حاصل کر رہے ہیں۔ کیا ان الزامات کا جواب دینے کی ضرورت ہے۔

ج۔ الزام لگاتے والوں کے پیش نظر یہ ہے کہ آپ اپنا کام چھوڑ چھاڑ کر ان کے الزام کی جواب دیں میں اللہ جائیں اس کا علاج صفت یہ ہے کہ انھیں الزامات لگاتے دیکھئے اور آپ اپنا کام کرتے جائیے۔ کچھ لوگ الزام رکھتے رکھتے تھک جاسکتے اور بالآخر خاموش ہو جائیں گے۔ اور کچھ لوگ انہی الزامات اپنی میں اپنی عمر کھپا دیں گے۔ تکین آپ کا کچھ نہ بکار لے کر انہی ساتھ بھی ایک مدت دراز سے یہ ہو رہا ہے۔ لیکن میں کسی الزام کا جواب نہیں دیتا اور اپنا کام کئے چلا جانا ہوں۔

رہی امریکی امداد تو اس کی حقیقت صاف ظاہر ہے لوگ اپنے آپ اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جن کے پاس ہوئیں ہیں، غالیشان کو ٹھیک ہیں اور یہ حساب میلس ہے وہ کوشا گردہ ہے اور جس پر امریکی امداد کا الزام رکھایا جا رہا ہے اسکی حالت کیا ہے امریکی رہا الحق ہے کہ وہ ان لوگوں کو امداد دے رہا ہے جو اس کا کام نہیں کرتے اور اسلام کا کام کئے جاتے ہیں کہیا واقعی امریکہ اسلام سے اپنی محبت کرتے والا ہے؟ لوگ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پیر زنی امداد کا خواہ ہو کہاں ہو رہا ہے پھر ہی حال لوگوں میں یا غالیشان کو ٹھیک ہوں اور بڑی بڑی موڑوں والوں میں۔

رہے اور ان لوگوں کو چھٹی دیتے رہے جو اسلام کے سوا کسی دوسرے نظریے پر ملک کا نظام چلانا چاہتے ہیں۔ مزدوروں میں ان ہی لوگوں کو کام کرنے کے موقع دیتے گئے، طبلہ میں انہی کو آگے بڑھنے کا راستہ دیا گیا جو زوجوں کے عقیدے اور اخلاق کو خراب نہ رہے۔ اسی طرح صفات، ریڈیو اور تلویزیون پر بھی اسی طائفے کے سلطنت کو دیا گیا اور طریقے پر سرکاری مناصب بھی اس کے قبضے میں آگئے۔ تیجھے یہ نکلا کہ جب تحریک جماعتیت کے ذریعے عوام نے اپنے حقوق کی بجائی کی ہم شروع کی تو یعنی اس وقت جبکہ عوام اپنی منزل کے قریب تھے۔ ان لوگوں نے ہنگامے برپا کر دیئے اور عوام کو ملنے والے حقوق پھر سلب کر دیئے۔ واقعہ یہ ہے کہ مارشل الراس دعوے کے ساتھ لگایا گیا تھا کہ وہ ان خرابیوں کا سربراہ کریگا جو اس وقت ملک میں بھی ہوئی ہیں۔ لیکن ایسا زمان ہوا اور شرپند غاصب نہ خود اس مارشل لار کے تحفظ میں پی پوشی اور مضبوط کر لی۔

ان حالات میں سب سے اہم کام یہ ہے کہ وہ اپنی درجہ کو مفسدہ کے گردہ سے پاک کرنے کی کوشش کریں۔ ان لوگوں نے طلبہ کی خانہ ساز انجمنوں کا ایک جال جھلکا رکھا ہے اور اس کا علاج بھی ہے کہ باشور اور محب طن طبلہ اُن تنظیم نہایت مستعد اور فعال ہے، اس کے ساتھ ساتھ آپ ملک کے حالات سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ آپ کو دونوں مجاہدوں پر کام کرنا ہے۔ ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے جو وجہ دیجی اور درستگاہوں کی تبلیغیہ بھی۔

والدین اور بچے

س۔ ہم تحریکِ اسلامی کے لئے اپنا وقت صرف کرتے ہیں تو والدین ناراضی ہو جاتے ہیں۔ اسی صورت میں ہیں کیا ترنا چاہیے۔

ج۔ بچوں اور ان کے والدین کے درمیان تعلق کچھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ اس کے قانونی حدود مقرر ہیں کئے جا سکتے کیا ممکن نہیں ہے کہ آپ لئے والدین کو بھی راضی رکھنے کی کوشش کریں اور اسلام کا کام بھی کرتے جائیں۔ عملاً یہ صورت ہے کہ بچے

اس کے تدارک کی کیا سبیل ہو سکتی ہے اس وقت جو مکن
ہو گا کیا جائے گا۔

ترکی میں اسلامی حکومت کا امکان!

س۔ ترکی میں جیش پارٹی کی حکومت آجائے سے کیا ہے
اسلامی حکومت کے قیام کا امکان پیدا ہو گیا ہے کیا
اس کے اثرات عالم اسلام پر پڑیں گے اور فلسطین
کثیر ناچیزیا، اریٹریا اور قبرص کے مسائل کو حل کرنے
میں مدد ملتی ہی ہے۔

ج۔ جیش پارٹی کی کامیابی کے معنی پہنچی کہ ترکی میں اسلامی
حکومت کے قیام کے امکان روشن ہو گئے ہیں ہاں یہ کہا جائے
ہے کہ جیش پارٹی مختلف اسلام پارٹیوں ہے اسے اس
بات کا احساس ہے کہ ہماری قوم مسلمان ہے اس لئے کوئی خلاف
اسلام روشن اختیار نہیں کرنی چاہیے! مصطفیٰ اکمال کے زمانے میں
وہی تعلیم ہتھی کہ عربی زبان میں اذان پر بھی پریا بنی راہ عائد ہیں
جیش پارٹی نے اختیار ختم کر دیا اور وہی تعلیم کی حوصلہ افزائی
کی جا رہی ہے۔ لیکن یہ کہیں ہمیں غلط اندازے ہیں کرتے
چاہئیں۔

موجودہ زمانے میں امریکی، روس، برطانیہ، فرانس اور
کوئی بھی میں الاؤٹ ای طاقت اسلامی حکومت نہیں دیکھنا چاہیے امریکہ
سے پوچھا جائے کہ وہ اسلام اور کیونزم میں سے کسے پسند کرتا ہے
تو اس کی موافق درستی بھی ہو گی کہ کیونزم اجاتے لیکن اسلام ن
آئتے پاٹے۔ روس تو ہر کیف کیونزم کا علمبردار ہے وہ یہی
یہ برداشت کر سکتا ہے کہ کیونزم کے مقابلے میں کوئی اور نظریہ
دنیا میں ابھرے۔ بھی حال برطانیہ، فرانس اور دوسری طاقتیوں
کا ہے۔ اگر کسی ملک میں اسلامی حکومت قائم ہو تو غالباً طبقی
اسے ناکام بنانے کی پوری کوشش کریں گی۔ الگچہ امید ہے کہ اسلامی
حکومت ضرور قائم ہو کر رہے کی۔

رہی یہ بات کہ اگر اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو پوچھے
عالم اسلام پر اس کے اثرات مترب ہوں گے؟ — اندازہ
مسلمان ممالک پر اس کا خوشنگوار اثر پڑے گا۔ لیکن وہ فوری

تعلیم ضروری ہے یا ملک کی خدمت

س۔ موجودہ حالات میں ہم نوجوانوں کے لئے کون صالح
زیادہ اہم ہے۔ کیا ملک کو لادن عنصر کی بغایر سے
بچائے کے لئے ہم تعلیم سے درست کش پوچھ کر ان کے
مقابلے پر آجاتیں یا تعلیم میں لگے رہیں؟

ج۔ اس معاملے میں تھیک تھیک توازن کی ضرورت ہے
نہ تو صحیح ہے کہ آپ تعلیم کو چھوڑ کر ملک کے مسائل میں لگ جائیں
اور نبینی درست ہے کہ آپ کتاب کے کمیرے بننے رہیں اور ملک
کے حالات کی بالکل بخوبی نظر رکھنے اور
پوری توجیہے حاصل کیجئے اور ملک کے حالات پر بھی نظر رکھنے اور
آپ کو اس بات کی بھی نظر ہوتی چاہیے کہ آپکی درستگاہوں کو کون
لگ گزاب کر رہے ہیں اور اس بات پر بھی توجیہ ہوتی چاہیے کہ کون
وگ ملک کے حالات تباہ نہ چاہتے ہیں اور اس بگار لاکھیے سنبھال
کیا جا سکتے۔ خدا کے دین کو سر بلند کرنا بھی آپ کا کام ہے اور
تعلیم حاصل کرنا بھی۔

اگر آپ تعلیم حاصل نہیں کریں گے اور وہ وقت ملک کے
مسائل میں لگ جائیں گے تو اسلامی انقلاب کے بعد ملک کے نظام
کو جلا نے کے لئے جس اہمیت کی ضرورت ہے اس سے آپ تھی رہ
جاں گے۔ مسلمان کی زندگی ہی در اصل اعتماد تو توازن کی زندگی
ہے۔ آپ اسی اعتماد کو اختیار کیجئے۔

زلزلہ اور سو شلسٹ انقلاب

س۔ سو ڈالن کی طرح اگر اس ملک میں کبھی ایک ایک اشتراکی
انقلاب آجائے تو آپ کیا کریں گے؟

ج۔ فرض کیجئے راتیں راتیں زلزلہ آجائے، مکانات گھٹ جائیں
ہزاروں لوگ ان کے تسلی دب کر مرحائیں۔ لاکھوں رنجی ہو جائیں
اور ایک قیامت برپا ہو جائے تو ایسی صورت میں زلزلے سے
متاثر ہونے والوں کے لئے جو ملک پر گا کیا جائے گا آدمی پہلے
اس کے لئے کوئی اسکم نہیں بناسکتا۔ یہی معافہ اشتراکی
انقلاب کا ہے یہ آفت اگر یکایک نازل ہو جائے تو قبل ازہر

ہیں۔ آپ بھی دیبا توں میں ان کے اندر کام کیجئے وہ خود بخود یہ فریصہ کر دیں گے کہ حق بات کوں کہتا ہے اندر نا حق بات کوں کہتا ہے کس کے والائی معقول اور انداز شریفانہ ہیں اور کون غذاؤں کی سی زبان استعمال کرتا ہے انھیں معلوم پہ جائیگا کہ یہ لوگ کیسے علائے دین ہیں جو سیرت رسول پر تقریر کرتے ہوتے دوسروں کو غیر ظگا لیاں دیتے ہیں لیکن اگر آپ دیبا قی عوام کو اپنے رحم و کرم پر چھپوڑیں گے تو اس میں عوام کا نہیں آپ کا تصور ہے۔

دنیا بھر کے مصنفوں کے نام ایک سوال نامہ جاری کیا جائے؟

میں۔ بعض لوگ آپ پر اعتراض کرتے ہیں کہ خلافت دلوکیت لکھنے کی کیا وجہ تھی۔ اس کتاب کو کہہ کر بہت سے اختلاف مسائل کو جھوٹ کیا گیا ہے۔ براءہ ہم ریاضی اس کا جواب عنایت فرمائیے۔

ج۔ ان حضرات کو دنیا بھر کے مصنفوں کے نام ایک سوال انہم جاری کرنا چاہیے، کہ انھوں نے جو کتابیں لکھیں ہیں آخر ان کی ضرورت کیوں بخوبی کی ہے اور جب وہ کوئی شافعی جواب ہیں قوانین تابوں کو با تحریر لگایا جائے۔ — سو اے جاہل آدمی کے کوئی اس قسم کی باتیں نہیں کر سکتا۔ جہاں تک خلافت دلوکیت کے لکھنے کا حق ہے میں نے دیبا چیزیں بھی اس کی درجہ بیان کی ہے اور آخر میں بھی اس کی صراحت کر دی ہے۔ البتہ جو لوگ اس کتاب پر اعتراض کرتے ہیں ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ آخر انھیں اس کتاب کے خلاف گاؤں گاؤں جا کر تقریری کرنے کی ضرورت کیا ہے کیا جو ہے کہ وہ اسکی مخالفت میں یوں بے چین ہوئے جاتے ہیں۔

میر امقدارہ اللہ کی آخری عدالت میں عیش ہو گا

س۔ لوگ آئے دل آپ پر طرح طرح کے الام گھاتے رہتے ہیں اگرچہ آپ ان کو جواب تو دیتے ہیں لیکن وہ چھبھی باز نہیں آتے کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ ان کے الزامات کوی عدالت میں صحیح کر کے انھیں بے نقاب

طور پر عالم اسلام کے مسائل کو حل کرنے کے قابل نہیں ہو گی۔
مسلمان ایک تحریک کے علمبردار ہیں

س۔ کبھی تاریخ سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ کوئی قوم زوال کے بعد پھر ابھری ہو اگر نہیں تو پھر مسلمان قوم کے بارے میں یہ امید رکھنا کہ وہ زوال کے بعد پھر ابھر آئے گی کیا درست ہے؟

ج۔ یہ سوال صفت اس نے پیدا ہوتا ہے کہ ہم مسلمانوں کو صرف ایک قوم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان م Hispan ایک قوم نہیں ہیں۔ اسلام ایک نظریہ ایک تحریک ہے جس کے علمبردار بن کر وہ پہلے بھی اٹھتے تھے اور اب بھی اٹھ سکتے ہیں اگر وہ صرف ایک قوم ہی کروہ جائیں تو بلاشبہ ان کے دوبارہ ابھر نے کامکان نہیں ہو سکتا لیکن اگر اسلام عیسیٰ انقلابی تحریک کے کارکنوں بن کر انھیں تو ان کے دنیا پر چھما جاتے ہیں کوئی شبہ نہیں ہے۔

جوب کیوں زم ایک نظریے کی حیثیت سے دنیا میں چل رہا ہے باوجو یونیورسٹریز ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسلام جو اس سے کہیں زیادہ متعال نظام اور سراسر حق نظریہ ہے، نہیں چل سکتا دنیا میں اس کی کامیابی کے امکانات بہت روشن ہیں بشرطیکہ مسلمان اسے ایک تحریک کی حیثیت سے اپنالیں۔

علمائے سورہ کاعلاج

س۔ علمائے سورہ ان دونوں دیبا توں میں عوام کو تحریک اسلامی اور اس کے قائدین کے خلاف بھر کا رہے ہیں۔ ان کا کیا علاج کیا جائے؟

ج۔ علمائے سورہ کا ہدیہ یہ خاصہ رہا ہے کہ وہ عوام کو صحیح کام کرنے والوں کے خلاف بھر جاتے ہیں اور عوام حقنے زیادہ ان پر ٹھہر ہوتے ہیں اتنے ہی زیادہ ان کے دام میں آجائے ہیں — لیکن واقعہ یہ ہے کہ انسان پیدائشی طور پر سیم الفطر و انسان ہر ایسے۔ ماں کے پیٹ سے بُری نظرت لے کر نہیں آیا تھا اسے عوام الحمد لٹھ مسلمان ہیں وہ نیک بدلیں تیز کرنا جانتے

سرب کچھ کھو بیٹھتے تھے۔ کیا ضرورت ہے کہ ہم دوسرا سے ملکوں کے آگے باختہ بھیلا میں کیا اپنے وسائل سے کام نہیں چلا سکتے۔ اگر اس ملک میں کوئی دیانتدار حکومت قائم ہو جائے تو میں بھتہا ہوں کہ بیردی قرضوں کی بہت کم ضرورت باقی رہے گی۔ تاہم اگر ناکمزی ضرورت کے لئے بیردی قرضے سود پر لینے پڑیں تو اس کا جواز کہاں نکلتا ہے کہ ہم ملک کے اندر بھی سودی نظام جاری رکھیں۔ سود کو بہر حال اسلام نے حرام قرار دیا ہے اور ہم اپنے دائرہ اختیار میں تو اسے حرام قرار دینا چاہئے۔

خفیہ خریک کا تجھہ

س۔ سو ششمؑ عنصر خفیہ طریقے سے اپنے آپ کو منظم کریں ہیں اور اپنے کارکنوں کو فوجی تربیت دے رہے ہیں کیا ایسی صورت میں ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہم بھی اسی طریقے سے اپنے آپ کو منظم کریں؟

ح۔ یہ سوال بچھے دلائل بھی مجھ سے کیا گیا تھا۔ اور ہم نے ہمکارہ کام خفیہ خریک چلانا نہیں بلکہ حکم مکملانے اپنے نظریتے کو بھیلانا ہے۔ لیکن کوئی کوئی کھلے طریقے سے عوام میں کام نہیں کر سکتے ان کا مزاج ہی یہ ہے کہ خفیہ خریک چلاتے ہیں۔ اور عوام کی مرضی کے خلاف ان پر سلطنت ہو جاتے ہیں کسی خفیہ خریک کے ذریعہ کوئی صالح انقلاب نہیں آ سکتا۔ اس خریک میں جو خرابیاں پیدا کرنا پاتی ہیں ان کا کسی کوپ نہیں چلتے پاتا۔ اور جب وہ خریک کامیاب ہو جاتی ہے تو یہ خرابیاں ایکا ایکی الجھ کر پورے ملک کے لئے آزمائش کا سبب بن جاتی ہیں۔ اسی خفیہ خریک کا تجھہ تھا کہ اس طبقاً جیسا نظام اُدمی روکسیں ہیں بسراقتدار آگیا اور وہ میں کے عوام نے ایک زار سے جو کلارا حاصل کیا تو دوسرا زار نے ان کی گردان دلوچھ لی۔

خفیہ خریک اس طریقے سے چلتی ہے کہ اگر کسی شخص کے بارے میں پیشہ بھی پہنچائے کوہ پارٹی کا دخداڑا نہیں ہے تو اسے بلا تکلف قتل کر دیا جاتا ہے اور یہ قتل و غارت گری اس خریک کا عام مزاج ہے۔

بہر کیف یہ ایک بلا ہے جو ہمارے ملک میں پورش

کر دیں اور آئندہ کبھی انھیں آپ کے خلاف الزام تباہی کی جراحت نہ ہو۔

ح۔ میں نے بھی کسی شخص کے الزام کا جواب نہیں دیا ہے الایہ کہ اس نے کسی علمی دلیل کی بنیاد پر کوئی اعتراض اٹھا ہے اور میں نے علمی انداز میں اس کی وضاحت کر دی ہے میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ آدمی کو دنیا میں جو وقت ملا ہے وہ اسے ایسے کام میں صرف کر سکے کہ اسکے نامہ اعمال میں کوئی نیکی بھی جائے۔ اپنا وقت کسی ایسے کام میں صرف کرنا کہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی نہ بھی جائے کسی ایسے آدمی کا شیوه نہیں جو بھتہا ہو کر اسے

اپنے رب کے پاس حاضر نہ نہیں ہے۔

میرے پاس کہاں اتفاق وقعت ہے کہ ان لوگوں کے لئے اس کو عدالت میں پیچھے کرتا پھر وہ میں نے قوری مقدمہ ایک اور عدالت کے لئے اٹھا رکھا ہے اور پورا اسیں تیار ہو رہا ہے۔ مجھے تو تجھے کہ اس طرح سے میں بہت بڑی کمائی کروں گا اور ان لوگوں سے جو مالے کے طور پر وہ تمام نمازیں اور درزے دھواں لوں کا جو رو دنیا میں ادا کرتے رہے ہیں۔

سود اور پاکستان کی ترقی پر معاشرت

س۔ اسلام سود کو حرام قرار دیتا ہے لیکن پاکستان جیسے ترقی پذیر حملک کے لئے بیردی قرضے ایک ضروری جزو کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہ قرضے بغیر سود کے نہیں ملتے ایسی صورت میں ہم سود سے کیسے چھپ کر اس احصال کر سکتے ہیں؟

ح۔ بیردی ملک سے جو قرضے لئے ہارے ہیں ان کا بہت بڑا حصہ بالکل غیر ضروری ہے اسے آپ دیکھتے کہ ان کا کتنا حصہ ترقی کے کاموں میں صرف ہوا ہے اور کتنا ضائع کیا گیا ہے یا عیاشیوں میں اڑا گیا ہے۔ آخر ایک غریب ملک میں بڑی عسراں بنائے اور اسلام آباد کی تعمیریں ار بلوں رو پر صرف کرنے کی کیا ضرورت تھی کیا اس کے بغیر حملک کا نظام نہیں چل سکتا تھا۔ ان عیاشیوں کی مثال تو ایسی ہی ہے جیسے پرانے وقتوں کے زواب اور جاگیر دار اپنی جاگیسیدوں کو رسمن رکھ کر دوست حاصل کرتے تھے اور ملکا ملک ہوتے تھے۔ بہر انکے دل کو کمال ہو کر

سر نایاب دار اور اسلام

س۔ آج بکل بڑے بڑے سرمایہ دار اسلام کی حمایت کر رہے ہیں۔ کیا اس طرح سے وہ اپنا تحفظ چاہتے ہیں؟ ج۔ میرے علم میں تو نہیں ہے کہ وہ کون سے بڑے بڑے سرمایہ دار ہیں جو اسلام کا نعروہ لگا رہے ہیں۔ میں تو نہیں جانتا ہوں کہ تمام بڑے بڑے سرمایہ دار سو شہزادم کے غلبہ دار ہیں۔ لیکن اگر کوئی سرمایہ دار اسلام کا نام لینا بھی ہے تو اس سے تحریک اسلامی کے حام میں کیا فرق واقع ہوتا ہے۔ یہ تحریک تو اس لئے کام کر رہی ہے کہ وہ اسلامی قانون کو راست کرے اور اسلامی قانون کے محنت کوئی سرمایہ دار سرمایہ دار نہیں رہ سکتا وہ اسلام کی حدود کو توڑ کر حب بھی ناجائز نفع خوری کر گی۔ اسلامی قانون کی زد میں آئے گا۔

ایک دینی و علمی تحریک

قوم یہودا و رحمہم

قرآن کی روشنی میں

اذ۔ مولانا عبدالکریم پارکیو

... ۱۰ صفحات کی یہ کتاب قرآن مجید کی ان بیشتر آیتوں کی تفسیر ہے جو یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ معلوم ہے بھرپور یہ کتاب اسطالعہ کے لائق ہے، زبان ملیں دشکشہ پر ایہ دلکش، امداد ایمان افزود (سات روپے)۔

حضرت مولانا مفتی عقیق الرحمن ضاحعی صدر مسلم جمیں مشاہدات نے اپنی تقریبی میں صحیح فرمایا میری رائے میں یہ خدمت انجام دیکھ پا رکھی صاحب تھے وقت کی ایک اہم اور شدید ضرورت کو پورا کیا ہے:

قرآن پیاسیکش، چھوٹی سمجھوستا بلڈی میں روڈ ناگپور علی

پارہی ہے اس کا علاج نہیں ہے کہ ہم بھی ایک جوانی بلا بنی کی کوشش کریں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہمکے بندوں لوگوں کو آئے والے خطوات سے آگاہ کریں۔ گاؤں کا گاؤں جا کر ایک تو ایک بیکر زمین بھی نہیں رہنے کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسان یہ بات سمجھ جائیں تو کوئی نیوں نہیں کھانے کے گاؤں میں داخل نہیں ہونے پائے گا۔ اور لوگ نیوں کی وجہ بخوبی سے کہ ان کے حواس و سرستہ ہو جائیں گے۔

چنان تک تھیا رہنے کا تعین ہے اگر آپ کو کسی کا تھیا میں سکتا ہو تو خود رکھئے اور نشاۃ بازی کی میثاق بھی بخوبی تکین غیر قانونی اسلوب رکھئے۔ مفادعت کے لئے اپنے آپ کو تکرنا کوئی اخلاقی یا قانونی جرم نہیں ہے بلکہ اس کی اجازت تھے مگر خپل طریقے سے کوئی مسلح انقلاب پر پا کرنا اسلام کے مزالج کے بھی خلاف ہے اور انجام کے لحاظ سے خطرناک بھی۔

علم اور حکیم

س۔ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے۔

کہا جاتا ہے کہ حضورؐ کی حدیث ہے اور پھر اس سے بعض حضرات نئے نئے معنی اخذ کرتے ہیں؟

ج۔ مجھے چنان تک علم سے حضورؐ کی حادث نہیں ہے قدیم زمانے میں اگری بات سی لے آئی تھی تو اس لئے کہ ہیں عرب سے بہت دور تھا اور یہ بتانا مقصود تھا کہ علم اتنی قیمتی چیز ہے کہ اگر تمہیں اسے حاصل کرنے کے لئے چین بھی جانا پڑے تو جاؤ لیکن آج لوگوں نے اس کا مرطاب یہ نکال لیا ہے کہ ”علم حاصل کرنا ہو تو صرف چین جاؤ۔“ یہ وہی لوگ ہیں جو کبھی ایکلستان کو علم کا ملیع قرار دیتے تھے اور انکریز کی نقاہی کرنا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ پھر امریکہ کیا تو اس کے گن گانے لگے اور اب چین کا چرچا ہوا ہے تو اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

تلوار ہوں

ماضی مرحوم کی اس دور میں لکھا ہوں
 دوں نہادہ مقنیوں کے سینہ تاریک میں
 خواجہ گیہاں کے در کی حاضری کا فیض ہے
 پاؤں کی ٹھوکر پہ رکھتا ہوں ضمیاع القاسمی
 جن کو لڑنا ہے خدا کے منکروں کی فوج سے
 چار کوڑی کے مطوعے ابن بحیر کے رفتی!
 میں نے بارہ سال کا ٹھیں بہ شکل قید و بند
 چند روٹی توڑ ملا ہیں حریفِ کم سواد!
 سُرخ رونکلا ہوں ہر لحظہ نئی اقتاد سے
 ”ٹوٹ تو سکتا ہوں میں، لیکن چک سکتا نہیں“

اب جگر یاری نہیں کرتا عزیزان چمن
 مارڈ والا ہے ذی بیطس نے اور بیمار ہوں

الطاف حسن قریشی

نواب زادہ شیر علی خاں

اُردو صحافت میں "انٹرویو" کو ایک مستقل موضوع بنادینے کا سہرا شاید اور ددرا بحث کے "الطا ف حسن قریشی" کے سر ہے۔ نواب زادہ شیر علی آج تک پاکستان میں اطلاعات اور قومی امور کے وزیر ہیں۔ ان کی وزارت یا "نواب زادگی" سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ ہاں دلچسپی ہے تو ان کے اسلامی طرزِ فکر اور مومنانہ خیالات سے۔ اسی دلچسپی کے تحت جناب الطاف قریشی کا یہ انٹرویو پیش خدمت ہے۔ اُمید ہے آپ بھی اس میں دلچسپی محسوس کریں گے۔ (ادارہ)

"پر دلیں میں پاکستان کی یاد ہمیشہ ساتھ رہتی ہے اور یوں مخصوص ہوتا ہے وہ ہمیں نظر وں کے سامنے ہے۔ اس اعتبار سے کسی ایک خوشگوارانے کے نتیجے میں پاکستان کا یہ اختیار یاد آ جانا مسیکر لئے ایک بے کیف سوال ہے۔ میں نے پاکستان کا خود انتخاب کیا ہے اور میں پاکستان کسی جزو فیاضی کا حادثے کی وجہ سے نہیں ہوں یہی وجہ ہے کہ تم مخالف کے نقوش مٹا کر کلیدیہ پاکستان کیلئے سوچتا ہوں۔" ان الفاظ سے سیکھ دہنی نقوش اور گہوے ہو گئے۔ جنر شیر علی سفارت سے وزارت میں آگئے اور ان کے کندھوں پر اس دزاد کا بھرپور اچھے خواجہ شہاب الدین اور الطاف گورنر یا سرت کے اندر ریاست کی حیثیت دے گئے تھے نواب زادہ شیر علی خاں کو بنی سناٹری ریاست مل جانے سے شاید خوشی ہوئی ہو، مگر انھیں یہ کوئی ضرور کچھ پہچاہ گا کہ ریاست کے اندر ریاست نظر یا قریباً کی بیانیں ہلائی رہی ہے۔ انھوں نے پوری توجہ قومی امور پر جو تھے کردار اور ان بلاؤں سے دددوہاٹھ کرنے کے لئے آگئے ہے۔

یہ چار پانچ برس پہلے کی بات ہے کہ چند احباب کے درمیان بیوی خاں کے کارنا سمے نیز بحث آگئے کی ایک صاحب نے کہا۔ ہمارے خود ساختہ صدر نے فوج کے کمی جوین اپنے راستے سے پڑا دیئے گئے ایک جنریل ایسا بھی تھا جو بے انصافی اور بے اصولی کے خلاف خود مستغفل ہو گیا اور زادہ جنریل شیر علی ہے جسے فتنہ حرب کے علاوہ علم و ادب سے گھرالگاؤ ہے۔

میں ذہن میں جنریل شیر علی کا پہلا نقش محفوظ ہو گیا۔

"اہنی دنوں" کامیاب زندگی کا تصور" کے عنوان سے ایک کتاب جلوہ گر ہوئی۔ اس میں مجھری جنریل محمد شیر علی خاں کی آپ سیقی شناس تھی۔ اسے پڑھ کر ایک ایسی شخصیت کا احساس ہوا جسے چھوٹے کوئی چاہتا تھا مگر جو شاد کرنے کا موقع نہ ملا۔

۶۹ کے شروع میں نواب زادہ شیر علی خاں کی طرف سے ہمارے ایک سوال نامہ کا جواب ہوا، اُن کا جواب مختصر ساتھا، مگر میں اس وقت جب پاکستان کے نظریاتی محاذ پر زبردست بہاری ہمدری تھی، وہ مختصر جواب دیا تو اُن کو دو لائلہ تازہ عطا کر گیا۔ جنریل صاحب نے لمحہ تھا۔

”آپ کی والدہ نے تربیت کی خطوط پر کی“

”تربیت کے اصول واضح اور متعین تھے۔ زندگی کا ایک حصہ اور نقصہ اور ایک خاص اسلوب تھا اور یہ اسلوب مضبوط استحکم رہایات کی بدولت وجود میں آیا تھا۔ اللہ کا ذکر کسر در کائنات کی رفتار کے تذکرے اور صحابہ کرامؐ کی پاکیزہ زندگیوں کے حوالے ہمارے ماحول میں رچے بسے تھے والدہ محترمہ نے مجھے پہلے قرآن کی تعلیم دلائی اور پھر ساتھ ہی ساتھ مجھ میں نہ از پڑھنے کا شوق پیدا کیا۔ سات پرس کی عکس کو پہنچا تو نماز کے باسے میں سخت پارس شروع ہوئی طور کی فضایہ کو پھر ایسی تھی کہ صوم صلوٰۃ میں لذت محسوس ہوتے تھی۔ یہ میری والدہ کی تربیت کا اثر تھے کہ میں پا قاعدگی سے صبح کے وقت قرآن کی تلاوت کرتا ہوں اور اس میں کبھی ناغزہ نہیں ہوا۔

میری والدہ نے میکر ذہن اور کوہدار کی پردرشیں یک ہی بنیادی نقطہ پیش نظر رکھا، وہ یہ کہ خدا کے وجود کا احساس رک دیے میں اثار دی جائے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب مجھے فوجی تربیت کے لئے پورپ جانا پڑا، تو میری والدہ نے مجھے ہمانی میں بلا یا، مجھ سے وہ بحد محبت کر قی تھیں۔ میرا خیال تھا انھیں میکر باہر جانے کا غم ہو گا، مگر وہاں منظر تھی دوسرا تھا۔ ایک لمحے کیلئے میری طرف دیکھا اور پورم لمحے میں گواہ ہوئے۔ ”خ” باہر جا رہے ہو۔ خدا ہمیں اپنی سلامتی میں رکھے ایسا میری دوستیں سن لو۔

خدا کوہ وقت یا درکھنا اور ہمیشہ دیانتداری کا ثبوت دینا۔ لیں اب حاوزہ خدا حافظاً“

”میری زندگی پرے آرام سے گذری ہے، اللہ تعالیٰ نے وہ تمام نعمتیں عطا کیں جن کا میں تصور کر سکتا تھا۔ مگر آزادی کے ادوار بھی آئے۔ پریشا نیوں نے یلغار بھی کی۔ لیکن دل کا سکون کبھی تہہ دیالا نہ ہو! مجھے تین ٹھنکا کہ خدا مجھے دیکھتا ہے وہ میرے نہ سلامتی کے راستے کھول دے گا۔ آپ اسے رجوت پسندی کر لیجئے یا ملائیں۔ میں خدا اور رسولؐ کے ذکر سے اپنی زندگی کو خود مزدھا کر گئی۔ ایمان کا جرعہ گلی ہو گیا اور میرے ضمیر کی تندیں بھی گئی تو یہ ساری کائنات ایک اندھے کنوں کے سوا اور کچھ بھی نہیں اور اس اندر سے

بلائیں عصیتیوں کے خون سے جوان ہوئی ہیں۔

ایک روز وزارت اطلاعات میں شریف الحسن صاحب سے نئے گیا۔ شریف الحسن آجکل نوابزادہ شیر علی خاں کے پر ایک سیکٹری ہیں کمرے میں داخل ہے اسی شیر علی خاں دہباں میں موجود تھے قدم رک گئے تھے اور صدر سے اذن عام تھا۔ ہیلی بار اس شخصیت کو دیکھا جسے پھونے کو جی جاہتتا تھا۔

اُن سے ملاؤ در رہنے کو جی جاہا، اُن کے جذبات میں اتنی شدت اور ان کی بالقوی میں اتوہمیت تھے کہ مجھ جیسا سو خند جاں چند لمحوں میں راکھ دیا۔ اُن کی شستہ اور شلگہ شخصیت یا بار اپنی طرف چینچی تھی اور ان کی تبلیغیں بار بار اساری دل کو اڑا لیندیں بلائی مشتاق تھیں۔ مسگر ان کی کرم تھا، اسے میکر قدم ڈھرنے نہ تھے۔

میرزا پہنی ملاقات بڑی بلاخیز ثابت ہوئی۔ اور پھر ایک روز سوال دیجواپ کا مفرک پیش آیا۔ لارس روڈ کے دیسے لامیں دھوپ کی نمازت سے سلوچا کر ہم نے گرمی گھوار کے خوب مزے لوٹے اور عطرت کو دار کے روشن نقوش دیکھے۔ اسی عالمِ نصف میں انتہ دیو جاری رہا۔

نوابزادہ صاحب کی جانب اس سیاری صیافت، مستقیم اور ذہنی شخصیت میکر سوالوں پر پاندر اسی کرتی رہی۔

بھاری گھنٹک کا آغاز ہی بڑا غیر رسمی ہوا میں نے بے دھڑک سوال کیا۔

”یہ آپ کا نام لکھا ہے؟“

”میکر نام کا دیکھ پیچے نظر ہے۔ آپ جانتے ہیں میرے والدیوں کے نواس تھے ہمارے ہاں بچے کی پیدائش تھم پری تیار کی جاتی تھی۔ مجھے بتایا گیا۔ یہاں یوسف نبی خاں رکھا کیا تھا، مگر جب بیوی حجمب تیری تیار ہوئی تو یہ پیشکوئی بولی کہ بیری دادا رہیں گے نہ والد اس اغایا پر میکر بزرگوں نے میرا نام حجمب شیر علی نہاد۔ رکھ دیا۔ غالباً میں چار دن کا تھا کہ میر۔ دادا اسی کر گئے اور میری عراجمی چار سال ہی کی تھی کہ والد صاحب کا سائیں عاطفہ سے آٹھ گیا۔ میری ساری تربیت والدہ رحمت کے باعث ہوئی ہے۔“

شاد کام ہوا۔ میں نے تلچھت بھی نہ چھوڑی۔ جنگ نے میری زندگی پر یہ بدل ڈالی مگر ایک چیز ہی دلی۔ میرے خدا کی مجھ پر نظر میں پری فوج میں سب سے کم عمر کمان اشتر عقاپا رساں کر جائیں۔ میں کیا کیا کچھ دیکھا، میں ان سب سے محفوظ اور صحیح سامن نکل آیا۔

میں نے دوسری جنگ عظیم میں فرست پنجاب بٹالین کی کمان کی۔ یہ وہ باتا لیتی ہے جو راکے مجاز پر فیڈر مارشل اکٹنک کے زیر کمان رہی تھی۔ میں نے اپنے آپ کو خوش نصیب جانا۔ میری حوصلہ میں اور فرض رشتہ میں کام ملے تھا مجھ پر اعتقاد کا حزیں بوجھوڑا لے لگا۔ سنگا پور میں جا پانوں کے تھیں اور ڈلنے کی رسم ہوتے والی تھی۔ میں نے فوج کے نمائندے سے کی حیثیت سے ۱۹۴۵ء کو اس رسم مستکدلت میں شرکت کی جنگ کی ہونا کہ ہماری آنکھوں کے سامنے مھیں ہزاروں مارے گئے، لاکھوں بے گھر ہوئے، کہیں مادر وطن کے نام پر کہیں جبھر رہیں کے نام پر۔ میں نے پہلی دفعہ جانا، لفظ میں فقط کے لیے کافی معنی ہے۔ میں بھر پایا، میں بیزار تھا جنگ سے اس آڑے وقت میں میکے پروردگار کی رحمت پھر میری کاظمی آئی۔ میں نے اپنے آپ کو ریاستہائے متحده میں پایا میں وشنگٹن میں ہندوستانی عاصمہ دفاع کا نامہ لے چکا۔

میں جنگ کی یادوں کو فراموش کرنا چاہتا تھا میں نے سفر کی ٹھانی، خوب سیر کی، قریب قریب ساری دنیا کا پھر لگا ڈالا خوبصورت اور خوش سیرت انسانوں سے ملا، لگا۔ دیکھ لیا، دلشاہ دیکھا، میں چلتا گیا۔

میں اسی ذہنی کیفیت سے گزر رہا تھا کہ الگت ۱۹۴۷ء کی ساعت اپنی میری والدہ میں سے بھاگی، میرے عنینہ اقارب، میری زمینیں اور میری تعلقات سب کچھ ہندوستان میں تھے، بھارتی حکومت نے مجھے فوج میں ترقی دیتے کی نوید بھی ستائی، تکمیر اول پاکستان میں تھا، میری روح اسی خطہ پاک کا طوات کر رہی تھی میں نے راقوں کو اٹھا اٹھا پیا ان کے لئے دو ایں مانگ میں۔ اس خطہ سے اسلام کی نشأة شاید کا انقلاب اپھرئے والا تھا۔ میں نے دشمنیں ہماں کھجھیا کر میں پاکستان کی خدمت کر دیا۔

کنوں میں میری حیثیت ایک اندر ہے کہا سکی ہوگی؟ ”
”نوابزادہ صاحب آپ نے قرآن حکیم کے علاوہ دیپوری حکیم بھی حاصل کی؟“ ”میں سمجھتا ہوں آپ کیا کہتا چاہتے ہیں قرآن حکیم کی تعلیم ہماری زندگی میں سے کچھ پہلے داخل ہوئی۔ والدہ ہم تین بیویوں کے لئے لاہور لے آئیں تھیں۔ مجھے کوئی نہیں بیوی دلائے مگر اس بات کا خاص اہتمام تھا کہ قرآن سے رابطہ مسلسل تھا۔ رہنے چاہئے اسکوں جانے سے پہلے صبح سوریے مجھے ایک بزرگ قرآن پڑھانے آتے تھے۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ اپنے ہم جماعتیوں میں واحد طالب علم تھا جسے قرآن پڑھنا آتا تھا۔ آپ جانتے ہیں اس زبانے میں وہ خاذان جو اپنے بچوں کو عیسائی اور اور میں بھیجتے تھے زیادہ تر دین سے دور ہو گئے تھے۔ میری والدہ کا مجھ پر احسان ہے کہ بخوبی نے اعلیٰ تعلیم دلانے کے شوق میں مجھے مشزی اور اور میں بھیجا، تک ساتھ ہی اپنی ویڈی زندگی اور بیویوں کا پورا پورا خیال رکھا۔

میں نے اپنی ہمنا کا لج میں بھی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد رائل انٹریں ملٹری کالج ڈریور دوں میں تعلیمی مرافق طکر تارہ پھر امگھستان کا رخ کیا اور دہاں رائل ملٹری کالج سندھ سرط سے ۱۹۴۷ء میں گرجیلش کی اس وقت ایک ہندوستانی کے لئے یہ سب سے بڑا اعزاز تھا۔

”کیا آپ بچپن ہی سے اس اعزاز کی اوزو روکتے تھے؟“ ”در آرزو دوں کا ذکر کیا کجھے آرزوئی شعلہ مستحب بھی ہیں اور آتش عشقی بھی، کبھی یہ خیال زندگی ہیں اور بھی نشر را گی جاں ہیں۔ مجھے ایک شخصی ہی کی ارزد کا تصویر آج بھی یاد آتا ہے۔ اور یہ تصویر اگر چل کر ایک زندگی حقیقت بن گسی۔

جب اسکوں جانے کی تھر کو پہنچا تو میرے کافلوں میں یہ بات ڈالی گئی کہ فوجی زندگی تھا رے نے بہترین ہو گئی۔ میں نے لیفوت قائم اس خیال کو قبول کر لیا، کیونکہ اسی وقت سے ہم دنیا میں فوج کا تصویر رسائی کی زندگی کے ساتھ والبستہ تھا میں خوش تھا اور اس طرح مجھے بھروسوں کا شوق پورا کرنے کا ہوتا تھا کہ فوجی زندگی میں یہ شوق بھی پورا ہوا اور بہت سے نئے شوق دھا ضرائب بن گئے۔ دوسری جنگ عظیم میں جی بھر کر جنگ، کی خونیں شراب سے

تشکیل پاکستان کے بعد پاکستان کا ایک وفد جاپان سے مذاکرات امن کیلئے کینبرا جا رہا تھا۔ مجھے اس وفد کا ذمہ مشیر مقرر کر دیا گیا۔ وہاں سے بوٹا قمر، اپر اسٹوٹ بریگڈ میری کمان میں آیا۔ ابھی زندگی کے کارروائی نے ساتھ بھی نہ لیا تھا کہ کشمیر کی جنگ آزادی نے سلیمان صورت اختیار کر لی۔ ہم نے کشمیر کی طرف کوچ کیا اور آپ جانتے ہیں ہیں دہاں کس انداز کی روایات فاتح ہوئیں؟

یہاں آ کر جنرل شیر علی خاں رک گئے ان کی حساس تکھوں میں ماں نے اٹھ آیا، وہ ماضی جو کشمیر کے میدان پر ٹکڑے میں معاشرت کے خلاف نبرد آزما تھا۔ جنرل شیر علی خاں اس وقت بریگڈر تھے اور انھوں نے کشمیر کی جنگ آزادی میں وہ مثالی کو دراد انگریز اور سپاہیوں میں طارق کے نام سے مشہور ہو گئے ان کی قیادت ان کی سیرت، ان کا ہذبہ اور ان کا دلولہ مسلمان سپاہیوں میں ایک نئی روح پھونک دیتا تھا اور فوجی ازندگی میں آزادی کے تقاضے اجھر ہے تھے۔ پاری پتن کی لڑائی میں انھوں نے تیادت کے جو ہر دکھائے اور انھیں ملائی جرأت کا اعزاز حاصل ہوا۔

جنرل شیر علی کچھ دیر تک نیلگوں تکھوں سے نیلگوں آسمان کی طرف دیکھتے رہے اور پھر میکے سوال کے جواب میں کہنے لگے:

”۱۹۴۵ء میں مجھے پاکستانی فوج کا ایڈ جوائنٹ جنرل بنادیا گیا۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری تھی۔ پاکستانی فوج کو اسلامی رہایات کے ساتھ میں رہا تھا اور اس میں آزاد مملکت کے تقاضوں کی روح پھونکتی تھی۔ کاموں کی ریل سیل میں اپنے یوں بچوں کو بھی بھول جاتا۔ مشکل یعنی کہ مجھے تربیت یہ ملی تھی کہ جو کام سیکر پر دریا جائے لے سے مجھے مقدر بھرا بخام دنیا ہے، اپنی ساری صلاحیتیں صرف کرنی ہیں، مجھے اپنے معیار عمل پر نماز تھا۔ ۱۹۴۷ء میں تدرست نے چیف آن جنرل ٹاف کا منصب عطا کیا۔“

سیکر ملک میں اب دستور مل پڑا تھا کہ معقول بہانہ ترکش خود غرضیوں کی قربان گاہ پر اصولوں کی بھینٹ جڑھاؤ۔ حسین ناظر اور حسین اصولوں کی بذریعہ پر ہم نے اس نئے ملک کی عمارت کھوڑی کی تھی رہبر اس نیادا کو الھاڑ رہے تھے۔ زندگی میں ہمیں دفعہ میں لکھرا اٹھا

کہ اس آغاز کا انجام کیا ہو گا؟ میں فرقہ منصی میں اور تھاکر پڑ گیا۔ انجام کا رپرٹ چلا کہ زندگی کی بھروسہ حقیقتوں سے مضر بھیں جلد ہی حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ میں نے فوج کی ملازمت سے علیحدگی کا فیصلہ کر لیا پسند کے احکام مجھے ۲۳ دسمبر ۱۹۴۷ء کو شام کے ساتھ سات بجے تھے خٹکہ کا نیا سال میکے لئے نئی زندگی کے کو طارع ہوا۔ اس صحیح کو دل پر کیا گذر کیا۔ ایک لگ داستان ہے یہ۔“

”ہم وہی داستان تو متنا چاہتے ہیں۔“

”اب مجھ سے رہ داستان سنا نہ جائے گی۔“

”کیا آپ کے ایوب خاں سے اختلافات پیدا ہو گئے تھے؟“

”میراں سے کوئی تھجکڑا نہیں ہوا تھا۔“

”آپ زمرہ زندگی میں اس سلسلے میں کچھ فضیلات مشائیع ہوئی ہیں۔“

”ان میں رنگ زیادہ ہے حقیقت کم۔ ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں اس وقت مجھے ملازمت پھر لئی کاشدید تھی تھا، لیکن اب ہو چاہوں تو اس میں خدا کی حکمت کا رفران نظر آتی ہے۔ میں کمانڈر ایجینٹ بن جاتا تو میرے لئے ان سیے استاد اون کاسانخ و دینا مکن نہ ہوتا، جو پاکستان کو ایک سیکور ریاست بنانا چاہتے تھے۔“

”فرج سے پشن لینے کے بعد آپ کے کیا کیا مشاغل رہے؟“

”ایک سال اپنی من کا لمح میں پڑھاتا رہا جوں شہنشہ میں مجھے ملایا کی سفارت میں، وہاں اکتوبر ۱۹۴۸ء تک رہا۔ پوکولہ میں سیفگر کی حیثیت میں جزوی لکھائی سے تیکر دسمبر ۱۹۴۸ء تک رہا۔ پھر انڈونیشیا میں تقریر ہوا، جولائی ۱۹۴۹ء تک فرقہ انجام دیتا رہا جنہیں جنرل یونی صاحب کو مجھ میں کوئی خوبی نظر آئی کہ وزارت کے منصب پر لا بٹھایا۔ پس منصب کیا ہے ایک بات ہے، ایک ذمہ داری ہے، ایک مھنگ راستہ ہے ایک ہمہ دنی فریض ہے، خدا سے ہے۔ اور تو میں مقدس وعدہ ہے۔ میں اپنی قوم کو اس کا دھمکا دیا دلاتا رہوں گا جو اس نے اپنے خدا کے ساتھ یاد رکھا ہے۔ اور اگر اس عہد کی یاد دہائی کسی کو یا خاطر ہوئی تو میں کسراہ کر لوں گا۔“

رکھتی میں درکرنی ہوں گی جو قرآن و سنت میں بیان ہوئے ہیں اور میں اپنے ان رکھنا ہوں کہ خدا کے دینے ہوئے اصولوں کے ذریعے ہم تیناً اپنے مسائل حل کر سکتے ہیں۔“

”اچھا آپ یہ بتایے کہ جس اسلامی طریق کارکار کا ذکر رکھا ہے، اگر اسے اپنا لیا گیا تو کیا معاشرے میں بڑے بڑے نواب جائیدار سرمایہ دار پیدا ہو سکیں گے؟“

”ہرگز نہیں یہ دعا صاحوت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام کا مراج دو شندی کے حق میں نہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت پیر علیؑ کے پاس کچھ مال غنیمت لایا گیا تاکہ آپ سچی مسلمانوں میں تقیم فراز دین خلیفہ رامشہ پر اس کا کہرا اثر ہوا اور آپ دفعہ رپیپے لوگوں نے اس امرکی دعا صاحوت چاہی۔ ان کو حضرت عمرؓ کا جواب یہ تھا:

”محظی خدا شے کہ ہمیں مسلمان مال و دولت کی حصیں مبتلا نہ ہو جائیں اور جادہ و ثروت کی تلاش میں قرآن کی تعلیمات افراد میں نہ کر دیں۔“

اسلام کا مجموعی مراجی ہی ہے، مگر دولت کو خس بھی قرار نہیں دیتا۔ اگر جائز حدود میں رہ کر دولت کمائی جائے اور اسے خدا کے بتائے ہوئے راستوں پر خرچ کیا جائے، قو قرآن اسے انٹھ کا فضل کہتا ہے۔ میں سرمایہ داری کے خلاف ہوں، مگر ہر اس شخص کو جس کے کپڑے سفید ہیں اور جس کے گھر میں ضرور یا اُن زندگی کی فراغی ہو، برائی کی علامت نہیں سمجھتا۔ آج یہ بھاولی ہے کہ جسے خوشحال دیکھو اسے سماج کا حرم قرار دیدو۔“

”نواب زادہ صاحب اشتراکیت میں سرمایہ کو تام خرا یوں کھڑجھا جاتا ہے، اسی لئے سرمایہ قومی تکمیلت قرار پایا ہے۔ سنلئے اس نظام نے دنیا کے ایک بڑے حصے کو پیکون زندگی دی ہے؟“

”اس میں کوئی شک نہیں کہ آج آدمی دنیا کسی شکی شکل میں اشتراکیت کے زیر اثر ہے۔ میں نے بیشتر اشتراکی ممالک پر ایکھوں سے دیکھے ہیں۔ میں آپ کے سوال کا جواب بھی میں دیتا ہوں، دراصل اشتراکیت میں سارے افراد مادیت پر ہے۔ اگر ایک فسروں کو تمام ضروریات زندگی میرا جائیں، اس کے بعد

”نواب زادہ صاحب ہماری تیاری نے ایک عہدہ ہے پاکستان سے بھی تو کیا تھا؟“
”کوئی نہ ہے؟“

”آپ بھول گئے؛ اہل پاکستان سے عہدہ ہوا تھا کہ اس سر زمین میں معاشرتی اور معاشری انصاف ہو گا۔ اسلامی اقوٰت اور سماوات کی بنیاد پر سب کو زندگی میں یکساں موقع میرے بخواہی اور غریبوں کے لئے آبروزانہ معاشرہ زندگی ہو گا۔ اس عہدہ کو آپ لوگ کیوں بھول جاتے ہیں؟“

”قریشی صاحب آپ نے یہ کیسے جان لیا کہ ہم نے وہ عہدہ فراموش کر دیا۔ یہ تمام بائیں نظریہ پاکستان میں شامل ہیں۔ ہم جب نظریہ پاکستان کا نام لیتے ہیں، تو اس سے مراد ہی معاشرہ ہے جو اسلام کی بنیادی اور ارزی حقیقتوں پر تغیرہ ہوتا ہے۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ پاکستان میں وہ معاشرہ قائم نہیں ہوا جس کا تشکیل پاکستان کے وقت خواب دیکھا تھا۔ ہم چاہتے ہیں ہر فرد کو مساوی موقع ملنے چاہئیں۔“

”لگہ مساوی موقع اسی وقت عیسیٰ آسکتے ہیں جب زندگی کے ہر شعبے میں مساوات ہو۔ جس بچے نے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم پائی ہو اور جس کیلئے معلومات اور تجربہ حاصل کرنے کے بیشتر وسائل موجود ہوں، وہ اس بچے کو ہمیشہ قیامت دے گا جس نے کم معاشر اداروں میں پڑھا ہو اور زندگی کا کوئی عملی تجربہ نہ ہو۔“

”آپ تھیک کہتے ہیں، یکساں موقع کی حدود میں یہ تمام بظاہر آتے ہیں جن کا آپ نے ذکر کیا۔ ملک کے وسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن کے ذریعے زندگی کی بنیادی ضروریات زیادہ سے زیادہ شہر یوں کو نیکھا جائیں۔“
”نواب زادہ صاحب اس قسم کی باشیر طریقہ درست سے سننے میں آتی رہی ہیں، مگر امیر اوزیر سب میں فاصلہ اتنا دیکھ ہو چکا ہے کہ اب عمومی آپریشن سے کام نہ چلے گا۔“

”محظی حالات کی نزاکت کا پورا پورا احساس ہے، مگر میں کسی ایسے آپریشن کے سخت خلاف ہوں جو اسلام کے طریق کا راوی مراجع کے خلاف ہو۔ ہمیں معاشری ناہم اوریاں ان اصولوں کی

شاد کام ہوا۔ میں نے تلچھت بھیانہ چھوڑ دی۔ جنگ نے میری کی زندگی ہی بدل دالی مگر ایک چیز بیداری۔ میرے خدا کی چھپ پر نظر میں پوری نوع میں سب سے کم عمر کمان افسر تھا پہاڑ سال کی جگہ، میں کیا کیا کچھ دیکھا، میں ان سب سے محفوظ اور صحیح سالم تکل کیا۔

میں نے دوسری جنگ عظیم میں فرست پنجاب بٹا لیں
کی کان کی۔ یہ وہی بٹا لیں ہے جو راکے حاذ پر فلیڈمارشل
اکٹلک کے نیزہ کان رہی تھی۔ میں نے اپنے آپ کو خوش نصیر
جانا۔ یہ میری خوصلہ مذیوں اور فرض شتنا سیوں کا ہلہ تھا جو رہ
اعتماد کا فرید یو ہجڑا الگا۔ سندھا پوریں جا پانیوں کے سمجھا
ڈالنے کی رسم ہے والی تھی۔ میں نے خوج کے نمائندے کی
حیثیت سے ۱۹۴۵ء کو اس رسم سترکرت کی جنگ
کی ہوناک کہانیاں میں یہ آنکھوں کے سامنے تھیں، ہزاروں
مارے گئے، لاکھوں بے گھر ہوئے، کہیں مادر وطن کے نام پر
کہیں جہد بریت کے نام پر، میں نے پہلی دفعہ جانا، لفظ منافت
کے کیا معنی ہیں۔ میں بھرپار یا، میں بیزار تھا جنگ سے اس آڑے
وقت میں رہی پر درگاہ کی رحمت پھرمیے آڑے آئی۔ میں
نے اپنے آپ کو ریاستہائے متحده میں پایا میں واٹلٹش میں
ہندوستانی عساکر دفاع کا نمائندہ تھا۔

بندوں سے سارے خداویں کا اعلان ہے کہ
میں جنگ کی یادوں کو فراموش کرنا چاہتا تھا میں نے
سفر کی ٹھان لی، خوب سیر کی، قریب تریب ساری دنیا کا چاہر
لگا ڈالا خوصلبرت اور خوش سیرت انساؤں سے ملا، فکر کی
دیکھیا، دلشا دلکیا، میں چلتا گی۔
میں اسی ذہنی یقینیت سے گذر رہا تھا کہ الگست ۱۹۴۸ء

کی ساعت اپنی میری والدہ میرے بھائی، میرے عزیز اپنے اقارب میری زمینیں اور میرے تعلقات سب کچھ ہندوستان میں تھے، بھارتی تکوست نے مجھے فوج میں ترقی دینے کی نوید بھیستا نی، مگر میر ادل پاکستان میں تھا، میری اور دختر اس خاطر، پاک کا طوات کر رہی تھی ہیں، نے راتوں کو اٹھا اٹھا پاکستان کے لئے دعائیں باگی تھیں۔ اس خطہ سے اسلام کی نشادہ شانیہ کماں انقلاب اپھر لے والا تھا۔ میں نے داشنگلکش ہمارے لئے بھیجا کہ میں پاکستان کی خدمت کر دے گا۔

کنوں میں میری حیثیت ایک اندرھے کی سی ہو گی؟ ”
 ”نواب زادہ صاحب آپ نے قرآن علیم کے علاوہ
 دسویں علیم بھی حاصل کی؟ ”

”میں تجھتا ہوں آپ کیا کہتا چاہتے ہیں قرآن حکیم کی تعلیم
ہماری زندگی میں سب سے پہلے داخل ہوئی۔ دالدہ تھیں تعلیم دلانے
کے لئے لاہور سے آئیں تھیں۔ مجھے کوئی نزیر میری ہیں داخل کرایا گیا
مگر اس بات کا خاص انتہام تھا کہ قرآن سے رابطہ مسلسل فائم
رسنے چاہیے اسکوں جانے سے پہلے صبح سویرے مجھے ایک بزرگ
قرآن پڑھانا آتی تھے۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ اپنے تمہاروں میں
میں واحد طالب العلم تھا جسے قرآن پڑھنا آتا تھا۔ آپ جانتے ہیں اس
زمانے میں وہ خاندان جو اپنے بچوں کو عیسائی اداروں میں بھجوئے
زیادہ تر دین سے دور رکھتے تھے۔ یہ میری والدہ کا مجھ پر احسان نہ
کہ اخھوں نے اعلیٰ تعلیم دل نے کے شوق میں مجھے نزیری اداروں میں
بھجوا، مگر ساتھ ہی اپنی دل تی ذمہ دار یوں کا پورا اپرا خیال رکھا۔

میں نے اپنی سون کا لمح میں بھی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دوون میں تعلیمی مرافقے کرتا رہا پھر انگلستان کا رائخ گیا اور دہان رائل ملٹری کالج منہ درست تھے ۱۸۵۶ء میں گوجریشن کی اس دفتت ایک ہندوستانی کے نے رسپ سے طریقہ از خدا۔^۲

”کیا آپ بچپن ہی سے اس اعزاز کی آرزو رکھتے تھے؟“
 ”آرزو دیں کا ذکر کیا کیجئے آرزو میں شعلہ مستحب ہیں اور
 آتش عشقی بھی، کبھی یہ حاضر زندگی ہیں اور کبھی نشتر را گیجاں ہیں۔
 مجھے ایک بھائی ارزد کا تصور آج بھی یاد آتا ہے۔ اور یہی تصور کے
 حل کر ایک روز حقیقت بن گیا۔

جب اسکوں جانتے کی عمر کو پہنچا تو میرے کانوں میں یہ
بات ڈالی گئی کہ فوجی زندگی تھا رے سے بہترین ہو گئی۔ میں نے
یشوتوں تمام اس خیال کو قبول کر لیا، کیونکہ اس وقت سیکھ زندگی
میں فوج کا تصور رسا لے کی زندگی کے ساتھ و الاستہ تھا میں خوش
تھا کہ اس طرح مجھے گھوٹوں کا شوق پورا کرنے کا ہوتا تھا۔ کامیابی فوجی
زندگی میں یہ شوق بھی پورا ہوا اور بہت سے نئے شوون دھرا ضغط ارباب
بن گئے۔ دوسرا جنگ عظیم میں جی بھر کر جنگ، کی خوبیں شراب است

”میں اپنے فرائض کو بھانٹنے کی کوشش کر رہا ہوں“
”یہ کیا دھرم کہ آپ کی تقریروں میں جن انکار اور نظریات کا پرچار ہوتا ہے، میں ادیتی، اور غلوں میں وہ نظریات ساخت، کھاتے ہوئے نظر آتے ہیں؟“

”تیدلی آرہی ہے، آپ بھی تیدلی کو جسیں کر رہے ہیں۔ میں آپ سے پوری طرح متفق ہوں کہ چاری سو مرد اخنجر طور پر تعین ہونا چاہئے۔“

”کیا آپ آئنے والے انتخابات کے پیش نظر نام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو ریڈی اور ملی دشمن کے ذریعے قوم تک اینا یہ درگرام پیش کرنے کی آجائزت دیں گے؟“

”ہم نے ابھی تک اس سلسلے میں واضح پالسیسی طنہیں کی میں ذاتی طور پر اس ضرورت کو محسوس کرتا ہوں“
”آپ سے خبر تصور ہے کہ آپنے سیاستدارل کیلی دیرن کا وقت خرید لئے کی اجازت دے دی ہے۔ اس طرح دولت اندر سیاسی چالاکی زیادہ وقت لے سکیں گی“

یہ بھی یہی کوئی نہیں کہا جائے گی بلکہ اس کو ایسا کوئی اعلان نہیں کیا۔“
”مجھے ڈر ہے، میں نے ایسا کوئی اعلان نہیں کیا۔“
”مذک کو اس وقت کن چیزوں کی بہت زیادہ ضرورت ہے؟“
ایمانداری اور دریافت کی۔ پاکستان مادی وسائل کے
اعتبار سے کوئی طالب نہیں، لیکن اس کے پاس ایک ایسی وہ
محروم ہے جو اسے دنیا کا عظیم ملک بتا سکتے ہے۔ اگر ہمارے سینوں میں
اور ہمارے کوادر میں ایمان کی وہ روشنی ہو جو دن دماغ کو چیرتی
ہوئی تکڑ جائے تو پھر ہماری نظریاتی میغار کے آگے کوئی نہیں
ٹھہر سکتا۔“

”دیانت سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟“

”اگر ایک شخص اپنی خواہ کی ناسیبت سے کامنہیں کرتا تو وہ بردیانت ہے۔“

”جزل صاحب معاشرے میں ہر طرف اپنی سی نظر

آتی ہے، آپ کے پاس اس کا بھی کتنی علاج ہے؟”

”جی ہاں“ مضمونِ نظم و ضبط۔ نظم و ضبطِ بھی ایسا جو کسی خارجی قوت کے خوف سے پیدا نہ ہوا ہو، بلکہ اندر سے نظم و ضبط کی اُنمگ پیدا ہو۔ میں نے امریکہ میں ایک منتظر دیکھا:

لائٹ سسٹم کی جیتیت رکھتا ہے۔ زندگی کے ہر دروازے اور جوڑ پر لائٹ سسٹم کام کرتا ہے۔ وہ راستے جو نیکی کی طرف جاتا ہے اس کیلئے مومن کے ذہن میں سبز راشنی خود اپنی ہوئی ہے، وہ تیری سے اس راستے کی طرف بڑھتا ہے۔ بدی کار اسٹنڈ آئی ذہن میں سچ بی جل اٹھتی ہے اور مومن فوراً رُک جاتا ہے جن افراد کے ذہن اس لائٹ سسٹم سے محروم ہیں، وہ نامرادیوں کی یہیں کگر اپنے ملکوں حکم حلتے ہیں۔

”جزل صادر ہے تاہم یورپ میں جا کر ایک مسلمان احمدیا کھتری میں منتلا ہو چاہا ہے۔ کیا آپ کے تحریات اس حب ان کی تصریق کرتے ہیں؟“

”جی تھیں“ یہ نے یورپ میں اسلامی شعائر کی پوری پاسروں کی اور مجھے محسوس ہوا کہ اس پاسداری کی وجہ سے یورپ کی اونچی سے اونچی سوسائٹی میں خصوصی احترام ملا۔ میں نے کسی کو خوش کرنے کے لئے اپنا مشترق اندائز تبدیل نہیں کیا۔ بڑی طریقہ کا فرقہ تو یہ میں یورپ میں زندگی اس وقت خاموش ہو جاتے تھے جب میں تماز پڑھنے کھڑا ہوتا تھا۔ اہل یورپ سے وہ لوگ شربت لئے ہیں جو دین اسلام پر بخت لفظیں نہیں رکھتے۔ مجھ سے یورپ کے مفکرین پوچھتے تھے کہ آپ نے بخارتی قوم کے دوبلوں کے کریمے میں نے ہمیشہ حواب دیا کہ سہند و سستان میں کوئی بخارتی قوم آیاد نہیں تھی، تقسیم اس نے ہوئی کہ ہاں دو جدید گانہ تہذیبیں اور تاریخیں رسم پہنچانے پڑیں۔

اس تاریخی حقیقت کے ساتھ ساٹھ تہذیبی کشمکش اور بھی تیز تھی۔ مسلمانوں کا نظام زندگی ہندوؤں کی ذات پاٹ کرتے تو بولنے لگے کہ کسکتا تھا۔ ہم نے اپنے نظام زندگی کی بقا اور نشوونما کے لئے پاکستان حاصل کیا۔

”جنرل صاحب، اطلاعات اور قومی امور کے ذریعہ نیکی جیشیر، سے آج کے حالات میں آپ پر بحود دمہ داریاں عائد ہوئی ہیں لیا آپ ان کا مل شعور رکھتے ہیں؟“

(نتخابات) عوام کو عمل طور پر سیاسی تربیت دیں گے۔ میں کیسے مان لوں کہ جس ملک میں مسجدوں کے مینار سر بلند ہیں اور جہاں اذانیں سنائی دیتی ہیں، وہ ملک اپنے سیاسی اور دینی وجود کو ختم ہونے دیگا۔ اس ملک کا مستقبل یقیناً دختال ہے۔“

”کیا آپ بھی سیاست کو ایک اگز اصل بھتے ہیں؟“

”جی نہیں، سیاست پاکستان اور مقدس فرض سے مگر اس کوچے میں اسی شخص کو آنا پاچا ہیے جس کی زندگی ہر ہلکے صاف ستمہ ہے، میں اس تصور کے بھی خلاف ہوں کہ ایک شخص کی زندگی کے دو سہلو ہیں؛ پرانی بیٹ زندگی اور پیلاک زندگی۔ اسلام میں ایسا کوئی تصور موجود نہیں ہوگا کہ پرانی بیٹ اور پیلاک دونوں زندگیوں پر احتساب کا حق حاصل ہے۔“

”کیا آپ پرنس پر کسی قسم کی پابندی ناہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں؟“

”میں آزاد پرنس کا فال ہوں میں یہ زندگی ڈیکھ لیں گا۔ کہنا ہر شہری کا حق ہے۔ اگر کسی اخبار میں جان نہ ہوئی تو وہ از خود مر جائے گا۔“

ظہر کی اذان بلند ہوتی۔ اور انڑو ٹھنڈم ہو گیا۔

میں نے شیر علی خاں کی طرف ایک بار پھر دیکھا۔ کسی نے ان کے متعلق ملکیہ کہا ہے؟ ”ان میں شہزادے کی تمام خوبیاں موجود ہیں اور حرامیوں سے دامن پاک ہے۔“

حسنِ انسانیت [صلی اللہ علیہ وسلم]، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان عجیب دلگداز، ایمان افرزو اور وہ ماہنامہ اذاز میں اپنے طرز کی ایک ہی کتاب ہے۔ مجلد دس روپے ۱۰/- اف کار مسخونہ [امام ابن قیمؒ کی جمع کردہ دلگداز و عالیں جلدی۔ چار روپے ۲/-]

مکتبہ تحریکی - دیوبند (یونی)

ایک روز میں علی الصلاح اپنے پوٹل والیں آ کر ہاتھ جس وقت میں پراؤ دے سے گزر رہا تھا، میراڑ رائیور ایک چور اپنے پرسرخ بیچ دیکھ کر دک گیا۔ سڑک بالکل صاف تھی اور ایک شخص بھی چلتا پھرتا نظر نہیں آتا تھا۔ کوئی پولیس کا آدمی بھی نہ تھا جس سے ڈرائیور کو بازار پس کا لازمیہ مہر جس وقت تک ڈرائیور کو سبز رکشی نظر نہ آئی، وہ آگے نہ پڑھا۔

چھتی فرج کا ایک واقعہ سنئے:

جن دنوں پیکنگ میں چین کے اشتراکی اور قوم یہ سرت نبرد آ رہا تھے، انہی دنوں اشتراکیوں کی ایک پیش نے ایک بورپین مشری خاتون کے مکان میں گھس کر وہاں قیام کیا جنہ روزہ نیام کے اختتام پر جس دقت لوگ جلتے کی تیاریاں کر رہے تھے، سرواد میں مکان کی مالک سے دریافت کیا کہ اس کی ملکوک امدادیار کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچا یا گیا؟ خاتون نے بتایا ایک تو لیہ اپنی جگہ پر نہیں، ہو سکتا ہے وہ کہیں پڑا ہو۔ پیش نے سردار نے اپنے آدمیوں کو اپنا اپنا سامان کھو لئے کا حکم دیا۔ اتفاق سے تو لیہ ایک بدشہست غیر فوجی رکن کے سامان میں سے ملا۔ اسے گوئی کا انشا نہ بنا دیا گیا۔

یہ دنوں مثالیں ڈسپلین کی ہیں۔ اسلام خدا کے تصریح کے ذریعے اعلیٰ درجے کا نظم و ضبط پیدا کرتا ہے مسلمان اپنا احتساب خود کرتا ہے۔“

”جنرل صاحب، ایک طبقہ کا خیال ہے فوج کا ایک عنصر تشکیل پاکستان کے ذرا ہی دیر بعد جمہوریت کے خلاف کام کرنے لگا تھا۔ شہزادے کی راولپنڈی سازش، شہزادے میں گورنر جنرل کو کمانڈر انجمن سے اقتدار سنبھالنے کی دعوت، شہزادے میں ایوب خاں کی فوجی حکومت اور بعد کے واقعات اس کا شہود ہیں۔“

”محبی پاکستانی فوج پر پورا اعتماد ہے، وہ پاکستان کی حفظ اور اہل پاکستان کے اعتماد کی امانت دار ہے۔ میں دیانت داری سے یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں ہماری فوج کو سیاست میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے اور مجھے بھی یقین ہے کہ صفت انتخابات کے ذریعے ملکی سیاست کی تعطیل ممکن ہے۔ بازار کے

خلافت و ملوکیت

مدیں دضادت۔ علم و تفہیق کے جواہر پائے۔ ایمان و تفہیں کے موقع۔ یہ کتاب مولانا مودودی کی خاص الخاص کتابوں میں شامل ہے۔ حصہ اول ساڑھے پانچ روپے۔ حصہ دوم ساڑھے پانچ روپے۔ حصہ سوم ساڑھے پانچ روپے۔

تفہیقات

یہی مولانا مودودی کی معززۃ الارکت ایوں میں ہے دو لہ اگریز، ایمان افراد، معلومات میں بیش قیمت اضافہ کرنے والی، مغربی اتفاکار کے لئے چیلنج۔ قیمت مجلہ تین روپے۔

خطبیات

اسلام اور قرض اسلام کی حکمتیں اور نحویوں کی

مولانا مودودی کی
علماء تفہیقیہ۔ یہ کتاب مولانا مودودی کی

فرست ایمانی سے روشناس کرائی ہے۔

خطبہ اول۔ تفہیقت ایمان۔ پیسے۔

دوم۔ تفہیقت اسلام ۲۵ پیسے۔

سوم۔ تفہیقت صوم و صلوات ۵ پیسے۔

چہارم۔ تفہیقت زکاۃ ۴ پیسے۔

چھم۔ تفہیقت حج ۷۰ پیسے۔

رسالہ دینیات

اسلام کے بنیادی عقاید کی توضیح۔ عبادت کا فلسفہ حقوق العباد اور حقوق اللہ کی تفصیل۔ معمولی اور اعلیٰ تعلیمیۃ حضرات کے لئے یکساں مفید۔ قیمت دو روپے۔

پرنسپ ۵ پرنسپ کے موضع پر حروف آخر، قرآن حیثیت، عقل و منطق، واقعات و مشاہدات۔ ہر ٹھہر سے شافعی بیشیں، مغربی طالب کا قرآن۔ اسلامی موقف کا اثبات۔ قیمت مجلہ ساڑھے چار پیسے۔

مکتبہ تخلیٰ دیوبند پی۔

مولانا ابوالاصلی مودودی کی وہ شہرہ آفاق کتاب جس کا
ثانی اردو لٹریسپر میں موجود نہیں بلکہ تفہیقت یہ نہ ہے کہ اسلامی
نظام حکومت و سیاست کے بنیادی اصول و ضوابط کو قرآن
حدیث سے انداز کر کے جس متنبسط ادا ایزاں میں فاضل صحف نے
اس کتاب میں پیش کیا ہے اس کی مثل عربی میں بھی موجود
نہیں۔ علاوہ ادا ایزاں صحف نے ہر تی تحقیق، تتفہیق اور تشریح و بسط
سے بتایا ہے کہ خلافت راثہ کس طرح با دشائیت میں بدلیں
ہوئی۔ قیمت مجلہ سات روپے پچاس پیسے۔

رسائل و مسائل

زندگی کے ہر شعبے اور ہر ملبوہ
متعلق مولانا مودودی بروائیں
نائے اپنے ماہنامہ ترجمان القرآن
میں فرماتے رہے ان کا قیمتی مجسم
یہ چیزہ مسائل کے تشفی بخش حل
قرآن و حدیث کی دلنشیں تصریحت
جدید و قیم کا صاف آمیزہ۔

حصہ اول پانچ روپے۔ دوم چھ پیسے۔ سوم پانچ روپے
چہارم پانچ روپے۔ پانچ روپے۔

تفہیم القرآن

مولانا مودودی کی شہرہ آفاق، بیش یہا اور قابلِ اعتماد
تفہیم القرآن۔

جلد اول مجلہ بارہ روپے۔ دو ملے جلد ۱۶ روپے
سیم ملے، اروپے۔ چہارم ملے سیم لے روپے

تفہیمات

دینی اور اجتماعی مسائل پر قرآن و سنت کی روشنی میں
مفصل بحث، مغربی اتفاکار پر تتفہیق۔ شرعی اصول و ادالت ارکی

جماعت اسلامی جس مقصد کے لئے قائم کی گئی ہے وہ یہ
ہے کہ:-

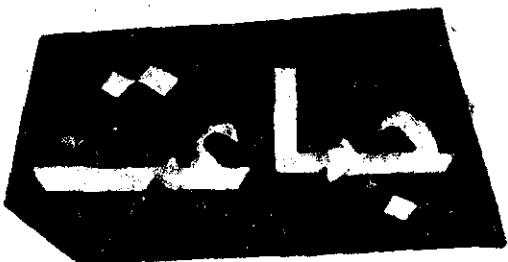
”السانی زندگی کے پورے نظام کو اس کے
تمام شعبوں فکر و نظر، عقید و خیال، نہ سب و
اخلاق، سیرت و کردار، تعلیم و تربیت ہبزیب نہیں،
تمدن، معاشرت، معيشت، سیاست، فناون و
عدل، صلح و بُنگ اور بین الاقوامی تعلقات
سیرت خدا کی اور انبياء عليهم السلام کی
پرایت پر قائم کیا جائے۔“

یہ مقصد اول روز سے ہمارے پیش نظر ہے اور کچھ
بھی یہی ایک مقصد ہے جس کے لئے ہم کام کر رہے ہیں۔ اس کے
سروکوئی دوسرا مقصد ہے ہمارے پیش نظر بھی تھا، اس کا وجہ ہے نہ
انشار ارشاد کمی ہو گا۔ آج تک جس کام سے بھی ہم نے دلچسپی لی ہے
اسی مقصد سے لی ہے اور اسی حد تک لی ہے جس حد تک ہماری
واسطت میں اس کا تعلق اس مقصد سے تھا۔

جس چیز کو تم قائم کرتا چاہتے ہیں اس کا جائز نام قرآن
کی اصطلاح میں ”دوین ہن“ ہے لیکن وہ نظام زندگی (دوین) جو حق
دینیخیروں کی لاپتہ ہوئی پرایت کے مطابق اللہ کی بندگی و اطاعت
پر پسندی ہے۔

مگر اس کے لئے ہم نے کبھی حکومت الہی کی اصطلاح بھی
استعمال کی ہے۔ جس کا معنی دوینوں کے زندگی و کچھ بھی ہو
ہمارے زندگیکے ہوتے ہیں کہ ”الشروعات“ حقیقتی مان کر پوری
ذلف اوری و احتمال کا زندگی اسکی حکمریت میں بُر کرنا“ اس سے
کاظم سے یہ لفظ بالکل اسلام کے ہم معنی ہے۔ اسی بُر پر ہم انہیں
اصطلاحوں دوین حق، حکومت الہی، اور اسلام (کہ متراوٹ الفاظ
کی طرح بولتے رہتے ہیں اور اس مقصد کے حصول کی جدوجہد کا کام)
ہم نے اقامت دین، شہادت حق اور حکم اسلامی رکھا ہے۔

جن میں سے پہلے ملاحظہ قرآن سے ماخذ ہیں اور تیرفظ عام فرمی
ہوئے کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے۔ ان الفاظ میں کسی پر اگر لوگوں کے
ناک بھول جڑھانی ہے تو اس لئے کہ اس سے انھوں نے ہماری
اصطلاح سے اپنا سخوں مراد لیتے تو اسید



مولانا سید ابوالا علی مودودی

نہ تھی کہ اس پرده ناراض ہوتے

ہمارا تصویر دین

ہم کو اگر تم مسلمان ہیں تو ہمارا ہر جزیروں مسلمان ہونا چاہیے۔ اپنی زندگی کے کسی بیلوں کو بھی تم شیطان کے حوالے نہیں کر سکتے۔ ہمارے ہاں سب کچھ خدا کا ہے۔ شیطان یا تیرکار کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

ہمارے مفترضیں

ہماری ان باقاعدہ سب لوگ یہ تم ہیں جنہوں نے مذہب کا حدد و تصویر اختیار کر رکھا ہے۔ جو قفری دین دنیا اور اقیانوس زندہ ہے دیساست کے قائل ہیں، جن کے زندگی اور اس کا دائرہ انسانی زندگی کے سارے ہیں اور عین پر حادی ہے۔ ہم اس بات کے قائل نہیں، بل کہ زندگی کو الگ الگ اسکیوں کے ماخت جلا دیا جاسکتا ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اس طرح کی قسم الگ بھی جائے تو وہ قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ انسانی زندگی کے مختلف بیلوں، انسانی صیم کے اعصار کی طرح ایک دوسرے سے میزبانی کے باوجود اپس میں اس طرح پیرست ہیں کہ سب مل کر ایک کل بن جاتے ہیں اور ان کے اندر ایک ہی روح جاری دسواری ہوتی ہے۔ یہ روح اگرقدا اور آخرت سے نہیں ایسا ای اور تعلیم انبیاء سے بے تعلقی کی روح ہو تو پوری زندگی کا انظام ایک دن باظل بن کر رہتا ہے اور اس کے ساتھ خدا برستان زندہ ہے کا ضمیر اگر لگا کر رکھا بھی جائے تو تجویزی نظام کی نظر بتندیج اس کو مصلحت کرنے کرنے آخرا کاریاں کل جو کروتی ہے اور اگر روح اور آنحضرت پر ایمان اور تعلیم انبیاء کے انباع کی روح ہو تو اس سے زندگی کا پورا انظام ایک دن باظل جاتا ہے جس کے حدد و عمل میں ناخدا شناسی کا فتنہ الگ ہیں رہ جائے تو زیادہ دیر تک پہنچ سکتا۔ اس لئے ہم جب

مذہب اور سیاست

کوئی کہتا ہے کہ تم مذہب کی تبلیغ کرو۔ سیاست میں کوئی دخل دیتے ہو۔ مگر تم اس بات کے قائل ہیں کہ :

حداہو دیں سیاست سے تو وہ جاتی ہے جگہی

اب کیا یہ لوگ ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ ہماری سیاست پر چکیزی مسلط رہے اور تم مسجد میں مذہب کی تبلیغ کرتے رہیں؟ آخر دہ مذہب کو نہیں ہے جس کی تبلیغ کے لئے وہ ہم سے کہہ رہے ہیں؟ اگر وہ پاریوں والا مذہب ہے جو سیاست میں دخل نہیں دیتا تو ہم اس پر ایمان نہیں رکھتے اور اگر وہ قرآن و حدیث کا مذہب ہے جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں تو وہ سیاست میں مغض و دخل نہیں دیتا بلکہ اس کو اپنا ایک جزو تراکر رکھنا چاہتا ہے۔

کوئی کہتا ہے کہ تم پہلے فرمی لوگ تھے اب یا اسی گورہ بجھے ہو حالانکہ ہم کو بھی ایک دن بھی ایسا نہیں لگز رہے جیسے ہم غیر یا مذہب کے لحاظ سے نہیں رہے تو اور آج خدا کی لعنت ہو ہم پر اگر ہم غیر مذہبی سیاست کے لحاظ سے "یا اسی" بنا کر ہوں ہم تو "اسلام" کے پیرو ہیں اور اسی کو تام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ

اور بعض دوسرے لوگوں کے درمیان اختلاف ہے۔ ہم دن کو بھن پوچھا پاٹ اور جو مخصوص مذہبی عقائد و مرموم کا جو عذر ہے، مجھے بلکہ ہمارے زندگی کے لفظ طبق زندگی اور نظام حیات کا تم معنی ہے۔ اور اس کا دائرة انسانی زندگی کے سارے ہیں اور عین پر حادی ہے۔ اس بات کے قائل نہیں، بل کہ زندگی کو الگ الگ اسکیوں کے ماخت جلا دیا جاسکتا ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ کس طرح کی قسم الگ بھی جائے تو وہ قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ انسانی زندگی کے مختلف بیلوں، انسانی صیم کے اعصار کی طرح ایک دوسرے سے میزبانی کے باوجود اپس میں اس طرح پیرست ہیں کہ سب مل کر ایک کل بن جاتے ہیں اور ان کے اندر ایک ہی روح جاری دسواری ہوتی ہے۔ یہ روح اگرقدا اور آخرت سے نہیں ایسا ای اور تعلیم انبیاء سے بے تعلقی کی روح ہو تو پوری زندگی کا انظام ایک دن باظل کر سکتا ہے۔ اس کا پورا مصلحت کرنے کرنے آخرا کاریاں کل جو کروتی ہے اور آنحضرت پر ایمان اور تعلیم انبیاء کے انباع کی روح ہو تو اس سے زندگی کا پورا انظام ایک دن باظل جاتا ہے جس کے حدد و عمل میں ناخدا شناسی کا فتنہ الگ ہیں رہ جائے تو زیادہ دیر تک پہنچ سکتا۔ اس لئے ہم جب "اقامت دین" کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے ہمارا مطلب بمحض مسجد و میں دین قائم کرنا یا چند ہی بھی عقائد اور اخلاقی احکام کی تبلیغ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس سے ہماری مراہی یہ ہوتی ہے کہ گھر اور مسجد اور کالج اور مسٹری، تحالنے اور بھاؤتی، ہائیکورٹ اور پارلیمنٹ، ایوان وزارت اور سفارت خالی نہ سب پر اس ایک ہی خدا کا دین قائم کیا جائے جس کو ہم نے اپنا رب اور معیود تسلیم کیا ہے اور سب کا انظام اسی ایک رسول کی تعلیم کے مطابق پڑایا جائے جسے ہم اپنا ہماری بحق مال پکے ہیں۔ سمجھتے



اگر پیشایاب میں
شکر خاص بودی ہے،
یا۔

کشت سے پیشایاب آتا ہے
تو اپنا حال لکھ کر مشورہ اور مذکورہ دونوں
امراض سے متعلق

کتاب بچہ

ڈیا بیس شکری

مفت حاصل کریں

اس کتاب بچہ میں دونوں امراض کے اباب
علامات، صحیح طریقہ علاج، غذا، پرہیز اور کارآمد
ہدایات درج ہیں۔ معا جھن خصوصی توجہ کریں
اکان اور دوزیان میں فریا بیس طیس پر یہ نہایت کارآمد
اور قابلِ قدر کتاب بچہ ہے۔

دحواں طلب امور کیلئے لفافہ یا لگڑا نا ضروری ہے
حکم هبتاب الدین ہائیکمی (جیسا کہ پکنمشن)
ہائیکمی دوانخانہ وار الشفا قدری اصر و مہر دیوبی

جنہاں نہیں اتنے ہی مذہبی ہیں۔ اور ایسا سے تھے۔ تم نے
نکاح کو سمجھا تھا جبکہ تم کہ "مذہبی گروہ" قرار دیا اور نہ آج سمجھا
ہے کہ جب بھارانا م "سیاسی جماعت" رکھا۔ سیاست اور
مذہب میں تمہارا استاد یورپ ہے۔ اس لئے تم نے نہ اسلام
کو سمجھا اور نہ ہمیں۔

اسلامی حکومت

کچھ اور لوگ میں جنہوں کو چھتے ہیں کہ حکومت
اللہیہ یا اسلامی حکومت کا قیام کس نبی کی دعوت کا مقصود ہے
گوہم پر چھتے ہیں کہ قرآن اور تواریخ میں عقائد و عادات کے ساتھ
ویرانی اور فجرداری کے واقعہ اور صلح و جنگ کے احکام ایجاد شد
معاشرت کے قاعدہ و ضوابط اور سیاسی تنظیم کے اصول بیان
ہوئے ہیں کیا رسپ محقق تفہیم طبع کے لئے ہیں؟ اور کیا آپ
کے اختیار تیزی پر بھڑکا گیا ہے کہ کتاب اللہ کی تعلیمات میں سے
جس چیز کو چاہیں جزو دین مانیں اور جسے چاہیں غیر ضروری
نہ مانیں شمار کریں۔

کیا دنیا میں کوئی قانون اس لئے بھی بنایا جاتا ہے کہ صدر
اس کی تلاوت کر لی جائے اور اس کا فناز سرے سے مقصود ہی
نہ ہو؟ کیا واقعی ایسا ان اسی چیز کا نام ہے کہ ہم ہر دن اسی
مزازوں میں کتاب اللہ کی وہ آیات پڑھیں جن میں زندگی کے
محنت افت بلوؤں کے متعلق اصول و احکام بیان ہوئے ہیں اور
رات دن ہماری زندگی کے اکثر ویشنتر معاملات ان کے خلاف۔
چلتے رہیں۔

جو شخص دیکھ رہا ہو کہ بالٹی ہر طرف تین اور اس کے
باشد وہ رجھایا ہو اے اور بھر پیاظ اس کے اندر کوئی لے کلی،
کوئی سچھن کوئی ترک پیدا نہیں کرتا۔ اس کے ول میں اگر
حق پرستی ہے مجھی تو سوچی ہوئی اسے نکد کرنی چاہئے کیونکہ
کا سکوت ہمیں موت کے سکوت میں تبدیل نہ ہو جائے۔

مولانا مودودی

ساقی کے حضور

حناپ شورش کے آشنازی

پتھر ہے پتھر رقبوں کا جلال اے ساقی
وہ جو بھٹو کو پلاٹی ہے، نکال اے ساقی
سوچتا کیا ہے اٹھا جام کہ مے خانہ ہے
دیکھتا کیا ہے سفینوں کو جمال اے ساقی
انقلاب آئیگا ان خاک شنیوں کے سبب
اس نئی پودوں وعدوں پہنچاں اے ساقی
ان اکابر سے کسی خیر کی امید، عجب ش
یہ ہے وہ کھیپ کے ہر روزہ زوال اے ساقی
وہ نکلنے ہیں باراں دغا پیشہ بھی
دختر روز کا لہوان پہاچھاں اے ساقی
چارسلوں سے ہیں پشتیتی دفاواروں میں
آگیاں کی کڑھی میں بھی ابال اے ساقی
نوجوانی کی نظریں ہیں نئی دنیا پر
اس کو جھتے ہیں کہاں ہنسی حال اے ساقی
شخ صاحب ہمیں کہوں پیر طریقتِ دنوں
ہم سے چلنے کیلئے آئے ہیں چال اے ساقی
بھٹو اور سکی جماعت ہے وباں اے ساقی
”بھاگ ان بردا فردشوں سے کہاں کجھائی“
کوئی طوفان اٹھا اب کسی پیمانے سے
عمر گزری ہے کہ ہیں زندگی حال اے ساقی

باخدا اور حبگردار کئی نکلیں گے
ایک شورش ہی نہیں اپنی مثال اے ساقی

مولانا مودودی کی محدثی

لکھا ہی بگڑ جائے۔ وہ اسوہ رسولؐ کے مقابلے میں کسی دوسرے طریقے کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

ایک صاحب نے سوال کیا۔ مولانا! دیہات میں نتحابی نہم کی رفتار بڑی سست ہے۔ اس کا ازالہ ہونا چاہیے۔ مولانا جواب دیا۔ ہمارے پاس ٹرانسپورٹ کی سیحد کی ہے جن حلقوں میں دوسری جماعتیں کے نمائندوں کی بیسیں ہیں ہوٹریں اور جیسیں بھاگ رہی ہیں وہاں ہماسے نمائندوں کے پاس پہنچنے ایک آدھ پر انی جیسے ہے، اور وہ بھی بسا اوقات پہنچوں کے پیسے نہ ہونے کی وجہ سے بے کام پڑتی رہتی ہے۔

ایک شیخ نے دیکھا۔ مولانا الزامات اور سلسلہ تہام تراشی کا کیسے مقابلہ کیا جائے۔

مولانا نے فرمایا۔ میں ۳۰۰ سال سے اس ملک میں جھوٹ سن رہا ہوں اور گالیاں کھارہ ہوں۔ لیکن میں نے بھی اس کی پرواہ نہیں کی۔ خدا کافضل ہے کہ جن الفین بنی

نمازِ عصر کے بعد مرکز جماعت کالان حسب محسوب پُروردگار مولانا محترم ہلکے پھلکے انداز میں لوگوں کے سوalon کے جواب دے رہے تھے۔ ایک صاحب کہنے لگا۔ مولانا! عوام میں بنیانی بنی کار جوان ٹریصل جا رہا ہے۔ لوگ ایسے سیاسی رہنماؤں اور مقررین کے جلوسوں میں کثرت سے حاضر ہوتے ہیں جو بات بات پر ایمنگ کرنا جانتے ہوں۔

مولانا نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اب جماعتِ اسلامی تو لوگوں کا یہ شوق پورا کرنے سے رہی وہ تو اسی طریقے پر کام کرے گی جس کی اسلام اجازت دیتا ہے۔ جماعت کا مراجع سجیدہ ہے اس لئے اس سے متاثر ہونے والے لوگ بھی سجیدہ ہیں۔ پاچھے گانے میں دھپر رکھنے والے لوگ بھلما جماعتِ اسلامی سے کیسے متاثر ہو سکتے ہیں۔ غیر سجیدہ اجتماعات میں عوام کی بھیڑ دیکھ کر بالوس ہونے کی ضرورت نہیں جن الفین کا تھیا را گزنا چاہا کاتا ہے تو ہمارے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ مبارکت، مسلمان خدا

درخواست وصول کرتی ہے نہ کسی اور طریقے کی شخص کے حق کو قبول کرتی ہے بلکہ جماعت کا پارلیمنٹی بورڈ انتخابی حلقوں کا جائزہ لینے کے بعد جماعت کے نظم سے وابستہ اہل قرآنی کا انتخاب کرتا ہے اور اسے مطابع کرتا ہے کہ آپ اس علاقت سے جماعت اسلامی کی خاتمی گی کریں گے اور وہ شخص اپنی اخلاقی و دینی ذمہ داری بچھتے ہوتے اس بوجھے کو اٹھانے پر بخوبی ہو جاتا ہے۔ اس کے بر عکس دوسری پارٹیوں میں انتخابی ملکتوں کی تقسیم کے وقت جو سرھنگوں میں ہوتی ہے اس کے نمونے روزانہ اخبارات میں آرہے ہیں۔ ایک "عوامی پارٹی" کا تشویرازہ ہی شخص اس وجہ سے منتشر ہو گیا ہے کہ اس سے وابستہ بعض افراد نے انتخابی ملکتوں کی جو توقعات قائم کر رکھی تھیں وہ پوری نہیں ہوتی ہیں۔ مولانا کی جلس میں بھی یہ تذکرہ چھڑا تو ایک صاحب مولانا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگے کہ بعض پارٹیاں اپنے کچھ امیدواروں کو ملکت نہیں دے رہی ہیں لیکن وہ امیدوار بضد میں کہ انھیں ملکت دیا جائے۔ اگر انھیں ملکت نہیں دیا جاتا تو بھی وہ اپنی اس حیثیت سے مستبدار ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

مولانا نے اس کا جواب بڑے پیار لطف انداز میں دیا۔ بھتی جو لوگ "امیدوار" پیدا ہو چکے ہیں وہ تو ہر حال میں امیدوار ہی رہیں گے۔

ایک صاحب نے کہا کہ ایوب خانی دور کے سابق وزیر خارجہ صاحب ان دنوں ملک کی خارجہ پالیسی پر بڑھ چڑھ کر جملے کر رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ مولانا نے فرمایا۔ دراصل وہ بچھتے ہیں کہ ملک کی خارجہ پالیسی پر ان کا اجارہ ہے اور ملک کے خارجی معاملات ان کے سو اور کوئی نہیں جانتا، حالانکہ انھوں نے وزارت خارجہ میں رہ کر جو کام دکھائے ہیں وہ سب کے سامنے ہیں۔ یہی صاحب تھے جنھوں نے کہا تھا کہ استحصال درائے شماری کے بغیر بھی سلسلہ شمیر پربات کی جا سکتی ہے۔

الزم تراشیوں سے جس قدر جماعت کو اور میری ذات کو نقصان پہنچانا چلتے ہیں اس سے زیادہ نقصان دہ اپنے آپ کو پہنچا لیتے ہیں۔

کسی درست کا سوال تھا کہ بعض سیاسی رہنماء انتخابات کے باقیکاٹ کی دھمکیاں دے رہے ہیں اور طرح طرح کی شراثط عائد کر رہے ہیں حالانکہ ان کا دعویٰ ہے کہ ملک کے عوام ان نے ساکھہ ہیں پھر وہ انتخابات میں اپنی طاقت کیوں نہیں آزماتے؟

مولانا نے جواب دیا کہ وہ لوگ اپنی مقبولیت کا خواہ لکھا ہی دعویٰ کریں لیکن خوب جانتے ہیں کہ کتنے عوام ان کے ساتھ ہیں۔ انتخابات ان کی سیاسی زندگی کے لئے موت کا پیغام رکھتے ہیں۔ ناکامی کے خوف سے وہ چاہتے ہیں کہ ملک کی فہما کو اس قدر مکدر کر دیا جائے کہ انتخابات نہ ہر سکیں اور ان کی مقبولیت کا بھرم قائم رہ جائے۔

ایک صاحب نے برسیل تذکرہ کہا کہ اب تو ملکتوں کے مختلف گروپ مخل کر ایک دوسرے کے مقابل آگئے ہیڑ مولانا نے فرمایا۔ مسلمانوں کو شکر کرنا کہنا چاہتے ہیں کہ شیاطین کا تشویرازہ منتشر ہو رہا ہے اور وہ خود بامدحت کریبان ہو رہے ہیں۔

جماعت اسلامی ملک کی واحد جماعت ہے جس میں کبھی بھی جماعتی مناصب اور انتخابی ملکتوں کے لئے کوئی شکمش نہیں ہوتی۔ جماعت کے نزدیک تو وہ لوگ سرے سے ہی اس کی رکنیت کے ناہل ہیں جو اپنے دل میں منصب اور عہدوں کی کوئی تنازع رکھتے ہوں۔ جماعتی مناصب پر جو لوگ فائز کئے جاتے ہیں انھیں آخر وقت تک یہ علوم نہیں ہوتے پاتا کہ جماعتی ذمہ دار یوں کا بوجھ ان کے کامندھوں پر لادا جا رہا ہے۔ اسی طرح قومی و صوبائی ایلوں کے لئے انتخابی ملکت کا مستلزم ہے۔ جماعت نہ ملکتوں کیلئے

صبر آزمائام ہے اور قبل از وقت کوئی دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ اتنے عرصے میں سارہ نظام مکمل طور پر بدلتا دیا جائے گا۔

حقیقت توحید

دین واہیان کی جڑ توحید ہی تو ہے۔ اس موضوع پر اللہ نے کیا کیا کہا ہے اسے کیجا دیکھئے اور اسکی روشنی میں اپنے تصویرات و عقائد کا جائزہ لیجئے۔
قیمت۔ ایک روپیہ بارہ پیسے

اسلامی عبادا پر محققی نظر

(از مولانا مودودی) عبادت کے اسلامی اور جاہلی تصویرات کا فرق۔ نماز اور روزے کے عقلی و مطقی پہلوں پر سیر حوالہ بحث۔ قیمت۔ ایک روپیہ۔

خداؤر رسول کا تصویر اسلامی تعیت میں

خداؤر تہذیب پر دور جدید کے اعتراضات کا مفصل جواب اور اسلامی تصویرات پر تحقیقی بحث۔ بعض جدید نظریات کا تجزیہ۔ رسول کی پہچان تتمم نبوت۔
قیمت۔ سارہ چار روپے۔

اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبنا

(از مولانا مودودی) اسلامی تہذیب کیا ہے۔ ایمانیات کی تفصیل۔ صحیح تصویر حیات۔ دنیا اور اس کے انجام کے متعلق مختلف خیالات کا مقابلی مطالعہ۔ ۳ روپے ۲۵ پیسے

دعوت دین

نظام زندگی کی بیشیت سے دین کی قیمت۔ اس کے تقاضے۔ اس کی ذمہ داریاں۔ اس کے مراحل۔ قیمت۔ تین روپے۔
مکتبہ بھلی۔ دیوبند ایونیٹ

ہندوستان کے وزیر خارجہ طریف سونگھر رمضان کے چینی میں شیر کے مسئلے پر بات چیت کرنے پاکستان آئے تو انھی صاحبینے انھیں شربت کا چلاس میش کیا تھا لیکن سونگھر نے کہا کہ رمضان کے احترام میں ہیں نہیں پہنچوں گا۔

ایک دوست کا سوال تھا، مولانا! لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے اساتذہ کون ہے ہیں؟

مولانا نے پہلے چھلکے انداز میں فرمایا۔ اساتذہ کے بغیر تو ظاہر ہے کوئی نہیں پڑھ سکتا مگر جو لوگ مصروف ہیں کہ میرا کوئی استاد نہیں ہے تو یہ شک ان سے کہہ دیتے کہ میرا کوئی استاد نہیں ہے۔ میں "ان پڑھ" ہوں۔ اس طرح اگر انھیں اطمینان ہو جائے تو مجھے خوشی ہے۔

ایک صاحب تھے کہا۔ مولانا جو سکول اور مدارس جماعت کے رفقاء کے زیر انتظام چل رہے ہیں ان میں تو نصاب قائم کو ان خطوط پر ترتیب دیا جاسکتا ہے جو جماعت اسلامی کے پیش نظر ہیں؟

مولانا نے جواب دیا۔ آپ کی یہ تجویز اس وقت تک تباہی عمل ہے جب تک نظام حکومت مکمل طور پر تبدیل نہیں کر دیا گیونکہ ہمارے نصاب اعلیٰ اور طریقہ تعلیم کے مطابقت فارغ شدہ طلباء کے لئے مارکیٹ میں کوئی جگہ نہیں ہوگی، کسی بھی شعبتہ زندگی میں تبدیلی لانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے نظام حکومت کو بدلا جائے۔

ایک رفیق نے پوچھا، مولانا! جماعت بر سر قدر ایک سخت عرصے میں نظام حکومت کو مکمل طور سے بدلتا رکھ دے گی؟

مولانا نے کہا۔ اس کے لئے کوئی بیعاذه قرآنیں کی جاسکتی کیونکہ تہذیب چیزیں بگڑھی ہوئی ہیں۔ فناشل سشم تجویز ہوا ہے، اخلاق بگڑھے ہوئے ہیں۔ انتظامیہ بگڑھی ہوئی ہے، ایک طویل الخطاط ہے، ایک طویل تنزل ہے۔ اس لئے یہ ایک

سچ سے میخائے شک پر تابعے کی خود دست نہیں کیا بلکہ اپنے
مکن کے ستر پار دی کو خود سے تحریر

وقت سے کئی بار پڑھنا بھی بھطف سے غالی نہیں ان میں تم کی چاندنی
ادھر پڑھنے کی سلسلی ہی نہیں افادت سمجھی ہے لٹانقط طنز رائے طنز اور
مزاح برلنے مزاح نہیں کرتا وہ کسی نکسی اخلاقی مقصود پر ہی
آپ کی توجیہ سے ططف گرا تامہے حصہ اول ۵/۲۵

حصہ دوم ۶/۲۵

مولانا مودودی اور تصوف آکھا جاتا ہے مولانا کو دردی تھی
کوشش ہیں اس الزام کی پوت

کندھ تھیقت خود مولانا کی ابتو تحریر دی کے آجیں ملاحظہ فرمائیں
یہ تھا اپ کو تباہے گی کہ مولانا مودودی کس تصریح کے دھن اور اس
کے حامی ہیں۔ یہ محدث درود پر بیاس پیسے ۲/۵

مولانا مودودی سے ملتے علم و نعمان ان کی شخصیت اُن کے
شیخ ان کی پوری زندگی کے احوال مکمل اور غیر ممکن ہے اس سے ہر حصہ
کتاب دنیا بھر کے علماء میں بخوارا ہوا ہے اُن کی اور قیمت مات روپے

تاریخ اسلام مکمل پر صحنه انجین ابادی قوت ۷/۵

القاموس الجدید جلد یہ اضافہ شدہ ایڈیشن
دارالعلوم دیوبند کے اس ادارے میں تحریر ہے

یک لوگوں کی وہ تحریر اُنہیں لفت جو اپنا بواب آپ سے ہوئی سے اور دوسرے بیٹھے
جھبڑ پھٹک کر رارہ دے جانی ۵/۵ از محدث پلاسٹک کرہے

معارف الحدیث مولانا منظور نعیانی کی مشہور تالیف مختوب
احادیث بزرگ اور در ترجیح اور تشریح کے
ساتھ۔ حصہ اول محدث ۶/۵

حصہ دوم محدث ۷/۵

حصہ سوم محدث ۸/۲۵

حصہ چہارم محدث ۹/۵۰

حصہ پنجم محدث ۱۰/۲۵

مکتبہ تخلیٰ - دیوبندیوپی

ہندوستانی مسلمان مولانا ابو الحسن ندوی نے اس کتاب میں
مسلمانوں کے علمی ادبی اور سیاسی کارناموں
کے علاوہ ان کے کروار کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے جو ہندوستان کی تہذیب
و تقدیر کی تکلیف اور ملک کی تعمیر و ترقی میں کار بار ہے۔
علاوہ ایسیں ان کے موجودہ مسائل و مشکلات پر بھی تکلیف انجینئر
لگانگو فرمائی ہے۔ مجلد چار روپے ۳/-

دینِ الہی اور اس کا پس منظہم [البری دوڑ کے نہیں اور سیاسی
معلومات کا جنگیز ہے۔ قانون کا فکر ایکیز جائزہ جو شیخ
تاریخ دعویٰ و عزم بیت

یہ مولانا علی میلان نہیں کی وہ تالیف
تاریخ دعویٰ و عزم بیت ہے جسے قائم دنیا اسلام میں بہت
پسند کیا گیا ہے۔ یہ ہمارے ان اسلام کے کارناموں سے ریشناس
کراتی ہے جو اپنے انداز میں دین کی خدمت کا خوب حق ادا کر گئے ہیں۔
حصہ اول محدث ۱/۱ حصہ سوم ۱/۲ حصہ دوم ۱/۳ بردست
ختم ہے تکمیل ہر حصہ اپنی بھگ مکمل اور غیر ممکن ہے اس سے ہر حصہ
مستقل بالذات فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔
مولانا اشرف علی مختار کی مقبل عام اور
مناجات مقبول (جعیع)، اضفیت ترین کتاب پر ایسے اور نئے اضافو

کے ساتھ۔ قیمت چار روپے ۲/-

التشرف احادیث تصور کی صفت پر مولانا اشرف علی کی

معارف اسلام معرفت کتاب۔ قیمت — بارہ روپے ۱۲/-

مکتبات خواجہ محمد عاصوم سرہندی اور نکات و لطائف سے بیرون
خطوط اور دیاں ہیں امداد العکیبہ تین چیز محدث ساٹھ چار روپے ۴/۵

المغزا امام غزالی پر علامہ شبیل تعالیٰ کی شہرو آفات کتاب
قیمت — چار روپے ۲/-

اردو عربی دلکشی اردو الفاظ کے عربی مرادفات معلوم
کرنے کا بہترین ذریعہ عربی سیکھنے والوں
کے لئے تخفیف خاص۔ مجلد سی اٹھ روپے ۱/-

تو وہ شخص خود پوتا ہے۔ فتوے کا کام صرف پرستادینا ہے کہ فلاں شخص اسلام کی سرحد پھلانگ مگر۔ فتوے کسی نادر شاہی اختیار کا استعمال نہیں بلکہ ایک امر واقعہ کا بیان ہے۔ ایک اطلاع ہے جو قرآن و سنت اور ماہرین مشریعت کے فرمودات کی روشنی میں دی جاتی ہے۔ یہ کہنا کہ:-

”جب تک کوئی آدمی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے
کسی دوسرے کو اسے دائرة اسلام سے خارج کرنے
کا کوئی حق نہیں۔“

بچوں ہمیں بات ہے یا پھر ان تحریفیں پیشہ زندگی تعلیم
سے ہے جو اسلام یقیناً تھے تو اسے اسلام کو خارج کرنا اور
باطل افکار کا مالیح نہیں بنانا چاہتے ہیں۔ آپ اگر علوم
دین کا تھوڑا سا بھی مطالعہ کریں تو پتہ چالیں گے کہ جو دہ
سو سو روں میں کسی عالم دین اور فقہہ اور فہمیہ نے ایسی تحریف
نہیں کی۔ خود قرآن و حدیث میں آپ کو بے شمار ایسی
نعروص میں جائیں گی جن سے معلوم ہو گا کہ مسلمان رہنے
کے لئے چند بیماری اصول و عقائد پر ایمان ضروری ہے
اگر نیسا دی امور میں سے کسی کا انکار کر دیا گی تو آدمی کا کہ
دعوہ اسلام کرتا رہے مسلمان نہیں کجھا جائے گا۔ کیا
آپ کو معلم نہیں کہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق
نے زکوٰۃ سے سرتباٰی کرنے والوں کو خارج از اسلام فرار
دے کر ان پر فوج کشی کی تھی۔ حالانکہ وہ لوگ خود کو مسلمان
ہی کہتے تھے۔ سو اسے انکار زکوٰۃ کے سی بھی قسم کا فخر
ان سے ٹھپر میں نہیں آیا تھا مگر خلیفہ اول نے اور پھر
جملہ صحابہؓ نے اس راستے پر اتفاق کیا تھا کہ منکرین
زکوٰۃ مرتب ہیں۔ ان کا قتل جائز ہے۔ ان کا زبانی دعوہ
اسلام ناقابل قبول ہے۔ تو کیا آپ رسول کو تمم کے بعد
سر بے بہتر مسلمان سیدنا ابو بکر صدیق پر بھی وہی اعتراض
جزریں گے جو غیر عیامِ عثمانی اور دیگر ارباب افتخار پر
جزر ہے ہیں۔ غیر بھائی۔ منکرین زکوٰۃ کو اسلام سے
خارج ابو بکر پڑنے نہیں کیا تھا۔ خارج تو خود وہ اپنے فعل

چاہتے ہیں کہ ان کی وضاحت کے بعد ہم ہرگز اسپر اصرار
نہیں کریں گے کہ وہ قادری ہیں۔ ہم نے انھیں فتاویٰ فتوے
صرف ”شید“ کی بنای پر کہا تھا۔ یہ شید اگر غلط ہے اور
فاضل دوست کو اپنے قادری ہونے سے انکار ہے تو
ہم اپنی اخلاقی ذمہ داری بھتھتے ہیں کہ ان کے انکار کو
قبول کریں اور جب تک اس انکار کے خلاف کوئی مضبوط
دلیل ہمارے مامنے نہ آئے انھیں مسلمان ہی بھیں۔ الحمد للہ
یہ تو ہمارے لئے مسترت کی بات ہے کہ جس شخص کو ہم اپنے
سے کٹا ہوا بھجو رہے تھے وہ اپنے اغتراف کے مطابق
ہمارا دینی بھائی نکلا۔ خدا کرے وہ دیگر مسائل دینیہ میں
بھی کچھ فکر کروں اور بے علمیوں کی تقلید کرنے کے عوض
صائب راستے اور اہل علم حضرات سے سب فیض کروں
اور ان کی عمدہ صلی علیہ وسلم دین اور اہل دین کی مخالفت سے
بجائے دین و ملت کی بھی خدمت میں سرف ہوں۔
ہم بطور اخلاص انھیں چند باقتوں کی طرف توجہ
دلاتے ہیں:-

خوب سمجھ لیجئے کہ قادیا تیوں کے بارے میں خالج از
اسلام ہونے کا فصلہ غریب عامر عثمانی کا فیصلہ نہیں ہیں
پر آپ ”نادر شاہی“ کی پھیتی کس رسے ہے ہیں۔ پیغمبر تو
شوادامت کا ہے مستند علماء کا ہے۔ اپنے افتاء کا ہے
آپ ہر میں شریفین کے علماء سے مستفادہ کر لیں یا ہندو
پاک تھے معروف دینی اداروں سے دریافت فرمائیں۔
جو اب ایک ہی لے گا کہ قادری ملت اسلامیہ کا جز
نہیں ہیں۔ وہ اسلام سے اپنارشتہ کاٹ چکے۔ رہا اپکا
یہ فرمائنا کہ:-

”مدیر محلی سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک کلکٹر
مسلمان کو دائرة اسلام سے خارج کرنے کا احتیا
انھیں کہاں سے حاصل ہوا ہے۔“

تو پارے بھائی یہ سوال آپ کو اس لئے پر شیان کر رہا
ہے کہ آپ نے فتوے کی حقیقت پر غور نہیں فرمایا۔
فتاویٰ اکمی مسلمان کی اسلام سے خارج ہیں کرتا بلکہ خارج

انکار سے داغدار بھی۔ اسلامی قانون کے سب سے بڑے مأخذ قرآن اور اس کے بعد حدیث کی چند سطوروں کا ترجیح بھی وہ نہیں کر سکتے حالانکہ صرف ترجیح کی قابلیت پیدا کر لینا آدمی کو سن نہیں بنادیتا۔ کون سلامان ہے اور کون نہ کوئی خالص اسلامی قانون کا مسئلہ ہے۔ جسٹن نیز چیزیں صحاس نج بھی علائے دین کے بال مقابل کسی فرد یا گروہ کے تقدیر و رسلام کا فیصلہ دیں تو اس کی مثال ایسی ہو گئی جسے نیوٹن کی کسی تھیوری پر دس بیس شاعر طبع آزمائی گریں جتنیں نیز اور جسیں کیا تھی حیثیت ہی کیا ہے دین و تشریعت کی پیارگاہ میں جس طرح خلائق سائنس کے موضوع پر کسی کو رے ملائے قول سے استدلال کرنا حماقت کا شاہکار ہو گا اسی طرح نفقہ اسلامی اور علوم اسلامی کے باب میں آج کل کے جھوں اور دانشوروں کی گل لافتانیوں کو جوت بنانا کم عقولی کی معراج سمجھی جائے گی۔

آئیے اس سلسلے میں بھی ان جھوں کی عدالت کا حوالہ دیا ہے کہ علمائے اسلام، مسلمان اور اسلام کی تعریف متفق نہیں ہو سکتے۔ یہ میانکتہ نہیں بلکہ پرانا چہا ہوا لفہرہ ہے۔ علماء کو رسولوں کی خاطر یہ شورش چھوڑا ایسا تھا کہ وہ تو مسلمان کی تعریف تک بکسان طور پر نہیں کر سکتے کسی اور مسئلے میں ان کا کیا اعتبار۔ لیکن ایک معنوی نہیں کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ کسی بھی شے کی تعریف الگ الگ دیوں میں الگ الگ پوچھی جاتے تو ان کا جواب نقطی اعتبار سے لازماً مختلف ہو گا۔ یہ میکن ہی نہیں ہے کہ طوطے کی طرح ہر ایک ان میں سے یکسان نظرے دہرا دے۔ اسلام تو خیر ایک ایسی شے ہے جسے آج کی دنیں طلاق نہیں کے پسروں کا حوالہ جیسے سائنس کی بحث میں آرٹ کے پروفسروں کا حوالہ دیا جاتے۔ آپ کیا یہ سامنے کی بات بھی نہیں جانتے کہ آج کی عدالتوں کے نج خواہ اپنے فن میں لکھنے ہی طلاق ہوں مگر ان کی سند صرف اسی قانون کے سلسلے میں لائی جا سکتی ہے جسے انہوں نے پڑھا ہے۔ ذکر وہ دونوں نج جس قانون کو پڑھ کر نج بنئے ہیں وہ اسلام کا نہیں مغرب کا قانون ہے۔ اسلام سے ان کی داقیت کوئی معنی نہیں کھوئی انہوں نے جتنا اسلام سکھا ہے مغرب کے استادوں سے سکھا ہے جو احمدور ابھی ہے اور باطل

سے ہو سے تھے۔ ابو بکرؓ اور دیگر صحابہؓ نے صرف یہ کیا تھا کہ قرآن و حدیث سے اس فعل کا حکم اور درجہ درست کر لیا تھا۔ اب اگر خدا اور رسولؐ کے ارشادات ہی یہ خبر دیں کہ فلاں حرکت اور فلاں عقیدہ مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے تو یہ آپ اللہ اور رسولؐ سے بھی منحصر دری کریں گے کہ اسلام کا دعویٰ کرنے والے کو اسلام سے خارج کیوں فرار دیا؟ شیخ، اسلام کسی کی جاگیر عامر عالمی ہو یا شیسم احمدیم، اسلام کسی کی جاگیر نہیں نہ کفر سازی کا تھیکہ کسی کو ملا ہو رہا ہے۔ لیکن قرآن اور حدیث کا صرف ہی کوئی نہیں اگر ان کی روشنی میں یہ فہمہ نہ کیا جاسکے کہ اسلام کی سرحد کہاں سے کہاں تک ہے اور کفر کی وادی کہاں سے شروع ہو جاتی ہے۔ آپ صریح الفاظ میں خدا، اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان کا اقرار کرتے ہیں۔ پھر اس لعونگوئی کے کیا معنی کہ خدا اور رسولؐ کے فرمودات جن حقائق کو عقائد کفر فرار دیے رہے ہوں ان کے حاملین پر کفر کا فتویٰ آپ کو اتنا ناگوار نہ رے کہ مارے غصتے کے عقل و داناتی میں آگ لگادیں۔

محب تربت یہ ہے کہ قادیانیوں کے خارج از اسلام نہ ہونے کی دلیل میں آپ پاکستان کے دو ہرین جو جنگیں نیز اور جسیں کیا تھیں ”کا خوال بار بار مڑے شر و مدد سے دیتے ہیں۔ یہ ناضمی کی انتہا ہے۔ یہ تو تقریباً ایسی ہی بات ہے جیسے سائنس کی بحث میں آرٹ کے پروفیسروں کا حوالہ دیا جاتے۔ آپ کیا یہ سامنے کی بات بھی نہیں جانتے کہ آج کی عدالتوں کے نج خواہ اپنے فن میں لکھنے ہی طلاق ہوں مگر ان کی سند صرف اسی قانون کے سلسلے میں لائی جا سکتی ہے جسے انہوں نے پڑھا ہے۔ ذکر وہ دونوں نج جس قانون کو پڑھ کر نج بنئے ہیں وہ اسلام کا نہیں مغرب کا قانون ہے۔ اسلام سے ان کی داقیت کوئی معنی نہیں کھوئی انہوں نے جتنا اسلام سکھا ہے مغرب کے استادوں سے سکھا ہے جو احمدور ابھی ہے اور باطل

کچھ آپ نے کہا ٹھیک دی ہی ہے جسے یہودی فرنگاروں نے زور شور سے دنیا بھر میں پھیلا یا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ قرآن و حدیث تی تفسیر و تشریح کا حق اہل علم سے چھین کر ان جاہلوں کے ہاتھ میں دیدیا جائے جو قرآن و حدیث کی زبان تک سے دافت نہیں اور باطل افکار کی چکر دے کر ان کی بصیرت کو بری طرح خیر کر دیا ہے۔ اگر تم غلط کہہ سکتے ہیں تو آپ ہمارے باتی کر کے قرآن و حدیث کی وہ عبارتیں اپنے احصار میں نقل فرمادیں جن میں نوجوانوں کو اجتہاد، آزادی رائے اور حریت فکر کی آزادی دی گئی ہو۔ اس سے بڑی تہمت اسلام پر کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ بہت ہی خاص اور سخت شرطوں کے بغیر ہر ایسا غیرے شخص خواہی گوا جتہاد کی اجازت دیے اور ایسی بے ہمہ آزادی رائے کا کوئی تصور تک قرآن و حدیث میں نہیں پایا جاتا جس کا نزد آپ لگا رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے:-

تَلَوَّذَ رَبِّكَ لَأَيُّهُ مُؤْمِنٌ
حَتَّىٰ مُخْتَمِلٌ وَّكَفِيلٌ شَجَرٌ
كَيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ نَّدِيُّونَ گے جب تک کہ
بَيْنَهُمْ ثَمَرٌ لَا يَحْدُدُ
نَّجْعَلُهُمْ أَلَّا خِلَافَاتٍ مِّنْ حَصْفٍ
فِي الْقَسْوَمِ حَرَجٌ حَمَدَتَا
نَّبَاتَيْنِ اور جو فیصل تو کرو اے
قَصْنِيَّتٍ وَّلِسَلِيمَ
ادنی بندولی کے بغیر خوشی خوشی قبور
(رساء)

یعنی رسول ہم کا فیصلہ معلوم ہو جانے کے بعد آزادی ہے اور حریت فکر تو کس پڑتی یا کامیاب ہے مون کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ قلبی طور پر ہی اس فیصلے کو ناپسند کرے۔ محترم بھائی۔ اسلام تو آیا ہی اس لئے تھا کہ انہی فکر تخلیق کی بے قید بے کو مقدمہ کرے۔ آزادیوں پر بنے باندھے۔ حرمت و کراہت کی دیواریں کھڑی کرے۔ دماغ اور نفس کی ناکوں میں نکیل ڈالے اور فنکر و خیال کو ہدایت آسانی کا تابع بناتے۔ اب آنحضرت معلوم نہیں کس اسلام کا ذکر کر رہے ہیں جو جو ایسی کو تریکیں اور جملہ کو ٹھیک کر لیں کی آزادی اور حریت فکر کو الحاد و زندقة کے لئے کی اجازت مرحمت فرماتا ہے۔ ان معروضات کو ہماری آخری معروضات سمجھئے۔

تعلق اسلام سے نہ پہنچ کر علماء اسلام کی تضیییک آپ کہرا دے رہی ہو۔ اگر واقعہ علماء اسلام سے آپ کو یہی ہی کردے تو خدا اور رسول پر آپ کا دعوہ ایمان صوراً مشتبہ ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن و حدیث تو علماء دین کی شناخانی کرتے ہیں اور ان کی تحریر کو دین کی تحریر قرار دیتے ہیں۔ جماعت اسلامی یا مولانا محمد دودی پر آپ تنہائی برسئے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ چاند پر خاک آڑانا اور سوچ کو منع ہر جڑانا کس قسم تے بھداروں کا شغل ہے یہ کوئی راز نہیں۔ آپ سے "امر" سایا اس کا بھی شکریہ اور پر بھی بجا فرمایا کہ آپ کا اسلام کسی فقیر شہر، سی مفتی دین اور کسی ملائے دو بند کا تابع نہیں۔ بھلا آپ کو غریب مفتیوں اور فقیہوں کی کیا یہ واہو گی جب کہ خدا اور رسول کے ارشادات بھی آپ نے نزدیک یہ پایا یہ نہیں رکھتے کہ کسی مسلمان کے خارج از اسلام ہونے کا تصفیہ کر سکیں۔ یہے یہ ارشاد آپ کا دلچسپی کرے۔

"میرے نزدیک مسلمانوں کی موجودہ ذات اور بدلی کا سبب یہ ہے کہ اس دور میں ان کی زہنی قیادت عامہ شہان جسیے ملاؤں کے ہاتھ میں آگئی ہے۔" بجا فرمایا جس ملک کی ذہنی قیادت آسے حمد و حجہ جمال عبد الناصر کے ہاتھ میں تھی اس نے قماشہ اللہ مسلمانوں کو عزت و خوش حالی کے ساتھ آسمان پر پہنچا دیا یہ مصر سے لیکر سودان، عراق، اردن اور افریقہ تک جا و حشرت کی نہیں بہہ رہی ہیں۔

اور یہ بھی آپ نے دلچسپ بات فرمائی کہ:-

"اسلام میں اجتہاد، حریت فکر، آزادی رائے اور تادلہ خیال کے حق کو تسلیم کر لیا گیا ہے لیکن آمر عنانیوں نے اس حق کو خصب کر کے مسلمانوں کی نظر اور سوچ پر تقریریں عائد کر دی ہیں۔"

جو یا اسلام دہنرا کبھی ٹھیک کا میدان ہو گیا جہاں پورے علماء اسلام کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ نوجوان خوش فکر دوں کو اچھل کو دیکھیں آزادی ملنی چاہئے۔ عزیز بھائی۔ یہ جو

سر اپنے رسول تک نقشہ اور بس وغیرہ کی نمائیں

حضرت مصطفیٰ کے عادات و خواص رسمیات
تک نقشہ اور بس وغیرہ کی نمائیں
امانیت صحیح سے اخذ کرده ایک روپیہ ۱/-
اکام مرقی ایام علاالت سے مرے کے بعد کے تمام امور
کی بحث کفن و فن نماز جنازہ پسندیدتی میگ
مناما جنازہ لے جانا اور عرق سال کی شرعی تفصیل ڈرڈنڈ ۱/۵
فہرستہ مکمل **علوم شریعت اور عقاید** کے قلم سے سورہ جو احادیث کی
کے بارے میں اہم نکات و معارف کی حاصل ہے ۔ چالیس نئے پیسے ۔

علماء الحق — اور ان کے مجامدہ اند کارنامے

مولانا سید محمد سیاں کی اس کتاب نے جو شہرت و تقبیلیت
حاصل کی تحقیق بیان نہیں۔ حدت سے یہ نایاب تھی۔ اب کچھ
تحقیق خاص ذرائع سے ہمیاہ ہو گئے ہیں۔ شائینیون موتیع سے فائدہ
انھائیں۔ دو جلدیں میکھل۔ قیمت گیارہ روپے ۔ ۱۱/-
محمد بن عبد الوہاب دیکھ مظاوم اور بدنامی سمع ازیادہ پیش ہوئی

نانصافی کرتا ہے، اس کی ایک عبر تراک کہاں ۔ یہ ایک
حد و مذہب خدا پرست مصلحت تھے گراہمین غلط طریقہ بذکار کیا گا۔ آنے
بیض حلقوں میں وہابی ایک گانی جو گیا ہے ۔ مولانا مسعود عالم
ندوی کے قلم سے اس کہسانی کو علم و حقیقت کی روشنی میں لاحظہ
فرمائیے۔ قیمت تین روپے ۳/-

امال قرآنی مترجم مولانا اشرف علیؑ کی یہ مفسید
کتاب قرآن کے زاد و شعلیات کا مکمل است۔ بعد کی اشارہ کا لجھتے
ہے۔ ہر قسم کے زاد و شعلیات کا مکمل است۔ بعد کی اشارہ کا لجھتے
ہیں کہ اس کتاب کو تقدیر کر دیا ہے۔ لگر ہم آج بھی اپنے کو
اصل مکمل ایڈیشن پیش کر سکتے ہیں ۔ تینوں حصے سمجھ
کمل تحریک ۔ ڈرڈنڈ روپیہ ۱/۵
مجلد ۲/۵ ڈھانی روپے ۲/۵

مکتبہ تخلی - دلیوبند (لیوپی)

حضرت مصطفیٰ کے معروف ضمائل طبع کو مخوار کر بڑھتے ہیں
انہیاں و قصیم اور تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں مگر بے سرو باخی
سبھوں اور قبول نکتہ افریقیوں پر مغز زندی کرنا ہمارے لئے
بہت مشکل ہے۔ آپ کے لئے ہمارا دوستانہ مشبورہ یہ ہے کہ
ہمیشہ ایسے موضوعات پر طبع آزمائی کیجئے جن کے طول و
عرض کی آپ کو داقیقت ہو۔ سیاست، آرٹ، شعرو
ادب جیسے موضوعات آپ کیلئے موزوں رہیں گے۔
اسلام، تقدیم اور شریعت جیسے موضوعات آپ کامیاب ان
نہیں کیونکہ ان پر کلام کرنے کے لئے نہ تو مبارکبی ہے امید
ہے نہ بھی اسے اور ایک اسے پاس کرنا۔ ان پر کلام صرف
وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے قرآن و حدیث کو ان کی اپنی
زبان میں پڑھا اور سمجھا ہو۔ عربی زبان و لغت پر انھیں عبر
ہو۔ اصولی فقہ اور شریوط اجتہاد انھیں تھہر ہوں۔ مفسرین
حمدشین اور فقہاء و مجتہدین کے سیر حاصل فرموداں ان کی
نظر سے گذر چکے ہوں۔

قصیدہ ملک کے ساتھ مجلد آٹھہ روپے ۔ ۸/-
جستہ الاسلام مکمل تصنیف مولانا قاسم صاحب رحمۃ الشریعۃ
درالفضل اور راہم ترین اسلامی مقام کی حکیمین اور تو جیہیں عجیب
کتاب ہے۔ قیمت راڑھتے تین روپے ۳/۵

یہی مولانا محمد قاسم صاحب کی تصنیف
انتصار الاسلام ہے۔ یہ دو شہوڑ کتاب ہے جو یہ سے ایم
سال و عقامہ پیچہ لنشیں مولا دیش کرنی ہے۔ کلام و متنوں کا لجھتے
چوں کہ مولانا مفتخر کی زبان مکمل ہر قسمی اس سے کتاب تشریح کیں
کے ساتھ جھانپی گئی ہے۔ اعلیٰ ایڈیشن قیمت بھی ۲/۵
سیرت خلفاء راشدین **عائیلیف** مولانا عبداللہ الشکور لکھنؤی کی بیرونی
مجلد ۲/۵ ڈھانی روپیہ ۲/۵

عصرِ حضرت مولانا مسیح فہرست قبائل از بیرون

ہندو پاک دنوں میں ایسے بہترے حضرات موجود ہیں جو اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ ہر علیٰ دا صریح بحث کو ہام جھیلوں اور رسائل و اخبارات کا مفہوم عیناً فتنہ پردازی اور شر انگریزی کے علاوہ کچھ نہیں وہ مولانا مودودی کے تعبیں میں دقیق ترین موضوعات کا دروازہ کھرتے ہیں اور ادھر ہر فریب جلتیات کو انجھار کر سلاہ اعیان عوام کے قلوب و افہان میں غلط فہمیوں کے بیچ پوتے ہیں۔

مثلاً عصمت انبیاء کا موضوع تجھے۔ عوام کو قرآن میں انبیاء علیہ السلام معموم ہیں اور ان سے گناہ کا ارتکاب ممکن ہی نہیں ہے۔ لیکن اس تھیسے کو حرف آخر خاتمه کرنے والے سلف بحث و نظر کے کون کون حراصل سے گذرے ہیں یا اپنے کمالی کی معلوم ہوتے ہیں اور تھیس کی حقیقتیں ہیں۔ لغزش کے کہتے ہیں، انبیاء نبوت ملنے سے پہلے گناہ کے مرتکب ہو سکتے ہیں یا نہیں اور بہت ملنے کے بعد ان سے کیسی ایسے فعل کا صدیدہ ممکن ہے یا نہیں جو صورۃ گناہ ہو۔ وغیرہ۔ اب ایسے میں ان کے ساتے کوئی عالم نہ فتن عصمت انبیاء کے مسئلہ پر دا تو قریرو دے گا اور مولانا مودودی پر اعتراض جھاؤ رے گا تو ظاہر ہے کہ وہ بیچارے غلط فہمیوں کا شکا۔ یہ ہی جائیں گے۔

ابھی ^{۲۷} کے خاص فہریں چنان اسی مسائل کے علاوہ عصمت انبیاء کے مسئلہ پر بھی علم و تھیں کی رددشتی ڈالی جا بھی ہے۔ طالبین حق اسے بلاعطف فرمائتے ہیں۔ یہاں ہم ایک خط اور اس کا جواب فصل کر رہے ہیں۔ خط لکھنے والے ہیں حیدر آباد سنوار کے محمد عاشق ترشی اور حبیب دینے والے ہیں دارالعلوم دہلیہ کے فارغ القصیل مولانا محمد یوسف حسن شیخ الحدیث دارالعلوم تعلیم الاسلام درادنپیشہ جو اپنے علمی تجزیہ و علمی حلقوں میں کافی مشہور ہیں۔

نے رسائل و سائل حصہ اول میں لکھا ہے کہ "حضرت مولیٰ اے ایک بہت بڑا گناہ ہو گی تھا۔" اور انھوں نے اس طرح انبیاء کو گناہ کار قرار دیا ہے۔ یہ مولوی صاحب جگہ جگہ کتاب بھی دکھاتے چھرتے ہیں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں مفتی محمد یوسف صاحب سے سوال کیا گیا تھا کہ آپ نے علمی جائزہ حصہ اول میں فہرست

خط

یہاں ایک مولوی صاحب جو جماعتِ اسلامی سے ہلی بغض رکھتے ہیں اکثر مسجدیں مولانا مودودی اور جماعتِ اسلامی کے خلاف بے بنیاد پر ویسیجڑا اکر تے رہتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے ایک مسجدیں کہا کہ مولانا مودودی

قول ان لوگوں کا ہے جن کا ذریب یہ ہے کہ نبوت کے بعد اسکا بکیرہ گناہ جائز نہیں ہے اور قبل از نبوت جائز ہے۔ یہ قول ہمارے اکثر اشاعرہ کا ہے۔ اگر ہمارا نامود دوی صاحب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ لکھا ہے کہ ان سے ایک بڑا گناہ قبل از نبوت سرزد ہوا تھا تو یہ عین اشاعرہ کا ذریب ہے۔ اس پر ان کو اہل سنت الحدیث سے خارج نہیں سمجھا جا سکتا نہ ان کی ذات کو مطعون کیا جا سکتا ہے۔ امید ہے کہ اس جواب سے آپ کا در آپ کے رفقاء کا اضطراب دور ہو جائے گا۔ و السلام محمد رضی کان اشتری ۵ ارجادی الادی ۱۳۸۹ھ

سلسلہ عصمت انبیاء، سر ماصل بحث کر کے مخالفین کی ایسی قلعے کروی ہے۔ مگر قبل از نبوت مشتمل عصمت انبیاء میں کیا ثابت ہے؟ اور کیا ہمارا نامود دوی کے موقف کی تائید میں علاقوں سلف کا گوتی قتل پیش کیا جا سکتا ہے؟ مخفی صاحب کا جواب موصول ہوا دہ درج ذیل ہے۔

محمد عاشق تریشی حیدر آباد

مولانا مفتی محمد یوسف صنان کا جواب

پیغمبر اللہ تعالیٰ الرحمۃ الرحمیۃ

والعلوم تعلیم الاسلام را وہی نہی کا روشن کای رود

مکرمی و محترمی! الاسلام علیکم و رحمة الله و بركاته

آپ کے سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ بکیرہ گناہوں سے انبیاء علیہم السلام کے نئے جو عصمت ثابت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد از بعثت اور بعد از نبوت ان سے بکیرہ گناہ عمدہ اور ارادہ سرزد نہیں ہوتے۔ یعنی جان رحلکر وہ گناہ بکیرہ کے مرحلک نہیں ہوتے۔ رہا سہوآ و خطاو نہ بکیرہ کا صدر و تو اکثر علماء نے اس کو بعد از بعثت بھی جائز تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ علامہ سید انوسی نے عصین حضرت آدم علیہ السلام پر کلام کرتے ہوئے کہا ”قال عضد الملة في الواقع ان الاكثرون جوز ولصدر الكبيرة ماعدا الكفر والكذب سهوا و على سبيل الخطأ و منهمر“ (روح العالی ج ۱۶ ص ۲۷) یہ تفصیل بعد از نبوت بکیرہ گناہوں کے صدر میں ہے۔

راقبل از نبوت تو اشاعرہ کا ذریب یہ ہے کہ قبل از نبوت بکیرہ گناہوں سے انبیاء علیہم السلام مخصوص نہیں ہیں امام رازیؒ نے تفسیر کیرج اقتداء میں وقت عصمت پر بحث کرنے ہوئے تحریر فرمایا ہے و ثانیہاً قوں من ذریب اُن ذرالذکر دای اس سکاپ (الكبيرة) لا يجوز وقت (التبوع بالماقبل البتة) مجائز و هو قول اکثر اصحابنا اہل یعنی ”تیسرا

۱۵ عصمت النبیت نے الموقن میں لکھا ہے کہ اکثر اہل نہ کے نزدیک فراز کر کے علاوہ کیا تو کا صدر انبیاء علیہم السلام سے ہوئا اور خطاو جائز ہے (نہ کہ ارادہ)

مولانا ابوالکلام آزاد کی چار کتابیں

حقیقت القتلواہ نماز اور اس کے سلطقات پر ملود حجت
خدمت میں ہم قدم الہسلام اپنے سی کا شائخ کر دہ اصلی فخر
ہم کے شیش کریں گے۔ ڈیڑھ روپیہ (مجلد ڈھانی مدعی پے)

حقیقتہ الزکوہ زکوہ اور اس کے متعلق جزو تفصیلات
سو شلزم کی بحثیں۔ ایک روپیہ ۱/-

ام الکتب سو رہ فاتحہ کی تفسیر
محلہ خلافت ملکہ آٹھ روپے
مسکوں خلافت اخلاق کے تاریخی و علمی مستکبہ اہم
افتکار۔ پانچ روپے ۵/-

سو اربعہ حضرت ابو ذغفاری صحابی جبل کے تذکرہ و سوابع
میں مولانا ساظھر احسن بھیانی کی شہرت یافتہ تالیف تاریخی ملکی
چاہرہ زیوں کا خزانہ تیمت۔ ڈیڑھ روپیہ ۱/۵

محمد شین عظام اور ان کے علمی کارنامے امام بخاری، مسلم،
امام ترمذی، امام نافع، امام ابن ماجہ اور امام طحا دکانی کے
علم و تفقیہ علمی کارناموں اور اسراء کو دروار بر ایک تحقیقہ تباہ
آپ کی معلومات میں پیش ہیا اضافہ کا موجب بنتی ہی مجدد ۵/-

اسلام کیا ہے؟ تفصیل تعارف اس انداز میں کرایا گیا ہے کہ اس تقدیم
کا آدمی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اردو ڈھانی روپے ۱/-

ہندی چار روپے — انگریزی آٹھ روپے
جنگ اسرائیل اپنے موضوع پر نیم جازی کی ممتاز تصنیف
مکمل۔ تیس تسبیب پیشہ میں روپے ۲/-

”تاریخ اسلام“ کے مشہور مؤلف اکابرہ خاں نجیب آبادی کی پانچ و قیم کتابیں

نظم اسرائیل غرب و مشرق، اخلاق و معاشرت
اور قائم سلطنت پر حققتہ اور
مورخانہ بحثیں۔ دنیا کے قدم تقلیمات و قوانین کے گوشارے
تیمت تین روپے (مجلد چار روپے ۲/-)

قول حق ثقہ اسلامیہ میں نقشوں کی ابتدا۔ اموری ادبیاتی
سلطنتیں، اسلام ہندوستان میں تقدیم جہاد
اسلاف پہنچا، جہلہ مرکب سلطنتیں اور اسی طرح کے بیہوں اہم
حوزات پر اسلامی زاویہ نکل کی تشریح و تحقیق۔ چار روپے
مجلد پانچ روپے

عالمگیریہت و دل کی نظر میں

آج فرقہ پرس اور فسطیلی لوگوں نے عالمگیری سے جو مناظم
ضورب کر دیتے ہیں ان کی حقیقت اور خود ہندو تاریخ نگاروں
کے قول سے اس عدل پرور بادشاہ کے انصاف رہا اور
جن کو در اور انسانیت پر درودی کی تقابل انکار تفصیل دو روپے۔

فصل الخطاب اطاعت امیر کے شعلق قرآن فیصلہ، الہی
و فاروقی خلافت کے نظائر، اسلامی نصب العین، حکومت
المیکس طرح قائم ہو سکتی ہے۔ ڈیڑھ روپیہ ۱/۵

تاریخ اسلام اپنے ماضی کے طریق و ملیح ایران
نگرا نیز۔ یہ شہرت یافتہ تاریخ کسی تعارف کی محاجج نہیں۔ ہند
پاک میں پہنچتے ایڈیشن چھپ چکے ہیں تین جلدی میں
مکمل۔ تیس تسبیب پیشہ میں روپے ۲/-

مکتبہ جلی - دیوبند (لیپی)

مُتَّقِلُونَ الْمُرْسَلُونَ



گرامیاں۔ ایک ایسی شکست اور رسوائی جس کی وجہ
دور مثال نہیں۔

اب ان کے خلیفہ انور سادات صاحب تشریف لائے
ہیں تو انھوں نے بھی اسم اللہ اونچے بول ہی سے کی ہے۔ یہی
تینی مارخانی انداز، وہی تیور، وہی اکٹھوں۔ خدا کا نام نہ
نہیں کا کلمہ۔ خدا تو شاید مصر کے حقہ، انتدار سے بے دخل ہی کر دیا
گیا۔ جمال ہے کہ ان حضرات کی زبانی طاریوں میں ذلت اور
وزت تقسیم کرنے والے خدا کے تصور کی پرچاہیں تک نظر
آجائے۔ داد دیجئے فرعون کے باطنی تصرف کو کہ اسے دنیا
سے سدھارے اگرچہ ہزاروں سال ہو گئے تک اس کی روح آج
بھی اپنے قومی فرزندوں کے میخ میں زبان بن کر بول رہی ہے۔
اے محترم انور سادات! آپ پر خدا کی نہ سہی لیسن
اور اٹالن کی پرکش نازل ہوں۔ اتنا سبق تو ماہی فریب
کی تاریخ سے حاصل کر ہی لیجئے کہ فلاح و نجات سنت فرعون
میں نہیں سعدت موسوی میں ہے۔ اور یہ سائنس کی بات بھی اگر وہ

عہدت کلدہ مصہد

جناب جمال عبد الناصر کے جانشین عزت نائب معاون وزیر امور امور
نے عرب جمہوریہ کے تخت تصدارت پر جلوہ افزوز ہوتے ہیں جو تقریب
فرماتی اس میں انھوں نے امریکہ پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا
”اگر امریکہ نے دینام کی جگہ سے سبق
حاصل نہ کیا تو متحده عرب جمہوریہ امریکہ کو سبب
دے گا۔“

خدایخیر کرے۔ جمال عبد الناصر بھی مدحت تک امریکہ کو اسی
طرح ڈالنے پڑنے کا ساعت افزوز شغل فرماتے رہے تھے۔ ان
کے لیے کی گئن گرج اور الخاظ کی بیماری سے معلم ہوتا تھا کہ
کہ اب مصر نے امریکہ کے رضا پر زناٹے وار جاہلار سید کیا اور
اب اس کا پیشہ خطا ہے۔ اشتراکیوں کی وضع کروہ کو نسی
حسین گامی ہے جو امریکہ کو نہ دی کی اور لاف دگرانٹ کا کو نہ
اچھوتا اسلوب ہے جسے پوری بے شکلی کے ساتھ استعمال نہ کیا گیا۔

رنگ برنگ کے پھول اپنی عطر بیزی سے
مشام دماغ کو فرحت و انبساط کا سامان ہیم
پہنچا رہے ہیں۔ اس نے اُلمیتی ادارہ ہبہ
ہونے اپنے روادارے دوسرے مذاہب
والوں کے لئے چوبٹ کھول رکھے ہیں اور یہ
ثبوت ہمیا کرو یا ہے کہ مختلف مذاہب کے
لوگ اپنی ملی جلی زندگی سے ایک ایسے نئے
تمدن اور نئے فکر کی بنیاد ڈال سکتے ہیں، جو
رواداری، وسعت قلبی اور حیرتی پر مبنی
ہو۔.....”

تو گویا وسعت قلبی، رواداری اور حیرتی کے معنی اب محترم
فائز قطب جیسے مومنوں کے نزدیک بھی یہ گئے کہ اسلامی تہذیب
اور علم پر کمک جمبلہ انتیازات کو قائم کر کے ملی جلی تہذیبوں اور علم پر
کا ملکوں پر تیار کیا جائے۔

نشاب تعلیم تو جامعہ طیہہ کا تحاہی سکول۔ دوسرے
حال قال کیا ہیں یہ بھی انگریزی معاصر ریڈنیس میں عبدالحکیم
سوہر کی زبانی سن لیجئے،
”جامعہ کے طلبہ میں اس وقت غیر مسلموں کی
تعوادوں فیصلہ“

یعنی نام نامی ہے ”جامعہ طیہہ اسلامیہ“ اور سلامان طلبہ کا نام
سوہنیں سے پھیلیں۔

جزید خوشخبری :-

”اس کے حدود کے اندر اسلام یا مسلمانوں
کے صاف پختگوں کو نہیں سے خارج ہو گیا
ہے اس لئے کہ یہ موجود یہاں کے غیر مسلم طلبہ
اور استادوں کے نزدیک داخل فرقہ داریت ہے“
تو گویا مبارکباد و فدائی جاہر ہی ہے اس بات پر کہ جس اورے
کو شیخ العہد اور مولانا حمودی علی ہو ہے جیسے فرقہ پرست مسلمانوں
نے اس فرقہ پرست فہشت کے تحت قائم کیا تھا کہ اس
کے ذریعہ مستقبل میں ملت اسلامیہ کی تغیرہ ترقی اور اسلامی
نگرہ تہذیب کے نشووناک کام لیا جائے وہ ادارہ سیکور ازم“

سے باندھ لیجئے کہ جنگ جنگ ہے۔ نعروہ بازیوں کا تھی طرفہ نہیں۔
آپ سوت سے امراء تین اور امریکہ اور برطانیہ سب کو
شکست ناٹ دیئے کے منصوبے بنایا ہے۔ سوت سے
ملکانے کا عزم رکھنے۔ مایوسی اور ہر انسانی کو پاس سب مست
آئے دیجئے لیکن غور و خوت کی باتیں برت کیجئے۔ سدت
فرعونی کو تین روزگی مرت دیجئے۔ ہار جیت اور عزت د
ذلت کے فرصلے آسمانوں میں ہوتے ہیں زمین پر نہیں۔
دوسرے نے جو ہوا آپ کے غبارے میں بھری ہے وہ امراء
پر صوت کی آندھی بن کر کبھی نہیں چھیلے گی۔ صبر، حوصلہ، پاروچی
اور خدا کو راضی کرنے کی مخلصانہ جدوجہد — یہ پیش
و کامرانی کے اصلی مقصود اے۔ آپ اگر چاہیں کہ لا یعنی دھکیلہ
دیکر، قوم پرستی کا صور پھونک کر، سامر احیت کے خلاف
غفرے لگا کر سو شہزادہ کا ناد بجا کر ترشی ترشی کا سیاں
دے کر، گھرے گھرائے فقرے بول کر امریکہ اور امراء تین کو
تحت اثری میں اتاباریں تو یہ ایسا ہی ہو گا جیسے رب والی
غیلیں سے شیر اور گنڈے کا مشکار کیا جائے۔ جمال عبدالناصر
کو آپ سے زیادہ کس نے قریب سے دیکھا ہو گا۔ آغاز
عروج، انجام۔ سب آپ کی نظروں کے مانے ہے۔ انھوں
نے کہا ہو یا اور کیا پا۔ اسے سوت لیجئے اور پھر اپنے باسے
میں طے کیجئے کہ آپ کیا کھڑک کیا پائے کا ارادہ رکھتے ہیں
و ما علينا الا البداع۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ

ایک ادارے کی چند سطحیں۔

”جامعہ طیہہ کا جشن زمین منایا جا رہا ہے۔
اس سو شمع پر ہندوستانی کو اسے مبارکباد
و نیچا چاہیے اور اس لئے دریں چاہیے کہ یقینی
ادارہ ہندوستان کا وہ واحد ادارہ ہے جو
مختلف تہذیبوں کا سلسلہ اور مختلف مذاہب
کے اتحاد کا نہ رہے۔“ ایک سلم اُلمیتی ادارہ
ہے مگر اس نے ایک گلدارستہ تیار کیا ہے جس میں

کیونکہ ایسے فرقہ پرست جامعہ میں دو چار فیصدی بھی مشکل ہی سے ملن گے جنہوں نے پرانی ششم کی عبادتوں سے اپنا رشتہ تکمیل طور پر نہ کاٹ لایا ہے۔ جب نمازی ہی نہیں تو لمبی پڑھی مسجد کیا — لیکن زیر تعمیر مسجد قومی مسجد ہے اس سے اسے زیر کوشش صرف کئے بغیر مانا جا بارت کی غلطیم بلکہ عظیم در عظیم قوم کی تربیت ہو گی۔

ستا ہے اس مسجد کے لئے چندہ بہت کم آ رہا ہے۔ ایک صاحب کا خیال ہے کہ جو چندہ جمع ہو اتحاد اس کا بڑا حصہ غالب کے بت پر صرف کرو دیا گیا۔ ہم اس خیال کی تصریح یا تکذیب نہیں کر سکتے۔ اگر یہ درست بھی ہو تو مصناع نقد اس میں کچھ نہیں۔ جس مقدس قومی ذہن کی نزد غالب کے بہت سے ہوتی ہے اسی کی نیوں کا کام یہ مسجد بھی دیگی پھر کسی فرقہ پرستا ہے اس سے کہ اس کا چندہ اس میں صرف کرو دیا گیا۔

خیر۔ ارباب جامعہ چندرے کی طرف سے مانیس نہ ہوں۔ "ملت مسئلہ" میں بیوی قوفوں کی کمی نہیں۔ پھر بھی کچھ کی رو رہ جائے تو پریس کمانے کا دو دنیا قومی ذریعہ تو ارباب جامعہ کی نظر سے ختمی نہ ہو گا جیسے "لامری" کہتے ہیں۔ منشوں میں پو بارے کوئی ملامو لوی لامری کو جو اکھے تو اس کے چانٹا ماریئے۔ قومی سود کی طرح قومی جو ابھی حلال ہے۔ اور پھر حلال و حرام کی بحث ہی اس بزم ناز میں کہاں انٹھ سکتی ہے جہاں ۵۰ فیصد غیر مسلموں اور ۵۰ فیصد مسلمانوں کو "جامعہ ملیہ اسلامیہ" کے عنوان سے یاد کیا جائے۔

نسگ ناق

دو کافوں کے متعلق لوک سماں میں ایک ترسیمی جل کی پیشی کے موقع پر بعض مجرموں نے اچھا جا گہا:

"دہنی کے ہٹلوں میں علی الاعلان عنز بولی کا نہ گناہ پڑھتا ہے حکومت کو چاہیے کہ وہ عربان ناجوس پر پا بندی دگائے۔"

کے نضل سے پوری طرح قومی بنایا گیا ہے اور اب اس کے احاطے میں کوئی نایسا تعلیم پہنچیں مار سکتا چرچ شیخ اہمہ اور محترم علیؒ کے "نسگ نظر اسلام" اور فرقہ دارانہ تصویر ملت" کی رسم بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔

خوب ہے یہ قوم۔ لاٹوں پر خوشی کے ناچ ناچنا اور قبائل پر عرسوں کے سیلے دیگانا کوئی اس سے سیکھے۔ جیکن زین جس کے اغفار دو ہر سندوخت اپنی کو مبارکباد کا مشورہ دیا جا رہا ہے پچ پورے ٹو فاتح کی ترقی یا نانتہ مشکل ہے۔ یا پھر عرب جدید کہہ رہے ہیں۔

مزیداری کی بات یہ ہے کہ اسی "جامعہ ملیہ اسلامیہ" میں ایک بڑی سی مسجد بنائی جا رہی ہے۔ شاید اڑاہ یہ ہو کہ اس مسجد میں مسلم اور غیر مسلم مل کر ایک نئے "سیکولر" عمارتی طرزِ عبادت کی بناءِ الائیں اور بھارت کی ملت سلامیہ کو خوشخبری سنائیں کہ قرآن و حدیث کی رٹ رکا نے والی احقرقاً تم آج تک تکھوڑ مینگو و قبی دین کا وظیفہ نئے پھرتے ہو جا لانکہ زمانہ بدل گیا ہے۔ حالات بدل گئے پہنچ فیکر انسانی جانب اور مرتع پر نشین بنانے لگا ہے۔ زمین و آسمان سیکور ایزم اور سو شلزم کے خزانے اکل رہے ہیں۔ اب اکیلے اکیلے نمازیں پڑھنے کا زمانہ نہیں رہا۔ اب علیحدگی پسندی نہیں چلے گی۔ اب فرقہ داریت کے نئے کوئی تجھاں کش نہیں۔ آج ہم قومی سطح پر مل کر بھیان عبادت کریں گے۔ بیکان اشلوک دہرا ائیں گے۔ ہمارا قومی دین ایک قومی تہذیب ایک قومی ثقافت ایک۔ قومی معنوں ایک۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ کی اس زیر تعمیر مسجد کو "مسجدِ راہ" کہنا تو مشکل ہے کیونکہ مسجدِ ضرار وہاں بننے ہے چہاں کوئی دوڑ پکجی کی مسجد بھی موجود ہو اور نمازوں کا ہجوم بھی وہاں خوب ہوتا ہو۔ البتہ "قومی مسجد" ضرور تکہہ سکتے ہیں۔ شاید اسی نئے خرچ کا تجھیں لاکھوں میں ہے ایک عظیم قوم کی عظیم مسجد جلا لاکھوں سے کم میں کیا جائے۔ اگر سوال اس مسجد کا ہوتا ہیں فرقہ پرست ذمہ داریت کے مسلمان وہی پرانی طائف کی نماز پڑھتے ہیں تب تو دس میں نٹ کا ایک چیز ترہ بھی کافی تھا

غلاب کے اس شعر پر بھی اسے تہہ دل سے ایمان لے ہی
آنا چاہئے۔

تن کی عربیانی سے بہتر نہیں دنیا میں باس
یہ وہ جام ستر کہ جس کا نہیں اللہ سیدھا

اشتراکیت کا سب کے بڑا کارنامہ

مولانا گلاب علی اور کامر ٹیڈیات صاحب دیرے سے
ایک دوسرے کی پوچشیاں اظہار ہے تھے۔ یہ مطلب ہمیں کہ بالآخر
پانی تک نسبت پہنچ گئی ہو۔ اطرافی صرف لفظوں کی تھی، وہ
اپنے اپنے مقولوں کی تائید اور دستکار کے موقف کی ترویج میں
انتہی شدید درستے بول رہے تھے کہ الفاظ اگر چھڑے ہوتے
تو دو فوٹ ہی کے بعد چلنی ہو چکے ہوتے۔

اشتراکیت پر سند روؤں ہی تھے۔ روؤں ہی کی
معلومات اس موضوع پر نہایت اپڑویٹ تھیں۔ فرق
یہ تھا کہ مولانا نے اس موضوع کا مطالعہ اشتراکیت کی تدویی
و مخالفت کے مقصد سے کیا تھا اور کامر ٹیڈیات کا مطالعہ حمایت
عقیدت کی بناء پر تھا۔ مولانا اسلام ہی کو ہر دفعہ درد کا علاج
ثابت کرنے پر زور لگا رہے تھے اور کامر ٹیڈیات اشتراکیت کو
اسلام ہی کی ترقی یا فائز تکلیف فراز دے کر بین اور اشائیں کو
انسانیت کے بخات دینہ منوائے پر مصروف تھے۔

میں نے ایک دوبار خلی دینا چاہا تو انھوں نے
نوؤں نہیں لیا۔ ان کا خیال شاید یہ رہا ہو کہ یہ گھیارا جلا
ان جدید ترین اور سائنسی طفک مسائل میں کیا چرچ پر تکھوں
سکتا ہے۔

آخر کارجوب دوؤں ہی کی جائے کی پیالہوں میں
ایک ایک مکھی غرطہ زن ہو گئی تو گرما گئی کا زور کچھ کم
ہوا۔ پھر مزید پیالیاں آئے تک وہ اپنے اپنے ماقبلوں
کا پسند پوچھتے رہے۔ اس انتروں سے فائدہ اٹھا کر
میں نے طریقی نیاز مندی سے عرض کیا
”اپ حضرات تھک گئے ہوں گے۔ کیتے تو تیل ناش

آخر کیوں لگائے؟ — کاش میر صاحبان کے
دلائی بھی پرنس میں آگے ہوتے۔ جہاں تک حقائق کا سوال
ہے میرٹک فیں رٹ کے بھی جانتے ہیں کہ ناصح اور عربیانی دلوں
ہی کا مقام قدم اور جددید دلوں داروں میں بلند ہے۔
قدامت کی عینک لگا کر دیکھئے تو مہماں بھارت کی سنکریتی میں
ایکلہا اور ایجنت جیسی پادگاریں قدم پر اعلان کرتی
ہیں کہ ناصح گانا ایک مقدس کلا ہے اور عربیانی ایک
پاکیزہ آرٹ۔ عورت کے جسموں کو ہمارے ملزمانہ پر ٹکھوں
نے سنگی جسموں کی شکل دیکھ امر نہادیا ہے اور ان جسموں میں
اپ اکٹھ کر ٹکڑوں کا قحط ہی دیکھیں گے۔

جدید تہذیب کا چشمہ چڑھا کر مشاہدہ فرمائیے تو ناصح
سے زیادہ مقبول اور عورت کے نٹے جسم سے زیادہ مرغوب
چیز کوئی بھی نہ ٹلے گی، سینا، تھیڈر، کلب، ڈانس ٹھرہاری
نئی تہذیب کے اعضا نے رئیس ہیں۔ کیبیرے ناصح آج کا
معروف ترین ناصح ہے جس میں مقدس رفاقت اپنے مقام
پکڑے ایک ایک کر کے اتنا پھینکتی ہے۔

پھر آخر کو ناظر نظر سے جس کے تحت آزیں جمیں
نیکے ناچوں کے خلاف احتجاج کی جرأت فرماتے ہیں تھیں
ہمٹوں پر نزلہ گرانا اور سینا ہگروں کا ذکر تک نہ کرنا تینی نظر
ہے۔ کیا فصل میران سینا نہیں دیکھتے۔ اگر دیکھتے ہیں تو کیا
اپنی قلموں میں عربیانی اور ناصح کا کوئی جلوہ نظر نہیں آتا۔
اور اگر نظر آتا ہے تو کیا وہ گل کمال کو قلموں پر بھی اپنی نووٹی
کے تھیماروں سے مخلہ آور ہوں گے۔

بھیتی کی باتیں! آپ چاندی یا جہازوں اور مرتع پیا
راکٹوں اور دھلے دھلاتے ہیتی ازم اور سمجھے سمجھا نے سکر کا زام
کے چہرہ تریں میں اس قسم کی گھٹیا باتیں کر رہے ہیں۔ فلم ساز
اوٹوٹم میں طبقہ اس کوشش میں ہے کہ قلموں میں محلی یا سہ بازی
کی اجازت دی جائے اور آپ یہ چاہتے ہیں کہ نیکے ناچوں
پر عسی پاہنڈی لگ جائے۔ حالانکہ ناصح تو فقط دور کا جاؤ
ہیں مونک کا حلوہ نہیں اہماں اخیال ہے کہ جب ہماری قوم نے
تے بڑی دھوم دھام سے غالب کی بر کی منابی ہے تو پھر

افسانہ گھٹلائے ہیں کہ جنت اور دوزخ کا دیدار مر نے کے بعد ہو گا۔ حالانکہ جنت اور دوزخ ہماری دنیا بھی زندگی کے دو مختلف پہلوؤں کا کہا یہ ہیں۔ جب ریاست کی بائیک ڈور اشتر اکی عوام کے ہاتھ میں آجائے تو یہیں سے جنت شروع ہوتی ہے اور جب عوام کی گردیوں پر سامراجی سلطنت ہوں تو اسی کی قرآن دوزخ کہا ہے۔ اسی طرح لاہور کی اصلاح ہے۔ پر دناری مجبوریت میں جو پارٹی مجبور اور عظیم محنت کا رعوام کی اصلاح کے لئے بڑے فارموں اور کار خانوں اور انسٹی ٹیوٹوں کا تنقیم و سست بڑی خوبی اور ہمارت کے ساتھ سنبھالتے ہیں انھیں کا نام قرآن نے ملائکوں کا رکھا ہے۔

”تم جاہل ابن جاہل ابن جاہل ہو۔“ مولانا آپ سے باہر ہو گئے۔ زندگی۔ ملعون۔ الحن۔“ کامریڈ نے بھی ترکی بہتر کی جواب دیا۔ ”آپ مولائی صاحبان کے پاس سوائے گالیوں کے رکھا ہی کیا ہے۔ دلائیں کے جواب میں گالی۔“ استدلال کے جواب میں غصہ۔

”ارے تو یہ استدلال ہے۔ جو منہج میں آئے گک دو اور کہو کہ قرآن یہ کہتا ہے۔“ کامریڈ پھر لئے جواب دیتے گریں پیغ میں کو درپرا۔ ”گستاخی معاف۔ آپ دونوں ہی اشتر اکیت کے سلسلہ پر کچھ نہیں جانتے۔“

”دونوں کے جیسے کیلیں چھپیں۔“ کیا کہا۔ ہم کچھ نہیں جانتے۔ ارے تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گا۔“

میرا دماغ بالکل اپنی جگہ پر ہے۔ ہر امانے کی بات نہیں مولانا۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اشتر اکیت کے بارے میں آپ حضرات کی معلومات سطحی ہیں۔“

”کرو ثابت۔“ مولانا چھپے۔ کامریڈ لے بھی ہاں میں پاں ملائی۔

میں نے مزید چائے کا آرڈر دیا۔ چائے آنٹنگ

ڈالے کو بلاؤ۔“ دنوں نے تاخن گوارانڈاز میں میری طرف گھورا پھر کام مریڈ پر لے۔

”تم یا رہے وقت بھی مذاق کر بیٹھتے ہو۔“ دیکھتے نہیں ہم کن اہم موضوعات پر گفتگو کرنے ہیں۔“ ”یفتگو کے۔“ میں نے جیرت سے آنکھیں پھینکلائیں۔ اگر اسی کا نام گفتگو ہے تو پھر دھول دھپٹا کرنے کہیں گے۔“

”ویکھ رہے ہیں آپ۔“ انھوں نے مولانا کی طرف دیکھ کر احتیاج کیا۔

”وکیوں عزیزم ملا۔“ مولانا ناصح مشفیق کے انداز میں میری طرف متوجہ ہوئے۔ تمہارے مطلب کی باتیں یہاں سے اٹھ کر ہونگی۔ آج ہمیں اپنے کام مریڈ و سرت سے منواہی لیتے ہیں کہ اشتر اکیت بکواس ہے۔ اصلی چیز اسلام ہے۔“

”آپ کے فرشتے بھی نہیں منوا سکتے۔“ کامریڈ پھر مولانا سے الجھوکتے۔

”فرشتوں پر تمہارا ایمان ہی کب ہے۔“ خبردار جو فرشتوں کا نام لیا۔“ ”کون کہتا ہے میں فرشتوں کو نہیں مانتا۔ قرآن میں جو چیز آئی ہے اسے ہم سب اشتر اکی مانتے ہیں۔“

”گیوں جھوٹ بولتے ہو۔“ کیا تھیں فرشتوں پر اور جنت دوزخ پر اور جو رو غلام پر اعتقاد ہے؟“ ”بالکل ہے۔“ کہ مولوی ملادی والی تفسیر کے مطابق نہیں۔ قرآن اپنی تفسیر آپ ہے اسے کسی تفسیر کی ضرورت نہیں۔“

”تم تو عربی نہیں جانتے۔“ ”زبان میں صیہر اور پکا بابا ہوتی ہیں۔“ اصل چیز جو ہر اور دوسرے ہے۔ مارکس اور میلن کی تعلیمات میں قرآن کی روح کو جذب کر لایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر جنت دوزخ کو بھجئے۔ آپ مولوی لوگ اپنی طرف سے یہ

پوچھ رہا ہوں۔"

"اس سوال سے فائدہ کامرٹی پولے۔
کرنے میں — اگر یہ سچ ہے تو یہ سوال کامیک

"سب سے بڑا کارنامہ" مولانا نے کوئی کے دوں
ستھنوں پر تحریکیاں جاتے ہوئے اس انداز میں کہا جائے
آپ سے مخاطب ہوں ۔" ہوں ۔ روں نے
بغیر آدمی کا جہاز چاند پر آتا رہا۔ وہاں گھر اپنی کر کے
معنی نکالی۔"

یہ کہتے ہوئے انھوں نے کامرٹی کی طرف فرمائی
انداز میں دیکھا گو با اپنی بات کی تائید طلب کر رہے
ہوں۔

"ایک کیا سیکڑوں بڑے کارنامے ہیں۔ عظیم سے
عظیم تر" کامرٹی کے لئے میں خرچتا۔

"چند کے نام لیجئے ۔" ویسے میں سب سے بڑا
کارنامہ دریافت کر رہا ہوں۔"

"روسی رائٹر مریٹ نہ کجا پہنچے ہیں۔ روں کے
تم کارخانے آٹو میلک ہیں۔ روں نے ریگستانوں میں
لہذا تھیت اگادیتے ہیں۔ سب سے بڑا کارنامہ
فی الحال اسی کو تجھے کہ میں نے چاند پر د کام کیا جو
امریکہ بغیر آدمی کے نہ کر سکا۔"

"کہنے مولانا — آپ کا بھی جواب یہی ہے نا؟"
میں نے پوچھا۔

مولانا کی انھوں میں شبہ اور تذبذب جملکے لگا۔
"تم میاں کہنا کیا چاہتے ہیں۔ بڑے آئے افلاطون
کہیں کے؟"

"جو کچھ مجھے کہنا ہے ادہ دوا و رو و چار کی طرح صاف
ہے۔ آپ دوں حضرات اسلام اور اشتراکیت کی
مشی پسید کرنے کے عوض چائے پان کی دوکان کھوئی دانے
تو کھسارتے ہے۔"

دہ دوں اس طرح بھٹکوڑتے رہے جیسے سوچ رہے
ہوں کہ اسے کس بخ سے سمجھا گلا جائے۔

"ایک شرط ہے — اگر آپ لوگ غصہ اور
جوش کو تھوڑ کیں۔ تب میں ثبوت پیش کر سکوں گا۔"

انھوں نے باہم ایک دوسرے کی طرف دیکھا
— انکھوں ہی انکھوں میں کچھ انہام دھیمہ ہوئی۔ پھر
دوں کے ہنڑوں پر نرم نرم سائبنس اس طرح جلا جیسے
بادل کی ادٹ سے گرنے لے جانکا ہے۔

"یہ ہری بات —" میں چہلکا "اب مولانا آپ
ایک بات بتائیں — ماہناہ تختین احتج کی تازہ
اشاعت میں جو مضمون و در حاضر کے سائل کے عنوان
چھپا ہے؛ وہ آپ ہی کا ہے نا؟"

"اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے۔ کیا اس پر ہمارا
نام درج نہیں ہے؟" مولانا کا ہجہ ناخوشگار تھا۔

"جی ہاں جی ہاں نام قو درج ہے — میں مزید تصدیق
کر رہا تھا۔"

"عدم قیارہ اپنے کرتے ہو۔" کامرٹی پولے۔

"تمہرے عمر ماختک ہی ہوتی ہے بنتا بڑا
اچھا آپ تو ش بتائیے اشتراکیت کا سب سے بڑا کارنامہ
کیا ہے؟"

ان دوں نے آنکھیں پھٹپھٹائیں۔ ایک دوسرے
کی طرف دیکھا۔ پھر مولانا برا سانحہ بننا کر بولے "دیکھو
میاں ہم اس وقت مذاق کے موڑ میں نہیں ہیں
ڈھنگ کی بات کرنے ہو تو کہہ دو رہنمہ چانسٹا رسید کر
دیں گے۔"

"گالی حاضری — پہلے آپ چانسٹا رسید کر لیں تاکہ
دل و دماغ ڈھنڈے ہو جائیں۔ پھر میری معروف خatas
پر تو جب دیں۔"

"خیر خیر کو۔ خواہ خواہ کی باوقوف غصہ آتا ہے؟"
دیکھا یہ خواہ خواہ کی بات ہے کہ میں آپ دوں علمائے
اشتراکیت سے اشتراکیت کا سب سے بڑا کارنامہ

”تم اُخْر کہنا کیا چاہتے ہیں؟“ مولانا کا پُرچھا جو اکیم جڑھ گیا۔
انداز میں ہے۔

”کچھ بھی نہیں۔“ مجھے میرے سوال کا جواب
دیجئے۔

”اشترائیت نے عظیم عوام کو ہمارا ج کے ظلم و ستم
سے بخات ولائی ہے۔“ کامریڈ بولے۔ اس نے پرووتاری
طبقے میں انسانیت کا شعور اور عزت نفس کا احساس پیدا
کیا ہے۔ اس نے سرمایہ داروں کی لوٹ حکومتوں کا
پول کھو لائے۔ اس نے بنی نزع انسانی کو جنت کی
راہ و کھانی ہے۔“

”ذرا بڑیک لگا کر مانی ڈیر بیتاب — میں غزال
نہیں مسدس ستا چاہتا ہوں۔“
”کیا یہ واس ہے؟“ مولانا مصیباں بھیجن کر بولے۔ اشترائیت
نے دنیا کو ظلم و نشد دے بھر دیا ہے۔ اشترائیت سے بڑا
فتنہ آج تک دنیا میں پیدا ہیں ہے۔“

”آپ بھی مولانا ذرا طبیعت کو روکیں۔“ سوال
اشترائیت کے کارناموں کا ہے۔“

”ارے تو تم ہی سمجھ سے پھوٹو۔“ کارنامے
کارنامے کی رست لگاتے جاتے ہو۔“ مولانا کی آواز
تپ رہی تھی۔

”اشترائیت کا رب سے یہاں کارنامہ یہ ہے مولانا
کہ اس نے آپ جیسے حامی ان اسلام کی بھی با در کر ادیا ہے
کہ آدمی محض ایک معاشی حیوان ہے۔ اور ہر سے نیچے تک
معدہ ہی معدہ۔“

مولانا کی نظریں مسیکے چہرے پر گل گئیں جیسے تہہک
پہنچنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ کامریڈ نے بھی انداز تفکر
میں آنکھیں پھینلا دیں۔

”آپ غور کریں مولانا۔ ماہنامہ تحسین الحق میں جو
مضمون آپ نے لکھا ہے اس کا محوری نقطہ کیا ہے؟“
”ہم نے اشترائیت کے مقابلہ میں اسلامی معاشیات
کے اسرار و معادن کھول کر بتائے ہیں۔“ انھوں نے

”ہونہ ازی خبیث“ مولانا کا پُرچھا جو اکیم جڑھ گیا۔
کامریڈ کے چہرے پر میں جھلاؤ ہٹ نظر آئی۔ وہ بُجھا کر بولے
”بھی سے تکلفی کا مطلب یہ تو ہیں کہ تم ہزاروں کا مفحوم
اڑاؤ۔ کیا تم روزس کی خلافی فتوحات کو معنوی کارنامے
بھکتے ہو؟“

”انہاں نے غیر معنوی۔“ میں نے کہ کہا ان کی کوئی
اہمیت نہیں۔“

”پھر تھے“ دو ہزار کی نظریں میرے چہرے پر چم گئیں۔
”خلا فی چہاز ہوں یا آٹو میک کارخانے۔“ ٹیکو پڑنے پر
ہوں یا برقی دماغ پر ساتھ اور ملکنا لوجی کی فتوحات
ہیں۔ کیا امریکہ کے یہاں یہ سب چیزیں اور ہزاروں دوسری
ایجادات آپ کے علم میں نہیں ہیں؟“

”وہ بغیر آدمی کے اپنا چہاز چاند پر نہیں اتار سکا۔“
کامریڈ نے ترکخ کر کہا۔ روز کا کارنامہ اس پر فو قربت
رکھتا ہے؟“

”ضرور رکھتا ہو گا۔“ گھر یہ فو قربت اور تحقیقت سانس
کے مکاتے میں جائے گی۔ اشترائیت سے اس کا کیا تعلق؟
”تحقیقت“ مولانا نے ہونٹوں کو نفرت کا ختم دھیرا
لگظ دہرا دیا۔ ”تم میاں زبانوں کے ساتھ بھی مذاق ترتے
ہو۔“ یہ تحقیقت کیا ملا ہوئی؟“

”ڈیر مولانا۔ اگر فو قربت سے فو قربت ہو سکتا ہے تو تحقیقت
سے تحقیقت کیوں نہیں۔“ چلنے آپ کوئی اور لفڑا بول لیجئے
مطلوب بہر حال یہ ہے کہ ایجادات کا تعلق سانس سے
ہے۔ امریکہ بڑا نیہ فرانس جرمنی جاپان دیگرہ اشترائیت
مالک نہیں۔ انھیں تو کامریڈ صاحبان سامراجی حملہ کی
قرار دتے ہیں۔ پر کیا انھوں نے طرح طرح کی ایجادیں
ہیں۔ کیا ان کے یہاں خود کا رشیذیوں اور خلا پیسا
راکٹوں اور برقی دماغوں اور ایئمی سیٹیوں کی کی ہے؟“

دو ہزار حضرات نے ایک دو سیکنڈ کی طرف دیکھا
پھر وہ را بھن کے آثار تھے۔ جھلاؤ ہٹ اور ہزاری تجی
سماں نظر اسی تھی۔

— جس خطہ ارض پر ہمارے اور آپ کے آٹا تھا
صلی اللہ علیہ وسلم میتوں تھے کیا دہان افلاس کا دوڑ
دورہ نہ تھا۔ کیا دہان پڑے پڑے ہم جا جن اور جا گیر دار نام
نہاد پورا تو اکیت کا پارٹ ادا نہیں کر رہے تھے۔ کیا دہان
غلاموں اور کنیزیوں کی تجارت عام نہ تھی — بولئے تا
— میں غلط کہ رہا ہوں؟ ”

”ٹھیک ہے ٹھیک ہے ” مولانا جیسے ہے ارادی
طور پر بولے ہوں — ان کی پیشائی پر غور تھکر کی سلوٹیں تھیں
مگر کامر ڈیپ بنیاب کے پھرے پر دبے دبے بغادت کے آثار
نظر کر رہے تھے۔

” تو آپ بتائیئے — کیا ہمارے آقانے بھی اپنے
اردوگرد کی معاشی حالت کو اصل منہذ قرار دے کر نان دشم
کے ڈھول بجائے تھے — کیا ان کا بھی یہی خالی خالک سب سب
سے سبھی روپی پکڑے کا انتظام کرو اس کے بعد کوئی اور
گفتگو نہ کرنے ”

” میں تم سے اختلاف کر دیں گا ملا صاحب ” کامر ڈیپ
نے فو کا — محمد صاحب تحقیقت میں اعلیٰ درجے
کے اشتراکی تھے۔ انقلابی تھے۔ جدی مادیت کے لیک
پاک انھوں نے دعوت دین کے پردے میں درست کئے
سود کو حرام کیا۔ غلامی کی رسم کو شایا۔ ایک سے زائد شادیوں
پر پابندی رکھا تھی۔ ”

” تم کوئی بکواس کر رہے ہو ” مولانا کامر ڈیپ پر
چڑھ دوڑے —

” ذرا اٹھیریئے مولانا — ہاں ڈیپ بنیاب — یہ
محمد صاحب کیا ہوتا ہے ”

” ہم اشتراکی لوگ اپنی عقیدتوں کو رسی الفاظ سے
بوجھل نہیں کرتے — آپ رحمت پسندی کے نمائندے
ہیں۔ خالی ٹھوکلے الفاظ تھی دنیا میں کھوئے ہوئے ہیں۔ ”
عین امنی وقت لیدی اجمیں فیروز چاند کی طلوع پھیلی
او محفل برخالست ہو گئی دانِ محنت رہے اگلی صحبتیں
آپ کی ملاقات ہوئی۔ ملائیدہ صحبت باقی۔

انہما رہنمیت کے طور پر سر کو جنبش دی جو
” بجا فزار ہے ہیں — آپ کے دلائل مضبوط۔
آپ کا طرز بحث علاوه — گریہ بہ عال آپ نے
اپنے گر انقدر مضمون میں سلیم کر لیا ہے کہ آج کی دنیا
کا اہم ترین مسئلہ مجوہ ہے، افلاس ہے۔ آپ کے الفاظ
ہیں کہ آج تی دنیا میں محنت اور سرمایہ ایک دوسرے کے
بالمقابل ہیں۔ افلاس اور زرداری کی جنگ ہے۔ غربت
اور امارت ایک دوسرے پر بیخار کر رہے ہیں ”

” ٹھیک ہے ہم ائمکھا — گریکا غلط لکھا ”
” یہ تو اشتراکیت کا سب سے بڑا کارنامہ
کہ وہ اپنے جنیفوں سے بھی اپنی ہی مبنی بخوار ہی ہے
— قابل صدر احترام مولانا۔ سوچ کرنو تباہی دنیا
میں غربت اور امارت کا مسئلہ کب موجود نہیں رہا۔ کب
کوئی ایسا زمانہ آیا ہے جب روئے زمین پر صرف دولت
پا صرف افلاس کی حکومت رہی ہو — کیا محنت اور
سرمایہ کی کشکاش کوئی جدید شے ہے؟ ”
” تم گریبوں کی طرح فلسفہ مت بخوارو — ” مولانا
تلہا گئے۔

” گدھے کمی علیقہ نہیں بخوارتے — میں سیدھی
سادھی حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں — حقیقت اس
بجے سوا اچھے نہیں کہ لڑائی خیر اور شر میں برپا ہے۔ ملک افغان
نیکی اور بدی میں ہو رہا ہے۔ کشکاش اہم من اور زد اہم
کی ہے۔ آپ جیسا اشتراکیت دشمن بھی اگر غیر ارادتی
طور پر اشتراکیت کے اس پر و پچھلے کاشکار ہو جاتا ہے
کہ سب سے بڑا مسئلہ روپی اور کمپی ہے کاہے تو اسی کو
اشتراکیت کی علیقہ فتح کہیں گے — آپ خوش بور ہے
ہیں کہ اشتراکی فلسفہ اقتصاد کے سعادت میں آپ نے
اسلامی معاشیات کی شان میں قصیدہ پڑھکر خدمت
وین دلت کا حق ادا کر دیا گے اشتراکیت کی روایت پر توجہ
خوشی سے ناچ رہی ہے کہ اس نے آپ سے نان و
شکم کی کلیدی یہیت مزاںی — ذرا سوچئے تو مولانا

DURR-E-NAJAF

surma



لَهْلَهْ الْقِيْضَرْ حَمَّاٰتِ
وَيُبَنَدْ بَوْهِ

کوئی کی بھریں شدی سیاہ سطح طلب کرنے پر لکھنؤ میٹا

ایک توڑہ
چھروپے

ڈاک خرچ
2-50

چھ ماہش
لائچین پورے

لکھنؤ کل نہ سے
بندھن ک رہاون
بھلے ہے

سچے موتی
سوئے چاندی کے درق
اور ۲۲ دواں کا یہ مرکب
طب قدیم کے ایک
نادر نسخے سے قدیم ہی
طرز پر تیار کیا جاتا ہے۔
آنکھوں کی تمام بیماریوں
میں مفید۔

نگاہ کو قوت آور
پانڈاری دینے والا۔